پارہ

فَمَنْ اَظْلَمُ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَآءَهٗ

سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچی بات کو جبکہ وہ اس کے پاس پہنچی جھٹلاوے۔

أَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ

کیا جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانہ نہ ہوگا اور جو لوگ سچی بات لے کر آئے اور (خود بھی) اس کو سچ جانا

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝

تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں وہ جو کچھ چاہیں گے ان کیلئے ان کے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے۔ یہ صلہ ہے نیک کاروں کا۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِيْ

تاکہ اللہ تعالیٰ اُن سے اُن کے بُرے عملوں کو دور کردے اور ان کے نیک کاموں کے عوض اُن کو ان کا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ

ثواب دے۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ (خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت) کیلئے کافی نہیں اور یہ لوگ آپ کو اُن (جھوٹے معبودوں) سے ڈراتے ہیں

دُوْنِهٖ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ

جو خدا کے سوا (تجویز کر رکھے) ہیں اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو وہ ہدایت دے اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝

کیا خدا تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا نہیں

فَمَنْ پس کون	أَظْلَمُ بڑا ظالم	مِمَّنْ سے۔جس	كَذَبَ جھوٹ باندھا	عَلَى پر	اللّٰهِ اللہ	وَكَذَّبَ اور اس نے جھٹلایا	
بِالصِّدْقِ سچائی کو	إِذْ جب	جَآءَهٗ وہ اسکے پاس آئی	أَلَيْسَ کیا نہیں	فِيْ جَهَنَّمَ جہنم میں	مَثْوًى ٹھکانا	لِلْكٰفِرِيْنَ کافروں کیلئے	
وَالَّذِيْ اور جو شخص	جَآءَ آیا	بِالصِّدْقِ سچائی کے ساتھ	وَصَدَّقَ اور اس نے اسکی تصدیق کی	بِهٖ اس کو	أُولٰٓئِكَ یہی لوگ	هُمُ وہ	
الْمُتَّقُوْنَ جمع (متقی)	لَهُمْ ان کیلئے	مَا يَشَآءُوْنَ جو وہ چاہیں گے	عِنْدَ ہاں۔پاس	رَبِّهِمْ ان کا رب	ذٰلِكَ یہ	جَزٰٓؤُا جزا	
الْمُحْسِنِيْنَ (جمع) نیکوکاروں	لِيُكَفِّرَ تاکہ دور کردے	اللّٰهُ اللہ	عَنْهُمْ ان سے	أَسْوَأَ بُرائی	الَّذِيْ وہ جو	عَمِلُوْا انہوں نے کئے (اعمال)	
وَيَجْزِيَهُمْ اور انہیں جزادے	أَجْرَهُمْ ان کا اجر	بِأَحْسَنِ بہترین (اعمال)	الَّذِيْ وہ جو	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ کرتے تھے			
أَلَيْسَ کیا نہیں	اللّٰهُ اللہ	بِكَافٍ کافی	عَبْدَهٗ اپنے بندے کو	وَيُخَوِّفُوْنَكَ اور وہ خوف دلاتے ہیں آپ کو	بِالَّذِيْنَ ان سے جو		
مِنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا	وَمَنْ اور جس	يُّضْلِلِ گمراہ کردے	اللّٰهُ اللہ	فَمَا لَهٗ تو نہیں اس کیلئے	مِنْ کوئی	هَادٍ ہدایت دینے والا	
وَمَنْ اور جس	يَّهْدِ اللّٰهُ اللہ ہدایت دے	فَمَا تو نہیں	لَهٗ اس کیلئے	مِنْ کوئی	مُّضِلٍّ گمراہ کرنیوالا	أَلَيْسَ کیا نہیں	اللّٰهُ اللہ
بِعَزِيْزٍ غالب	ذِي انْتِقَامٍ بدلہ لینے والا						

تفسیر و تشریح: گذشتہ آیات میں اس سورۃ میں دور سے توحید و شرک اور حق و باطل کا بیان ہوتا چلا آ رہا ہے۔ مشرک و موحد دونوں فریقوں کا فرق اور ان کے حالات بیان کرتے ہوئے اخیر میں گذشتہ آیات میں بتلایا گیا تھا کہ معاندین اور منکرین و مکذبین اس وقت جو توحید کو نہیں مانتے اور اس میں جھگڑے نکالتے ہیں اور حجتیں کرتے ہیں تو ان کو بہر حال مر کر ایک دن حق تعالیٰ کے ہاں پیش ہونا ہے۔ اس دن تمام جھگڑوں کا عملی فیصلہ پروردگار فرما دے گا اور فیصلہ یہ ہوگا کہ ناحق پرستوں کو عذاب جہنم نصیب ہوگا اور حق پرستوں کو اجر عظیم ملے گا۔

اب ان آیات میں بھی انہی دو فریقوں کا حال بیان فرمایا جاتا ہے کہ کون حق پر اور مستحق نجات و درجات ہے اور کون ناحق پر مستحق عذاب ہے۔ قرآن نے اور اللہ کے رسول نے تو یہی تعلیم دی کہ اللہ کو ایک مانو اور اسی کو اپنا خالق رازق اور مالک جانو اور اس پروردگار عالم کو اسی طرح سمجھنے کی کوشش کرو جس طرح اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اللہ کو اپنے خیال کے مطابق ماننا انسان کی نجات کے لئے کافی نہیں۔ اللہ کی سچی باتیں اور اس کی صفتیں وہی ہیں جو اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول نے بتلا دی ہیں۔ ان کے خلاف نعوذ باللہ اللہ کی اولاد ماننا فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینا اوروں کو اس کا شریک ٹھہرانا اس کی خدائی میں دوسروں کا حصہ ماننا جیسا کہ مشرکوں کے عقائد تھے یہ سب اللہ پر جھوٹ گھڑنا اور بہتان لگانا ہے۔ قرآن کریم میں جو اللہ کی صفات آئی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اللہ کی عبادت و بندگی اور اس کے آداب و طریقے بتلائے ہیں وہ سراسر سچائی پر مبنی ہیں۔ جو لوگ ان کو نہیں مانتے وہ سچائی کے نہ ماننے والے اور منکر ہیں۔ ان سے زیادہ بڑھ کر کون ظالم۔ بے انصاف اور ناحق پرست ہوگا کہ جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور اس کے شریک ٹھہرائے اور جب سچی بات اس کے پاس اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کے ذریعہ پہنچی تو اس کو بھی جھٹلایا تو جو شخص سچائی کا اتنا دشمن ہو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے اور ایسے ظالموں کا ٹھکانہ جہنم کے سوا اور کہاں ہوگا تو اس ناحق پرست فریق کا تو یہ فیصلہ ہوا اور اس فریق کے خلاف دوسرا فریق جو سچی بات لے کر خدا کی طرف سے یا رسول کی طرف سے لوگوں کے پاس آئے اور خود بھی اس کو سچ جانا یعنی صادق بھی ہیں اور مصدق بھی تو یہ لوگ واقعی اللہ سے ڈرنے والے اور متقی کہلانے کے لائق ہیں اور ان کے متعلق فیصلہ یہ ہوگا کہ ان کو اپنے رب کے ہاں وہ سب کچھ ملے گا جو یہ چاہیں گے اور ان کا انجام یہ ہوگا کہ بر بنائے بشریت جو ان سے قصور اور برائیاں سرزد ہوئی ہوں گی وہ بھی معاف کر دی جائیں گی اور ان کی نیکیاں قبول کر لی جائیں گی۔ ان پاکباز لوگوں کا یہی بدلہ ہوگا۔ تو اوپر کے مضامین اور قرآنی آیات کہ جس میں توحید کی حقانیت اور شرک و بت پرستی کی مذمت و بطلان بیان فرمایا گیا کفار مکہ جب سنتے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکاتے اور کہتے کہ آپ ہمارے معبودوں سے گستاخی نہ کیجئے ورنہ ہم ان سے درخواست کر کے آپ کو سزا دلوا دیں گے اور وہ آپ کے ہوش و حواس چھین لیں گے اور (معاذ اللہ) دیوانہ اور پاگل بنا دیں گے۔ اس کا جواب ارشاد فرمایا گیا کہ کیا خوب گویا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی حفاظت کے لئے کافی نہیں۔ جو ایک زبردست خدا کا بندہ بن چکا اسے عاجز اور بے بس خداؤں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے؟ کیا اس عزیز و منتقم یعنی زبردست بدلہ لینے والے اللہ کی امداد و حمایت اس بندہ کو کافی نہیں جو کسی دوسرے سے ڈرے؟ یہ بھی ان مشرکین کا خبط باطل عقیدہ اور مستقل گمراہی ہے کہ خدائے واحد کے پرستار کو اس طرح کی گیدڑ بھبکیوں سے خوف زدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کے مقابلہ میں اپنے بتوں اور خداؤں کو کھڑا کرتے ہیں۔ ان کی اللہ کے سامنے کیا حقیقت ہے؟ ان کی عقلوں کو کیا ہو گیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ ہدایت اور ٹھیک راستہ پر لگا دینا یا نہ لگانا سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ جب کسی شخص کو اس کی کجروی اور بدتمیزی کی بناء پر اللہ تعالیٰ ہدایت اور کامیابی کا راستہ نہ دے تو وہ اسی طرح خبطی اور احمق

ہو جاتا ہے اور موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی بھی قوت اس میں نہیں رہتی۔ کیا ان احمقوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ جو بندہ خداوند قدوس کی پناہ میں آ گیا کونسی طاقت ہے جو اس کا بال بیکا کر سکے۔ جو طاقت مقابل ہوگی پاش پاش کر دی جائے گی۔ غیرت خداوندی مخلص وفاداروں کا بدلہ لئے بدوں نہیں چھوڑے گی۔ اس سے بڑھ کر زبردست اور انتقام لینے کی قدرت والا کوئی نہیں۔ اس کے رسول سے جو لڑتے بھڑتے ہیں وہ انہیں سخت سزائیں دے گا۔

ان آیات میں ایک جملہ **ویخوفونک بالذین من دونہ** آیا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ یہ کفار آپ کو ان جھوٹے معبودوں سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا انہوں نے تجویز کر رکھے ہیں تو اس پر حضرت مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحبؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اس آیت کو پڑھنے والے عموماً یہ خیال کر کے گزر جاتے ہیں کہ یہاں ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے جس کا تعلق کفار کی دھمکیوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہے۔ اس طرف دھیان نہیں دیتے کہ اس میں ہمارے لئے کیا ہدایت ہے۔ حالانکہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے کہ جو شخص بھی کسی مسلمان کو اس لئے ڈرائے کہ تم نے فلاں ناجائز یا حرام کام یا گناہ نہ کیا تو تمہارے حکام اور افسر یا جن کے تم محتاج سمجھے جاتے ہو تم سے خفا ہو جائیں گے اور تکلیف پہنچائیں گے تو یہ بھی اسی میں داخل ہے اگرچہ ڈرانے والا مسلمان ہی ہو اور جس کو ڈرایا جائے وہ بھی مسلمان ہی ہو۔ اور یہ ایسا عام ابتلاء ہے کہ دنیا کی اکثر ملازمتوں میں لوگوں کو پیش آتا ہے کہ احکام الٰہیہ کی خلاف ورزی پر آمادہ ہو جائیں یا پھر اپنے افسروں اور حاکموں کے عتاب وعقاب کے مورد بنیں۔ آیت نے ان سب کو یہ ہدایت دی کہ کیا اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کے لئے کافی نہیں۔ اگر تم نے خالص اللہ کے لئے گناہوں کے ارتکاب سے بچنے کا عزم کر لیا اور احکام خداوندی کے خلاف کسی حاکم وافسر کی پرواہ نہ کی تو خدا تعالیٰ کی امداد تمہارے ساتھ ہوگی۔ زائد سے زائد یہ ملازمت چھوٹ بھی جائے گی تو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق کا دوسرا انتظام کر دیں گے اور مومن کا کام تو یہ ہے کہ ایسی ملازمت کو چھوڑنے کی خود ہی کوشش کرتا رہے کہ کوئی دوسری مناسب جگہ مل جائے تو اس کو فوراً چھوڑ دے۔ (معارف القرآن جلد ۷)

آگے مزید دلائل سے یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی حفاظت اور امداد کے لئے بالکل کافی ہے اور ہر حال میں اللہ ہی مددگار ہو سکتا ہے دوسرے کسی گنتی میں نہیں جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

جو کچھ ہم کو قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پہنچا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ہم کو ایمان صادق اور یقین کامل نصیب فرمائیں اور ہم کو بھی اپنے ان متقی بندوں میں شامل فرمائیں کہ جن کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نوازیں گے۔

یا اللہ! آپ ہماری دین و دنیا میں کفالت فرمائیں اور اپنی ہدایت سے ہم سب کو نوازیں۔ اور ہر طرح کی کجی و گمراہی سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ یا اللہ ہمارے حاسدین اور دشمنوں سے آپ اپنی قدرت سے انتقام لے لیں اور آپ اپنی حفاظت میں ہم کو رکھیں۔

یا اللہ! ہم کو وہ ایمان و یقین عطا فرما کہ ہم اس بات کو دل میں رکھ لیں کہ ہرگز ہرگز ہم کو کوئی نقصان اور تکلیف نہیں پہنچ سکتی اور ہمارے دشمن ہم کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے مگر وہی کہ جو ہمارے اللہ کو منظور ہو۔ یا اللہ اپنی نصرت اور حمایت پر ہم کو بھروسہ عطا فرما اور ہر حال میں ہمارے ناصر اور مددگار رہئے۔ یا اللہ! ہمیں ایسے حکام اور افسران عطا فرمایئے کہ جو ہمارے دین داری میں مددگار و معاون ہوں اور ایسے حکام سے بچایئے جو آپ کے احکام کے خلاف ورزی پر آمادہ کرنے والے ہوں۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا

اور اگر ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ آپ کہئے کہ بھلا پھر یہ تو بتلاؤ

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ

کہ خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے کیا یہ معبود اس کی دی ہوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی عنایت کرنا چاہے

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۳۸

کیا یہ معبود اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے خدا کافی ہے۔ توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۳۹ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنی حالت پر عمل کئے جاؤ میں بھی عمل کر رہا ہوں سو اب جلدی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر (دنیا میں) ایسا عذاب

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۴۰ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ

آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کردیگا اور (بعد مرگ) اس پر دائمی عذاب نازل ہوگا۔ ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے (نفع کے) لئے اتاری جو حق کو لئے ہوئے ہے

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۴۱

سو جو شخص راہ راست پر آوے گا تو اپنے نفع کے واسطے اور جو شخص بے راہ رہے گا تو اس کا بے راہ ہونا اسی پر پڑے گا اور آپ ان پر مسلط نہیں کئے گئے۔

وَلَئِنْ اور اگر	سَاَلْتَهُمْ تم پوچھو ان سے	مَنْ کون۔کس	خَلَقَ پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ آسمانوں	وَالْاَرْضَ اور زمین		
لَيَقُوْلُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے	اللّٰهُ اللہ	قُلْ فرمادیں	اَفَرَءَيْتُمْ کیا پس دیکھا تم نے	مَا تَدْعُوْنَ جن کو تم پکارتے ہو	مِنْ سے		
دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوائے	اِنْ اگر	اَرَادَنِيَ چاہے میرے لئے	اللّٰهُ اللہ	بِضُرٍّ کوئی ضرر	هَلْ کیا	هُنَّ وہ سب	كٰشِفٰتُ دور کرنیوالے ہیں
ضُرِّهٖٓ اس کا ضرر	اَوْ یا	اَرَادَنِيْ وہ چاہے میرے لئے	بِرَحْمَةٍ کوئی رحمت	هَلْ کیا	هُنَّ وہ سب	مُمْسِكٰتُ روکنے والے ہیں	
رَحْمَتِهٖ اسکی رحمت	قُلْ فرمادیں	حَسْبِيَ اللّٰهُ کافی ہے میرے لئے اللہ	عَلَيْهِ اس پر	يَتَوَكَّلُ بھروسہ کرتے ہیں	الْمُتَوَكِّلُوْنَ بھروسہ کرنیوالے		
قُلْ فرمادیں	يٰقَوْمِ اے میری قوم	اعْمَلُوْا تم کام کئے جاؤ	عَلٰى پر	مَكَانَتِكُمْ اپنی جگہ	اِنِّيْ بیشک میں	عَامِلٌ کام کرتا ہوں	
فَسَوْفَ پس عنقریب	تَعْلَمُوْنَ تم جان لوگے	مَنْ کون	يَّاْتِيْهِ آتا ہے اس پر	عَذَابٌ عذاب	يُّخْزِيْهِ رسوا کردے اس کو		
وَيَحِلُّ اور اترآتا ہے	عَلَيْهِ اس پر	عَذَابٌ عذاب	مُّقِيْمٌ دائمی	اِنَّآ اَنْزَلْنَا بیشک ہم نے نازل کی	عَلَيْكَ آپ پر	الْكِتٰبَ کتاب	
لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے	بِالْحَقِّ حق کے ساتھ	فَمَنِ پس جس	اهْتَدٰى ہدایت پائی	فَلِنَفْسِهٖ تو اپنی ذات کیلئے	وَمَنْ اور جو	ضَلَّ گمراہ ہوا	
فَاِنَّمَا تو اسکے سوا نہیں	يَضِلُّ وہ گمراہ ہوتا ہے	عَلَيْهَا اپنے لئے	وَمَا اور نہیں	اَنْتَ آپ	عَلَيْهِمْ ان پر	بِوَكِيْلٍ نگہبان	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں یہ ذکر ہوا تھا کہ جب مشرکین اور کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک کی مذمت اور برائی سنتے تو یہ مشرکین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بتوں سے ڈراتے تھے اور کہتے کہ تم ہمارے دیوتاؤں کی توہین کر کے ان کو غصہ نہ دلاؤ اور ان کی برائی کرنا

چھوڑ دو ورنہ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دیں گے اور تمہاری عقل اور ہوش و حواس چھین لیں گے۔ اس کا جواب دیا گیا تھا کہ کیا اللہ اپنے بندہ خاص کی حفاظت کے لئے کافی نہیں؟ جو خداوند قدوس کی حفاظت میں آچکا تو اسے ان عاجز اور بے بس بتوں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ زبردست قوتوں کا مالک ہے اس کے سامنے کیا مجال ہے کہ کوئی دم مار سکے۔ پھر ان کے یہ بت تو سرے سے کچھ ہیں ہی نہیں۔ انسان تو انسان یہ تو مکھی اور مچھر جیسی حقیر چیزوں کے آگے بھی بے بس ہیں۔

اسی سلسلہ میں ان آیات میں ایک اور دلیل سے سمجھایا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو نفع و نقصان دے سکے تو پھر ان بتوں سے کیا ڈرنا اور ڈرانا۔ مشرکین بھی اپنے عقیدہ میں اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق اور بنانے والا اللہ ہی ہے تو ایک طرف تو خداوند قدوس جو خود مشرکین کے اقرار کے موافق تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور دوسری طرف پتھر کی بے جان مورتیں یا عاجز مخلوق جو سب مل کر بھی خدا کی بھیجی ہوئی ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف کو دور نہ کر سکیں اور اسی طرح اللہ اپنی رحمت سے کسی کو راحت پہنچانا چاہے تو کوئی اس کی رحمت کو روک نہ سکے تو مشرکین ہی بتلائیں کہ دونوں میں سے کس پر بھروسہ کیا جائے؟ اور کس کو اپنی مدد کے لئے کافی سمجھا جائے؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ بالکل کافی ہے۔ وہی میرے سب کام اپنی رحمت سے بنائے گا۔ ہر حالت میں اللہ ہی مددگار ہو سکتا ہے اور اسی کی ذات عالی بھروسہ کرنے کے لائق ہے دوسرے کس گنتی میں ہیں اس لئے میں بھی اسی پر توکل رکھتا ہوں اور تمہاری مخالفت اور عناد کی کچھ پروا نہیں کرتا اور چونکہ کفار و مشرکین ان کھلی ہوئی دلیلوں اور صاف صاف بیانات کے بعد بھی اپنی اسی جہالت اور ضلالت پر مصر تھے اس لئے آگے آخری جواب کی تعلیم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمایا جاتا ہے کہ آپ ان مشرکین سے صاف کہہ دیجئے کہ اگر اس پر بھی تم نہیں مانتے تو تم جانو جو چاہو کرو اور جیسے تم اپنا طریقہ نہیں چھوڑتے میں اپنا طریقہ نہیں چھوڑتا میں تو اسی راستہ پر قائم رہوں گا اور جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقرر کر دیا ہے۔ سو جلدی ہی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کی شامت آنے والی ہے اور کون دنیا ہی میں ذلیل و خوار اور آخرت میں ہمیشہ کے عذاب کا مستحق ہونے والا ہے۔ الغرض یہاں تک جو مضامین بیان ہوئے ان میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے مذہب کو کبھی تو دلائل بینات سے باطل کیا کبھی امثال بیان کر کے اس کی خرابی ظاہر فرمائی اور کبھی دنیا و آخرت میں بلائیں اور عذاب کی سزا سے ڈرایا مگر اس پر بھی وہ کور باطن نہ مانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ایمان نہ لانے سے رنج ہوتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان دلاتے ہیں اور تسلی فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر لوگوں کی رہنمائی کے لئے دنیا میں کتاب نازل کر دی ہے یعنی قرآن مجید جو سعادت و شقاوت بیان کرنے میں صاف صاف ہے اور جمیع ضروریات کے لئے دستور العمل آسمانی ہے اس کتاب کے ذریعہ سے سچی بات نصیحت کی کہہ دی گئی اور دین کا راستہ ٹھیک ٹھیک بتلا دیا گیا۔ آگے ہر انسان اپنا نفع نقصان خود سوچ لے۔ نصیحت پر چلے گا تو اسی کا دین و دنیا کا بھلا ہے ورنہ اپنا ہی انجام خراب کرے گا۔ آپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں کہ زبردستی ان کو راہ پر لے آئیں۔ صرف پیغام حق پہنچا دینا آپ کا فرض تھا۔ وہ آپ نے ادا کر دیا اور کر رہے ہیں آگے معاملہ خدا کے سپرد کیجئے پھر ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں۔

دعا کیجئے

یا اللہ امت مسلمہ پر رحم و کرم فرما دے اور ہمیں اپنے کلام کی پھر سچی محبت اور عظمت عطا فرما دے۔ اس کے اتباع کی توفیق نصیب فرما دے تا کہ ہم کو پھر دین و دنیا کی کامرانی نصیب ہو جائے اور ہماری بدحالی دور ہو جائے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ

اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو اُن کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آئی اُن کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے

قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کیلئے رہا کردیتا ہے اس میں اُن لوگوں کیلئے جو کہ

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

سوچنے کے عادی ہیں دلائل ہیں۔

اَللّٰهُ اللہ	يَتَوَفّٰى قبض کرتا ہے	الْاَنْفُسَ (جمع) جان۔روح حِيْنَ وقت	مَوْتِهَا اس کی موت	وَالَّتِيْ اور جو	لَمْ تَمُتْ نہ مرے	
فِيْ میں	مَنَامِهَا اپنی نیند	فَيُمْسِكُ تو روک لیتا ہے	الَّتِيْ وہ جس	قَضٰى فیصلہ کیا اس نے	عَلَيْهَا اس پر	الْمَوْتَ موت
وَيُرْسِلُ وہ چھوڑ دیتا ہے	الْاُخْرٰى دوسروں کو	اِلٰى تک	اَجَلٍ ایک وقت	مُسَمًّى مقررہ	اِنَّ بیشک	فِيْ ذٰلِكَ اس میں
لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں	لِقَوْمٍ لوگوں کیلئے	يَتَفَكَّرُوْنَ غوروفکر کرتے ہیں				

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات سے خاص اور مرکزی مضمون توحید کا بیان ہوتا چلا آ رہا ہے مثالوں اور دلیلوں اور صاف اور واضح بیانات سے ہر طرح یہ بتا دیا گیا کہ اللہ کے سوا نہ کوئی قادر مطلق ہے اور نہ کوئی معبود اور نہ کسی کو انتظام عالم میں دخل دینے کی قدرت اور نہ کوئی نفع ونقصان کا مالک۔ غرض کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے جدھر دیکھو ہر جگہ اس کی نشانی نظر آتی ہے۔ سوچنے اور غور وفکر کرنے والے انسان ہر واقعہ میں اللہ کی معرفت کی نشانی دیکھتے ہیں۔ چنانچہ اللہ کی قدرت کے دلائل میں ایک بڑی چیز انسان کا سونا اور جاگنا بھی ہے جس کا اس آیت میں ذکر فرمایا جاتا ہے اور جس سے انسان کو یہ احساس دلانا مقصود ہے کہ موت اور زیست کس طرح اللہ ہی کے دست قدرت میں ہے کوئی شخص یہ ضمانت نہیں رکھتا کہ رات کو جب وہ سوئے گا تو صبح وہ لازماً زندہ ہی اٹھے گا۔ کسی کو بھی یہ معلوم نہیں کہ ایک گھڑی بھر میں اس پر کیا گزر سکتا ہے اور دوسر الحہ اس پر زندگی کا لحہ ہوتا ہے یا موت کا۔ ہر وقت سوتے جاگتے چلتے پھرتے گھر میں یا باہر کسی وقت بھی وہ گھڑی آسکتی ہے جو اس کے لئے پیام موت ثابت ہو۔ جو انسان اس طرح خدا کے ہاتھ میں بے بس ہے وہ کیسا سخت نادان ہے اگر وہ اسی خدا سے غافل یا اسی کا منکر ہے۔ چنانچہ اس آیت میں پہلے بتلایا جاتا ہے کہ وہ اللہ ہی کی ذات ہے جو موت کے وقت روحوں کو قبض کرتا ہے اور بدن سے نکالتا ہے۔ اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے نیند کی حالت میں روح قبض کرنے سے مراد یہ ہے کہ ظاہری تصرفات جیسے کھانا پینا دیکھنا سننا چلنا پھرنا لینا دینا کچھ انسان سے نہیں ہوتا۔ ظاہری احساس وشعور فہم وادراک اور اختیار وارادہ کی قوتیں معطل ہو جاتی ہیں۔ نیند میں بھی مردہ کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ اسی حالت کے متعلق اردو زبان میں بھی یہ کہاوت مشہور ہے کہ سویا اور مرا برابر ہے۔ آگے ارشاد ہے کہ پھر جس پر اللہ تعالیٰ موت کا فیصلہ نافذ فرما دیتا ہے تو اس کی روح

روک لیتا ہے۔ پھر اس بدن کی طرف دنیا میں نہیں آنے پاتی اور دوسری روحوں کو جن کو خواب یعنی نیند میں قبض کیا تھا ایک وقت معین تک چھوڑ دیتا ہے یعنی بیدار ہو کر انسان بدن سے پھر تصرفات کرنے لگتا ہے تو جب زندگی اور موت سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے اور کسی اور کو دنیا جہاں کی پیدائش اور موت اور اس کے قائم رکھنے میں کوئی دخل نہیں تو اس میں ان لوگوں کے لئے جو کہ عقل وفکر سے سوچنے اور سمجھنے کے عادی ہیں خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرفات پر ایسے دلائل ہیں کہ جن سے اس کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔

یہاں آیت میں اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ جو فرمایا یعنی اللہ جانوں کو قبض کرتا ہے۔ تو علما نے لکھا ہے کہ ہر انسان کے دو نفس ہوتے ہیں ایک تو نفس حیاتی جو موت کے وقت اس سے سلب ہو جاتا ہے کہ اس کے جانے سے جان چلی جاتی ہے اور دوسرا نفس شعور وادراک ہے وہ نیند کے وقت انسان سے جدا ہو جاتا ہے اور نیند کے بعد جس کے لئے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں واپس آ جاتا ہے تو گویا ایک وفات کبریٰ ہوئی جس میں روح من کل الوجوہ سلب ہو جاتی ہے جس کے بعد نہ حیات جسمانی باقی رہ جاتی ہے نہ شعور و ادراک اور دوسری وفات صغریٰ ہے کہ جس میں سلب روح صرف جزئی حیثیت سے ہوتا ہے کہ جس سے حیات جسمانی تو باقی رہتی ہے لیکن شعور وادراک باقی نہیں رہتا نیند کے وقت سلب صرف حیات شعوری کا ہوتا ہے تو اس طرح جن معطل روحوں کی موت کا وقت نہیں آتا نیند سے جاگ کر بدستور تصرفات جسمی میں مصروف ہو جاتی ہیں اور جن روحوں کو اللہ تعالیٰ روک لیتے ہیں پھر وہ تصرفات جسمانی کی طرف واپس نہیں آتیں۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اصل روح تو نیند کے وقت بھی جسم سے نکل جاتی ہے لیکن اس کا تعلق جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے (جیسے آفتاب کا شعاعی تعلق کروڑوں میل دور ہونے کے باوجود زمین سے قائم رہتا ہے) اور سوتا ہوا انسان اسی جزئی تعلق کی بناء پر خواب دیکھتا رہتا ہے پھر جب بیداری کا وقت آتا ہے تو یہ روح چشم زدن سے بھی کم میں جسم میں واپس آ جاتی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابن آدم میں نفس بھی ہوتا ہے اور روح بھی اور دونوں کا ایک شعاعی تعلق مثل شعاع آفتاب کے ہوتا ہے۔ پس نفس تو وہ ہے جو ادراک وشعور کا مبداء ہے اور روح وہ ہے جس سے تنفس اور حرکت قائم ہے اور انسان جب سوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کے نفس کو قبض کر لیتا ہے نہ کہ اس کی روح کو۔ تو خلاصہ یہ نیند کے وقت بھی اللہ تعالیٰ بدن سے ایک طرح سے روح الگ کر دیتے ہیں مگر اتنا تعلق اور اثر اس کا جسم سے باقی رہتا ہے کہ سانس چلتا رہے۔ اب یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ روح کو بدن میں واپس بھیجے یا نہ بھیجے۔ اگر واپس بھیج دیا تو آدمی جاگ اٹھتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ ابھی اسے دنیا میں کچھ دن اور رہنا ہے اور اگر واپس نہ بھیجا اور روح کو اپنے پاس ہی روک لیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی مر گیا یعنی روح کا جسم پر اتنا اثر بھی نہ رہا کہ آدمی کا سانس چلتا رہے تو معلوم ہوا کہ یہ بالکل حق تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے کہ بدن میں جب روح چاہے داخل کر دے اور جب چاہے اسے بدن سے جدا کر دے۔ اگر جدائی پوری ہے تو اس کا نام بدن کی موت ہے اور اگر جدائی ادھوری ہے تو اس کا نام نیند ہے تو ایک غور وفکر کرنے والے کے لئے یہ انسان کا سونا اور جاگنا کتنی بڑی اللہ کی معرفت کی نشانی ہے۔

جو مضمون یہاں اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے اسی کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ سونے کے وقت اور سونے سے جاگنے کے وقت کی دعائیں احادیث میں منقول ہیں۔ چنانچہ سوتے وقت کی ایک دعا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے تعلیم فرمائی وہ یہ ہے۔

(۱) **باسمک اللّٰھم اموت و احیٰ**

(اے اللہ تیرے نام کی برکت سے میں مرتا ہوں اور جیتا ہوں) ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں کوئی اپنے بستر پر سونے کے خیال سے جائے تو اسے جھاڑ لے اس لئے کہ نہ جانے اس پر کیا کچھ ہو پھر یہ دعا پڑھے۔ **باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعه ان امسک نفسی فاغفرلها و ان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین** (یعنی اے میرے پالنے والے رب تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں لیٹتا ہوں اور تیری ہی رحمت سے میں جاگوں گا۔ اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے بھیج دے تو اس کی ایسی ہی حفاظت کرنا جیسی تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے)

اسی طرح نیند سے بیدار ہوتے ہی احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تلقین فرمائی ہے۔ **الحمد للّٰہ الذی احیانا بعدما اماتنا و الیه النشور** (شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں زندہ کیا بعد ہمارے مرجانے کے اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے)۔

غور کیجئے کہ ایک غافل انسان کے لئے ساری زندگی کا سونا اور جاگنا ایک معمولی انسانی عادت ہے مگر ایک اہل ایمان کو کتاب وسنت یہ تعلیم دیتی ہے کہ جب سونے لگے تو یہ مستحضر کر لے کہ نیند بھی ایک طرح کی موت ہے اور حق تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اس کے بعد روح کو لوٹا کر زندگی بخشیں یا نہ بخشیں اسی طرح جب نیند سے جاگے تو سب سے پہلی دعا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ جس کے فضل سے نیند سے جاگنا اور ایک طرح سے مر کر نئی زندگی پانا نصیب ہوا۔ اگر یہ مسنون دعائیں عربی میں یاد کر کے پڑھی جائیں تو کامل اتباع سنت ہے ورنہ کم از کم اپنی ہی زبان میں سوتے و جاگتے وقت مذکورہ دعائیں توجہ کے ساتھ مانگ لی جائیں۔

ابھی آگے مشرکین کے بعض خیالات باطلہ کا رد جاری ہے جس کا بیان اگلی آیات میں انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ کا یہ ایک بڑا فضل و احسان ہے کہ جو ہم کو یہ زندگی اس نے عطا فرما رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب تک ہم کو زندہ رکھیں اپنی مرضیات کے موافق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں اور جب ہمارے لئے موت مقدر فرمائیں تو ایمان اور اسلام کی موت نصیب فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں شب و روز ایک ایک لمحہ کی قدر کرنے اور اس دنیا میں آخرت کا سامان جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾

ہاں کیا ان (مشرک) لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں کو (معبود) قرار دے رکھا ہے جو (انکی) سفارش کریں گے آپ کہہ دیجئے اگرچہ یہ کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾

آپ کہہ دیجئے کہ سفارش تو تمام تر خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے۔ پھر تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ

اور جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل منقبض ہوتے ہیں جو کہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ

اوروں کا ذکر آتا ہے تو اسی وقت وہ لوگ خوش ہوجاتے ہیں۔ آپ کہئے کہ اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

باطن اور ظاہر کے جاننے والے آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان اُن امور میں فیصلہ فرماویں گے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے۔

اَمِ کیا	اتَّخَذُوْا انہوں نے بنالیا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا	شُفَعَآءَ شفاعت کرنیوالے	قُلْ فرمادیں	اَوَلَوْ یا اگر	
كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ وہ نہ اختیار رکھتے ہوں	شَيْئًا کچھ	وَ اور	لَا يَعْقِلُوْنَ نہ وہ سمجھ رکھتے ہوں	قُلْ فرمادیں	لِلّٰهِ اللہ کیلئے	
الشَّفَاعَةُ شفاعت	جَمِيْعًا تمام	لَهٗ اسی کیلئے	مُلْكُ بادشاہت	السَّمٰوٰتِ آسمانوں	وَالْاَرْضِ اور زمین	ثُمَّ پھر
اِلَيْهِ اس کی طرف	تُرْجَعُوْنَ تم لوٹو گے	وَاِذَا اور جب	ذُكِرَ اللّٰهُ ذکر کیا جاتا ہے اللہ	وَحْدَهٗ ایک۔واحد	اشْمَاَزَّتْ متنفر ہوجاتے ہیں	
قُلُوْبُ دل	الَّذِيْنَ وہ لوگ جو	لَا يُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں رکھتے	بِالْاٰخِرَةِ آخرت پر	وَاِذَا اور جب	ذُكِرَ ذکر کیا جاتا ہے	الَّذِيْنَ ان کا جو
مِنْ دُوْنِهٖٓ اس کے سوا	اِذَا تو فوراً	هُمْ وہ	يَسْتَبْشِرُوْنَ خوش ہوجاتے ہیں	قُلِ فرمادیں	اللّٰهُمَّ اے اللہ	فَاطِرَ پیدا کرنے والا
السَّمٰوٰتِ آسمانوں	وَالْاَرْضِ اور زمین	عٰلِمَ اور جاننے والا	الْغَيْبِ پوشیدہ	وَالشَّهَادَةِ اور ظاہر	اَنْتَ تو	تَحْكُمُ تو فیصلہ کرے گا
بَيْنَ درمیان	عِبَادِكَ اپنے بندوں	فِيْ مَا اس میں جو	كَانُوْا وہ تھے	فِيْهِ اس میں	يَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیت میں توحید کے دلائل میں یہ بتلایا گیا تھا کہ زندگی اور موت یہ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اسی کے ہاتھ میں مارنا جلانا اور سلانا جگانا ہے۔ تو جب دنیا جہاں والوں کی حیات و ممات قائم رکھنے میں کسی کا دخل نہیں تو مشرکین پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اوروں کی طرف کیوں جھکتے ہیں۔ اب آگے ان آیات میں اللہ تعالیٰ مشرکوں اور بت پرستوں کی مذمت فرماتے ہیں کہ وہ بتوں کو اور معبودان باطل کو اپنا سفارشی اور شفیع سمجھے بیٹھے ہیں اور بتوں کی نسبت مشرکین یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ یہ بت اللہ کی درگاہ میں ہماری سفارش کرتے ہیں اور انہی کی سفارش سے ہمارے سارے کام بنتے ہیں۔ اسی لئے ان بتوں کی عبادت کی جاتی ہے مشرکین کے ان عقائد باطلہ کی تردید میں بتلایا جاتا ہے کہ اول تو شفیع ہونے سے معبود ہونا لازم نہیں آتا۔ دوسرے شفیع بھی وہ بن سکتا ہے جسے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ہو اور وہ بھی صرف اس کے حق میں شفاعت کر سکتا ہے جس کو خدا پسند کرے تو ان بتوں کے پاس نہ اللہ کا اجازت نامہ ہے کہ وہ کسی کی سفارش کر سکتے ہیں اور نہ یہ کفار و مشرکین سفارش چاہنے والے اس قابل ہیں کہ ان کی سفارش کی جائے۔ تو مشرکین کا ان بتوں کو اپنا سفارشی سمجھنے میں نہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ حجت اور دراصل نہ ان بتوں کو کچھ اختیار ہے نہ عقل و شعور۔ یہ پتھر کی بے جان مورتیاں جو کسی چیز کی بھی مالک نہیں اور جو عقل و شعور سے بھی بالکل بے بہرہ ہیں پھر یہ کیا کسی کی سفارش کر سکتی ہیں اس لئے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ کوئی نہیں جو خدا کے سامنے لب ہلا سکے اور آواز نکال سکے جب تک کہ اس کی مرضی اور اجازت نہ پالے۔ زمین اور آسمان میں اسی کی سلطنت ہے ہر جگہ اللہ ہی کا حکم چلتا ہے اور پھر قیامت کے دن سب کو لوٹ کر اسی کی طرف جانا ہے۔ اس دن وہ عدل کے ساتھ تم سب میں سچے فیصلے کر دے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ آگے کفار و مشرکین کی ایک حالت بیان کی جاتی ہے کہ ان کافروں کی یہ حالت ہے کہ توحید کا کلمہ سننا انہیں ناپسند ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر سن کر ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔ جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے سوا کسی میں طاقت نہیں کہ کچھ کر سکے تو ان کے دل بھنچ کر سکڑ جاتے ہیں اور جہاں بتوں کا اور دوسرے خداؤں کا ذکر آیا تو ان کی باچھیں کھل گئیں۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی نے اس موقع پر لکھا ہے کہ ''مشرک کا خاصہ ہے کہ گو بعض وقت زبان سے اللہ کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے لیکن اس کا دل اکیلے خدا کے ذکر اور حمد و ثنا سے خوش نہیں ہوتا۔ ہاں دوسرے دیوتاؤں یا جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اچھلنے لگتا ہے جس کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ افسوس یہی حال آج بہت سے نام نہاد مسلمانوں کا دیکھا جاتا ہے کہ خدائے واحد کی قدرت و عظمت اور اس کے علم کی لامحدود وسعت کا بیان ہو تو چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں مگر کسی پیر فقیر کا ذکر آئے اور جھوٹی سچی کرامات اناپ شناپ بیان کر دی جائیں تو چہرہ کھل پڑتے ہیں اور دلوں میں جذبات مسرت و انبساط جوش مارنے لگتے ہیں بلکہ بسا اوقات توحید خالص کا بیان کرنے والا ان کے نزدیک منکر اولیاء سمجھا جاتا ہے۔''

مشہور مفسر علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں اس مقام پر خود اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنی کسی مصیبت میں ایک وفات یافتہ بزرگ کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ میں نے کہا اللہ کے بندے اللہ کو پکار وہ خود فرماتا ہے **واذاسئالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃالداع اذادعان** میری یہ بات سن کر اس کو سخت غصہ آیا اور بعد میں لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ کہتا تھا کہ یہ شخص اولیاء کا منکر ہے اور بعض لوگوں نے اس کو یہ کہتے بھی سنا کہ اللہ کی نسبت ولی جلدی سن لیتے ہیں۔ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

آخیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا جاتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ مشرکین اس پر بھی نہیں مانتے اور توحید میں بھی جھگڑتے ہیں تو آپ ان کی شدت عناد سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا میں یہ کہئے کہ اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے باطن و ظاہر کے جاننے والے آپ ہی قیامت کے روز اپنے بندوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ فرمادیں گے جن میں وہ باہم دنیا میں اختلاف کرتے تھے۔

اب آگے ان مشرکین کی فیصلہ کے وقت جو حالت قیامت میں ہوگی اس کو بیان فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ

اور اگر ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور اُن چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے

الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ

چھوٹ جانے کیلئے ان کو دینے لگیں۔ اور خدا کی طرف سے اُن کو وہ معاملہ پیش آویگا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور ان کو تمام اپنے بُرے

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

اعمال ظاہر ہوجاویں گے اور جس (عذاب) کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔ پھر جس وقت آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے

ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ

تو ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو مجھ کو (میری) تدبیر سے ملی ہے۔ بلکہ وہ ایک آزمائش ہے۔

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى

لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔ یہ بات (بعض) ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں سو ان کی کارروائی

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ

ان کے کچھ کام نہ آئی۔ پھر اُن کی تمام بداعمالیاں اُن پر آپڑیں۔ اور ان میں بھی جو ظالم ہیں ان پر بھی

هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

اُن کی بداعمالیاں ابھی پڑنے والی ہیں اور یہ (خداتعالیٰ کو) ہرا نہیں سکتے۔ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی

اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی (جس کیلئے چاہتا ہے) تنگی بھی کردیتا ہے، اس میں ایمان والوں کے واسطے نشانیاں ہیں۔

وَلَوْ اور اگر	اَنَّ ہو	لِلَّذِيْنَ ان کیلئے جنہوں نے	ظَلَمُوْا ظلم کیا	مَا فِى الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں	جَمِيْعًا سب کا سب	وَّمِثْلَهٗ اور اتنا ہی	
مَعَهٗ اسکے ساتھ	لَافْتَدَوْا بدلہ میں دیں وہ	بِهٖ اس کو	مِنْ سے	سُوْٓءِ بُرے	الْعَذَابِ عذاب	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ روز قیامت	
وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہوجایگا ان پر	مِّنَ اللّٰهِ اللہ (کی طرف) سے	مَا جو	لَمْ يَكُوْنُوْا نہ تھے وہ	يَحْتَسِبُوْنَ گمان کرتے			
وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہوجائیں ان پر	سَيِّاٰتُ بُرے کام	مَا كَسَبُوْا جو وہ کرتے تھے	وَحَاقَ اور گھیرلے گا	بِهِمْ ان کو	مَا جو	كَانُوْا وہ تھے	
بِهٖ اس کا	يَسْتَهْزِءُوْنَ مذاق اُڑاتے	فَاِذَا پھر جب	مَسَّ پہنچتی ہے	الْاِنْسَانَ انسان	ضُرٌّ دَعَانَا کوئی تکلیف۔وہ ہمیں پکارتا ہے		
ثُمَّ اِذَا پھر جب	خَوَّلْنٰهُ ہم عطا کرتے ہیں اسکو	نِعْمَةً کوئی نعمت	مِّنَّا اپنی طرف سے	قَالَ وہ کہتا ہے	اِنَّمَا یہ تو	اُوْتِيْتُهٗ مجھے دی گئی ہے	عَلٰى پر
عِلْمٍ علم	بَلْ هِىَ بلکہ یہ	فِتْنَةٌ ایک آزمائش	وَلٰكِنَّ اور لیکن	اَكْثَرَهُمْ ان میں اکثر	لَا يَعْلَمُوْنَ جانتے نہیں	قَدْ قَالَهَا یقیناً یہ کہا تھا	

الَّذِيْنَ جولوگ	مِنْ سے	قَبْلِهِمْ ان سے پہلے	فَمَآ اَغْنٰى تو وہ نہ دور کیا	عَنْهُمْ ان سے	مَا جو	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ وہ کرتے تھے
فَاَصَابَهُمْ پس انہیں پہنچیں	سَيِّاٰتُ برائیاں	مَا كَسَبُوْا جو انہوں نے کمائی	وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور جن لوگوں نے ظلم کیا	مِنْ هٰٓؤُلَآءِ ان میں سے		
سَيُصِيْبُهُمْ جلد پہنچیں گی انہیں	سَيِّاٰتُ برائیاں	مَا كَسَبُوْا جو انہوں نے کمایا	وَمَا هُمْ اور وہ نہیں	بِمُعْجِزِيْنَ عاجز کرنے والے		
اَوَ یا	لَمْ يَعْلَمُوْٓا وہ نہیں جانتے	اَنَّ اللّٰهَ کہ اللہ	يَبْسُطُ فراخ کرتا ہے	الرِّزْقَ رزق	لِمَنْ جس کیلئے	يَّشَآءُ وہ چاہتا ہے
وَيَقْدِرُ اور تنگ کردیتا ہے	اِنَّ بیشک	فِيْ ذٰلِكَ اس میں	لَاٰيٰتٍ نشانیاں	لِقَوْمٍ ان لوگوں کیلئے	يُّؤْمِنُوْنَ وہ ایمان لائے	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں کفار ومشرکین کے جہل واصرار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا معاملہ خدا کے سپرد کرنے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمانے کی تلقین کی گئی تھی کہ اے آسمان وزمین کے خالق اور ہر چھپی اور کھلی چیز کے جاننے والے۔ دلوں کے راز تجھ پر آشکار ہیں۔ آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان کہ جن باتوں میں وہ جھگڑتے اور اختلاف کرتے ہیں قیامت کے روز فیصلہ فرمادیں گے۔

اب یہاں ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ جب قیامت کے دن ان اختلافات کا فیصلہ سنایا جائے گا تو اس وقت جو ظالم آج شرک وکفر میں گرفتار ہیں ان کا برا حال ہوگا۔ اگر اس روز فرض کرو کہ تمام دنیا کی دولت اور کل روئے زمین کے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد ان کے پاس موجود ہوں تو چاہیں گے کہ سب دے دلا کر اپنی جان کو سخت عذاب سے چھڑالیں۔ لیکن یہ کہاں ممکن ہوگا اور ان پر وہ آفتیں نازل ہوں گی اور ایسے قسم قسم کے ہولناک عذابوں کا مزہ چکھیں گے جو کبھی ان کے خیال اور گمان میں بھی نہ گزرے ہوں گے۔ جو جو بداعمالیاں اور بدکرداریاں دنیا میں کی تھیں سب ایک ایک کرکے ان کے سامنے آجائیں گی۔ اور دنیا میں جو توحید اور دین حق سے ٹھٹھا کرتے تھے اس کا وبال پڑ کر رہے گا اور جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ ان پر ٹوٹ پڑے گا اور چاروں طرف سے گھیر لے گا۔ اللّٰھم انا نعوذبک من خزی الدنیا والعذاب الاخرۃ آمین۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ یوں تو مشرک غیر اللہ کے ذکر سے مسرور اور صرف اللہ کے ذکر سے نفور رہتا ہے مگر جس وقت اس مشرک کو کوئی سخت تکلیف یا مصیبت پہنچتی ہے تو سب کو چھوڑ کر صرف خدا کو پکارتا ہے جس سے مشرک کی صاف حماقت وجہالت ظاہر ہونے کے علاوہ اس کا مسلک بھی باطل قرار پاتا ہے کہ جس کے ذکر سے چڑتا تھا مصیبت کے وقت اسی کو پکارتا ہے اور جن کے ذکر سے خوش ہوتا تھا ان کو بھول جاتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیتے ہیں تو اس توحید پر جس کا حق ہونا خود اس کے اقرار سے ثابت ہو چکا تھا قائم نہیں رہتا۔ چنانچہ اس نعمت کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ یوں کہتا ہے کہ یہ جو کچھ مجھ کو ملا ہے یہ میری تدبیر سے ملا ہے مجھ میں اس کی لیاقت تھی اور اس کمائی کے ذرائع کا علم رکھتا تھا۔ یہ میری استعداد اور اہلیت تھی پھر مجھے کیوں نہ ملتی۔ حق تعالیٰ اس کے قول کو رد فرماتے ہیں کہ وہ اس کی تدبیر کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ وہ نعمت خدا ہی کی دی ہوئی ہے اور یہ نعمت خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے کہ بندہ اسے لے کر کہاں تک منعم حقیقی کو پہچانتا اور اس کا شکر ادا کرتا ہے یا اللہ کی دی ہوئی نعمت کو اپنی لیاقت یا عقل وہنر کی طرف منسوب کرکے منعم حقیقی کی ناشکری کرتا ہے۔ تو یہ مال دولت دراصل انسان کی آزمائش اور امتحان کے لئے ہے مگر افسوس کہ اکثر لوگ اس کو سمجھتے نہیں یا جان بوجھ کر انجان بنتے ہیں اور یہی بات بعض لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں جیسے قارون جس کا حال سورۂ قصص میں بیان ہو چکا ہے اس نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ دولت میں نے اپنے علم ولیاقت سے کمائی ہے آخر جو اس کا حشر ہوا وہ پہلے ذکر ہو چکا ہے جب اللہ کے غضب نے پکڑا تو کچھ کرتے دھرتے نہ بنا۔ وہ خوش حالی بھی گئی مال دولت بھی گیا اور خود بھی تباہ ہوا تو پہلے لوگوں نے جو برے کام کئے ان کے نتیجہ انہیں بھگتنے پڑے اور ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر بڑی بڑی آفتیں آئیں تو جیسے پہلے مجرموں پر ان کی شرارتوں کا وبال پڑا

موجودہ مشرکین پر بھی پڑنے والا ہے۔جس وقت اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینا چاہے گا تو یہ روپوش ہو کر یا کسی اور تدبیر سے جان نہیں بچا سکتے۔اور نہ انکی مجال ہے کہ اپنے فریب اور چھل بٹوں سے خدا کو عاجز کرسکیں اور یہ جو بعض احمق رزق کی فراخی اور مال دولت کی زیادتی کو اپنی تدبیر وہنر کی طرف منسوب کرتے ہیں تو کیا ان لوگوں کو احوال میں غور کرنے سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگی پیدا کر دیتا ہے تو دنیا میں روزی کا کشادہ ہونا کچھ عقل وذہانت اور علم ولیاقت پر منحصر نہیں۔دیکھ لو کتنے احمق بیوقوف یا بدچلن بدمعاش مزے اڑا رہے ہیں اور کتنے عقلمند اور نیک آدمی فاقے کھینچ رہے ہیں۔یہ تو عقل کا کام نہیں کہ اپنے اوپر روزی کشادہ کرلے بلکہ یہ تقسیم رزاق حقیقی کی حکمت ومصلحت کے تابع اور اسی کے دست قدرت میں ہے۔جس کیلئے چاہے کشادگی کرے اور جس پر چاہے تنگی کرے اس میں ایمان والوں کیلئے طرح طرح کی عبرتیں اور دلیلیں ہیں۔

یہاں اس آخری آیت **اولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشآء و یقدر**

(کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دے دیتا ہے اور وہی تنگی بھی کر دیتا ہے) میں جو عقیدہ تعلیم کیا گیا ہے یہ قرآن پاک میں ایک دو جگہ نہیں دسیوں اور بیسیوں جگہ بیان فرمایا گیا ہے کہ رزق کا معاملہ کلیۃً حق تعالیٰ کی مشیت وحکمت پر موقوف ومنحصر ہے کہ باسط اور قابض وہی ہے حسن تدبیر وسوء تدبیر اس میں علت حقیقیہ نہیں مگر اس صریح اور واضح قرآنی تعلیم وعقیدہ کے باوجود آج کوئی تو منصوبہ بندی ''خوشحالی کا ذریعہ بتاتا ہے تو کوئی سائنس اور ٹیکنالوجی کو فراخی اور کشادگی اور زیادتی رزق کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

آیت مذکورہ پر حکیم الامۃ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہاں جس استدلال کی طرف اشارہ قریب بصراحت ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ ہم بسا اوقات دیکھتے ہیں کہ دو شخصوں کے پاس ایک سا سرمایہ ایک سا سلیقہ ایک سی تدبیر وتجربہ پھر ایک پر فراخی ایک پر تنگی۔اگر کہا جائے کہ ایک کی تدبیر بن آئی ایک کی نہ بن پڑی تو اس کا بطلان یہ ہے کہ بن پڑنا اگر اختیار میں تھا تو دوسرے نے کیوں نہ بنالیا اگر یہ اختیار میں نہیں ہے تو ہمارا مطلوب ثابت ہو گیا کہ موثر بسط وقدر میں کسی فاعل مختار کی مشیت ہے کہ جس طرح چاہے اس کو متعلق کردے۔

الغرض یہاں شرک کی مذمت اور اس پر وعید ہے جس سے مقصود دعوت الی التوحید ہے تو ایسے مضامین سن کر بعض کو شبہ ہوا کہ جب کفر وشرک کی بناء پر ایسے وعید شدید کے مستحق ہیں تو اگر آئندہ کے لئے ایمان وتوحید بھی اختیار کر لیا تب بھی گذشتہ شرک کا وبال تو بھگتنا پڑے گا پھر اسلام لانے سے کیا فائدہ ہوا؟

دعا کیجئے

حق تعالیٰ کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ جس نے اپنے فضل سے ہم کو توحید سے نوازا اور کفر وشرک سے بچایا۔اللہ تعالیٰ نے جو دینی اور دنیوی نعمتیں ہم کو عطا فرمائی ہیں اس پر ہم کو حقیقی شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائیں اور کفران نعمت کے وبال سے بچائیں۔یا اللہ قیامت کی ذلت اور رسوائیوں سے اپنی پناہ میں رکھئے اور اپنی شان رزاقی پر ہم کو ایمان صادق اور یقین کامل نصیب فرمایئے اور ہم کو اپنے عقائد وایمان کو قرآنی تعلیم کے موافق رکھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ

آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بالیقین خداتعالیٰ تمام (گذشتہ)

الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ

گناہوں کو معاف فرمادے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

قبل اس کے کہ تم پر عذاب واقع ہونے لگے پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جاوے اور تم (کو چاہئے کہ) اپنے رب کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو

مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ

قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو (اس کا) خیال بھی نہ ہو۔ کبھی (کل قیامت کو)

تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝

کوئی شخص کہنے لگے کہ افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی اور میں تو (احکام خداوندی پر) ہنستا ہی رہا

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ

یا کوئی یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) مجھ کو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا یا کوئی عذاب کو دیکھ کر یوں کہنے لگے

لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

کہ کاش میرا (دنیا میں) پھر جانا ہوجاوے پھر میں نیک بندوں میں ہوجاؤں۔

قُلْ فرمادیں	يٰعِبَادِيَ اے میرے بندو	الَّذِيْنَ وہ جنہوں نے	اَسْرَفُوْا زیادتی کی	عَلٰى پر	اَنْفُسِهِمْ اپنی جانیں	لَا تَقْنَطُوْا مایوس نہ ہو تم	
مِنْ سے	رَحْمَةِ اللّٰهِ اللہ کی رحمت	اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ	يَغْفِرُ بخش دیتا ہے	الذُّنُوْبَ گناہ (جمع)	جَمِيْعًا سب	اِنَّهٗ بیشک وہ	
هُوَ وہی	الْغَفُوْرُ بخشنے والا	الرَّحِيْمُ مہربان	وَاَنِيْبُوْٓا اور رجوع کرو	اِلٰى طرف	رَبِّكُمْ اپنا رب	وَاَسْلِمُوْا لَهٗ اور فرمانبردار ہوجاؤ اسکے	
مِنْ قَبْلِ اس سے قبل	اَنْ کہ	يَاْتِيَكُمُ تم پر آئے	الْعَذَابُ عذاب	ثُمَّ پھر	لَا تُنْصَرُوْنَ تم مدد نہ کیے جاؤ گے	وَاتَّبِعُوْٓا اور پیروی کرو	
اَحْسَنَ سب سے بہتر	مَآ اُنْزِلَ جو نازل کی گئی	اِلَيْكُمْ تمہاری طرف	مِنْ سے	رَبِّكُمْ تمہارا رب	مِنْ قَبْلِ اس سے قبل		
اَنْ يَاْتِيَكُمُ کہ تم پر آئے	الْعَذَابُ عذاب	بَغْتَةً اچانک	وَاَنْتُمْ اور تم	لَا تَشْعُرُوْنَ تم کو شعور (خبر) نہ ہو	اَنْ تَقُوْلَ کہ کہے		
نَفْسٌ کوئی شخص	يٰحَسْرَتٰى ہائے افسوس	عَلٰى اس پر	مَا فَرَّطْتُّ جو میں نے کوتاہی کی	فِيْ میں	جَنْۢبِ اللّٰهِ اللہ کا حق	وَ اور	
اِنْ كُنْتُ اور یہ کہ میں	لَمِنَ البتہ۔سے	السّٰخِرِيْنَ ہنسی اڑانے والے	اَوْ یا	تَقُوْلَ وہ کہے	لَوْ اگر	اَنَّ اللّٰهَ یہ کہ اللہ	
هَدٰىنِيْ مجھے ہدایت دیتا	لَكُنْتُ میں ضرور ہوتا	مِنَ سے	الْمُتَّقِيْنَ پرہیزگار (جمع)	اَوْ یا	تَقُوْلَ وہ کہے	حِيْنَ جب	تَرَى تو دیکھے
الْعَذَابَ عذاب	لَوْ اَنَّ کاش اگر	لِيْ میرے لئے	كَرَّةً دوبارہ	فَاَكُوْنَ تو میں ہوجاؤں	مِنَ سے	الْمُحْسِنِيْنَ نیکوکار (جمع)	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں کفر وشرک کی مذمت اور اس پر عذاب جہنم کی وعید سنائی گئی تھی اور بتلایا گیا تھا کہ جو ظالم آج کفر وشرک میں گرفتار ہیں قیامت کے روز ان پر ایسی آفتیں نازل ہوں گی اور ایسے ہولناک عذابوں کا وہ مزہ چکھیں گے کہ جو کبھی ان کے وہم وگمان میں بھی نہ گزرا ہوگا اور ان کی یہ حالت ہوگی کہ اگر تمام دنیا کی دولت اور کل روئے زمین کے خزانے بھی ان کے پاس موجود ہوں تو وہ یہ چاہیں گے کہ یہ سب دے دلا کر اپنی جان کو عذاب سے چھڑالیں لیکن اس وقت یہ کہاں ممکن ہوگا تو جیسا کہ قرآن کریم کی عادت ہے وعید کے بعد حق تعالیٰ اپنے بندوں سے مغفرت کا وعدہ بھی فرماتے ہیں اس لئے بتلایا جاتا ہے کہ گنہگار یہ نہ سمجھیں کہ اب کسی طرح سے ہمارے گناہوں کی خدا تعالیٰ کے یہاں معافی ہی نہیں اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے جو کوئی گناہ کر چکا صغیرہ یا کبیرہ کفر ہو یا شرک سب کو توبہ کے بعد وہ معاف بھی فرما دیتا ہے۔

یہاں پہلی آیت ہے **قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله یغفرالذنوب جمیعاً انه ھوالغفور الرحیم**

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری جانب سے کہہ دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے) اس آیت کے شان نزول کے متعلق صحیح بخاری شریف میں روایت ہے کہ بعض مشرکین جو اور گناہوں کے علاوہ قتل وزنا کے بھی مرتکب تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کی باتیں اور آپ کا دین ہر لحاظ سے ہمیں اچھا اور سچا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بڑے بڑے گناہ جو ہم سے سرزد ہو چکے ہیں ان کا کفارہ کیا ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی مسند احمد کی ایک حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے۔ تو یہ آیت ارحم الرحمین کی رحمت بے پایاں اور عفوو درگزر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت گنہگار اور مایوس العلاج مریض کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے۔ کافر، مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بت پرست، بدعتی، بدمعاش، فاسق فاجر کوئی ہو اس آیت کو سننے کے بعد خداوند قدوس کی رحمت سے مایوس ہو جانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اس کے لئے کوئی وجہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کے چاہے سب گناہ معاف کرسکتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا پھر بندہ ناامید کیوں ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہی دوسرے اعلانات میں تصریح کر دی گئی ہے کہ کفر وشرک کا جرم بدوں توبہ کے معاف نہیں کرے گا۔ تو اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک وکافر بھی ہوں توبہ کی دعوت دی گئی ہے اور بتلایا گیا کہ خدا کی ذات غفور الرحیم ہے وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والے کے تمام گذشتہ گناہ بھی معاف کر دیتا ہے خواہ کیسے ہی ہوں۔ کتنے ہی ہوں کبھی کے ہوں تو بندوں کی مایوسی کو توڑ کر اور انہیں مغفرت کی امید دلا کر آگے توبہ کی طرف متوجہ فرمایا یعنی گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اور اللہ کے بے پایاں جودوکرم سے شرما کر کفر وعصیان کی راہ چھوڑو اور اس رب کریم کی طرف رجوع ہو کر اپنے کو اس کے سپرد کر دو اور اس کے احکام کے سامنے نہایت عجز واخلاص کے ساتھ گردن ڈال دو لیکن یہ سب اس کا عذاب آنے سے پہلے کرنا چاہئے ورنہ جب عذاب آ گیا تو پھر اس سے بچانے والا کوئی نہیں۔ جب سر پر عذاب آ گیا یا موت نظر آنے لگی تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں نہ اس وقت کوئی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے آگے ہدایت فرمائی جاتی ہے کہ قرآنی ہدایات وتعلیمات پر چل کر اور اس قرآن پاک میں جو اچھی باتیں بتائی گئی ہیں ان پر عمل کر کے عذاب آنے سے

پہلے اپنے مستقبل کی روک تھام کرلو ورنہ معائنہ عذاب کے بعد نہ کچھ تدارک ہو سکے گا نہ کوئی تدبیر بن پڑے گی۔ عذاب الٰہی اس طرح آ کر یکدم دبالے گا کہ خبر بھی نہ ہوگی کہ کہاں سے آ گیا اس وقت نہ پھر پچھتانے سے کچھ بنے گا اور نہ حسرت و افسوس سے کچھ نتیجہ نکلے گا۔ اس وقت تو ہر گنہگار کے منہ سے حسرت بھرے الفاظ نکلنے لگیں گے کہ افسوس صد افسوس میں اللہ کے ماننے اور اس کے احکام کے بجالانے میں قصوروار رہا۔ دنیا کے مزوں میں پڑا رہا اور اسی کو سب کچھ سمجھتا رہا۔ میں نے خدا کو اس کے دین کو اور اس کے پیغمبر کو کچھ سمجھا ہی نہیں اور جس ہولناک انجام سے پیغمبر ڈرایا کرتے تھے سب کی ہنسی اڑاتا رہا اور ان چیزوں کی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھی۔ افسوس خدا کو پہچاننے اور اس کا حق ماننے میں میں نے کس قدر کوتاہی کی جس کے نتیجہ میں آج یہ براوقت دیکھنا پڑا۔ پھر جب حسرت و افسوس سے کوئی کام نہ چلے گا تو اپنا دل بہلانے کے لئے یہ عذر لنگ پیش کرے گا کہ کیا کہوں خدا نے مجھ کو ہدایت نہ کی وہ ہدایت کرنا چاہتا تو میں بھی آج متقین کے درجہ پر پہنچ جاتا اللہ نے ہمیں دنیا میں ہدایت نہ کی ورنہ ہم ضرور برائیوں سے بچتے اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے۔ جب حسرت اور عذر کرنا دونوں بیکار ثابت ہوں گے اور محشر میں دوزخ کا عذاب آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اس وقت شدت اضطراب سے مجرم کہنے لگیں گے کہ کسی طرح مجھ کو ایک مرتبہ پھر دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے تو پھر دیکھو میں کیسا نیک بن کر آتا ہوں۔ دنیا میں خوب نیک کام کروں گا۔ نیکوں میں نام لکھواؤں گا اور اچھے لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا۔

خلاصہ ان آیات کا یہ ہوا کہ اس دنیا کی زندگی میں مرنے سے پہلے پہلے ہر بڑے سے بڑے گناہ یہاں تک کہ کفر و شرک سے بھی جو سچی توبہ کرلے تو وہ قبول ہو جاتی ہے اور سچی توبہ سے گذشتہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے کسی کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیات گنہگاروں کے لئے قرآن کریم کی سب آیتوں سے زیادہ امید افزا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مغفرت و رحمت بہت وسیع ہے مگر وہ جب ہی حاصل ہوسکتی ہے کہ مرنے سے پہلے توبہ کرلی جائے اس لئے پہلے ہی سے حق تعالیٰ نے بتلادیا کہ ایسا نہ ہو کہ تم مرنے کے بعد پچھتاؤ اور آخرت میں اس طرح کی فضول حسرت و تمنا میں مبتلا ہو کہ کاش میرا جانا پھر دنیا میں ہو جاوے تو پھر میں نیک اور صالح بندوں میں ہو جاؤں اور اللہ کے احکام کی پوری اطاعت کروں مگر اس وقت کفار و مشرکین اور توبہ نہ کرنے والوں کی یہ حسرت و ندامت اور بیکار تمنائیں کچھ کام نہ آئیں گی اور ان کے اقوال کے رد میں حق تعالیٰ کی طرف سے کیا جواب ارشاد ہوگا۔ یہ اگلی آیات میں بیان فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاءاللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے: یا اللہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم و معصیت کر کے زیادتی کی ہے۔ آپ ارحم الراحمین ہیں ہم آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اپنے کرم سے ہمارے تمام گذشتہ ظاہری و باطنی چھوٹے و بڑے صغیرہ و کبیرہ دانستہ یا نادانستہ تمام خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔ اے اللہ آپ ہی اپنے فضل و کرم سے ہم کو سچی توبہ کی توفیق اور اپنی طرف رجوع ہونے کا عزم عطا فرمائیں۔ اے اللہ ہم کو آج اس دنیا میں اور اس زندگی میں اپنے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق نصیب فرما دیجئے اور قیامت کی ذلت و رسوائی اور وہاں کی حسرت و ندامت سے بچا لیجئے۔

یا اللہ جب کفار و مشرکین تک کے لئے سچی توبہ پر آپ نے رحم و کرم اور معافی کا وعدہ فرمایا ہے تو امت مسلمہ کے لئے جو آپ کے نبی الرحمۃ کا نام لینے والے ہیں اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے والے ہیں ان کی خطاؤں اور گناہوں سے آپ کیوں نہ درگزر فرماویں گے اگر آپ کی طرف رجوع ہو کر آپ کی فرمانبرداری اختیار کرلیا اور گذشتہ پر ندامت کے چند آنسو اگر بہالیں یا اللہ جب آپ نے کفار و مشرکین کو بھی اپنی رحمت سے ناامید نہیں کیا تو آپ ہم کے کرم و رحم کے امیدوار کیوں نہ ہوں یا اللہ ہم کو اپنی شان غفور الرحیمی کا مورد بنا لیجئے آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ

ہاں بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہنچی تھیں سو تو نے اُن کو جھٹلایا اور تو نے تکبر کیا اور کافروں میں شامل رہا اور آپ قیامت کے روز

الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا۔ کیا ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے

لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ

اور جو لوگ بچتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ نجات دے گا اُن کو (ذرا) تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ

غمگین ہوں گے اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾

آسمانوں اور زمین کی۔ اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے۔

بَلٰى ہاں	قَدْ جَآءَتْكَ تحقیق تیرے پاس آئیں	اٰيٰتِيْ میری آیات	فَكَذَّبْتَ تو تُو نے جھٹلایا	بِهَا انہیں	وَاسْتَكْبَرْتَ اور تو نے تکبر کیا		
وَكُنْتَ اور تو تھا	مِنَ سے	الْكٰفِرِيْنَ کافروں	وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت کے دن	تَرَى تم دیکھو گے	الَّذِيْنَ كَذَبُوْا جن لوگوں نے جھوٹ بولا		
عَلَى اللّٰهِ اللہ پر	وُجُوْهُهُمْ ان کے چہرے	مُّسْوَدَّةٌ سیاہ	اَلَيْسَ کیا نہیں	فِيْ میں	جَهَنَّمَ جہنم	مَثْوًى ٹھکانا	
لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ تکبر کرنیوالے	وَيُنَجِّي اور نجات دے گا	اللّٰهُ اللہ	الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وہ جنہوں نے پرہیزگاری کی	بِمَفَازَتِهِمْ ان کی کامیابی کیساتھ			
لَا يَمَسُّهُمُ نہ چھوئے گی انہیں	السُّوْٓءُ برائی	وَلَا هُمْ اور نہ وہ	يَحْزَنُوْنَ غمگین ہوں گے	اَللّٰهُ اللہ	خَالِقُ پیدا کرنے والا		
كُلِّ شَيْءٍ ہر شے	وَهُوَ اور وہ	عَلٰى پر	كُلِّ ہر	شَيْءٍ شے	وَّكِيْلٌ نگہبان	لَهٗ مَقَالِيْدُ اسکے پاس کنجیاں	السَّمٰوٰتِ آسمانوں
وَالْاَرْضِ اور زمین	وَالَّذِيْنَ اور جو لوگ	كَفَرُوْا منکر ہوئے	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیات کے	اُولٰٓئِكَ وہی لوگ	هُمُ وہ	الْخٰسِرُوْنَ خسارہ پانیوالے	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں جہاں کفر وشرک اور عصیان ونافرمانی پر اللہ کے غضب اور انتقام سے ڈرایا گیا تھا وہیں یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ اللہ کی رحمت سے کسی کو مایوس اور ناامید بھی نہ ہونا چاہئے وہ ہر گناہ توبہ کرنے پر بخش دیتا ہے اور توبہ کرنے والوں کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ فقط اس غفور الرحیم کی طرف رجوع کرنے اور اس کے احکام بجالانے کی دیر ہے لیکن یہ اس زندگی میں ہونا چاہئے ورنہ پھر آخرت میں سوائے پچھتانے اور حسرت وافسوس کرنے کے سوا کچھ نہ بنے گا اور اس وقت پچھتانا بھی بیکار ہوگا۔ قیامت کے روز تو ہر مجرم کہنے لگے گا کہ افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کے جناب میں کی اور احکام خداوندی کی ہنسی اڑاتا رہا۔ اور دنیا میں پڑ کر اللہ کو بھول گیا۔ کوئی کہے گا کہ اللہ ہی نے دنیا میں ہمیں ہدایت نہ دی ورنہ ہم بھی متقی پرہیزگار بن جاتے۔ کوئی کہے گا کہ کسی طرح پھر میں دنیا میں واپس پہنچ جاؤں تو خوب نیک کام کروں اور اچھے لوگوں میں شامل

ہو جاؤں۔ غرض کہ مجرمین اسی طرح کی حسرت وندامت اور بیکار تمنائیں کریں گے جوان کے کچھ کام نہ آئیں گی بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کے ان اقوال کا رد فرمایا جائے گا جیسا کہ ان آیات میں بتلایا گیا کہ جب گناہ گار دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کریں گے اور خدائی احکام پر نہ چلنے کی حسرت کریں گے اور خدا کے رسولوں کی بات نہ ماننے پر کڑھیں گے تو حق تعالیٰ سبحانہ کی طرف سے جواب دیا جائے گا کہ اب ندامت لاحاصل ہے اور پشیمانی بے سود ہے ہدایت کا سامان تو دنیا میں پورا مل چکا تھا دنیا میں میں اپنی آیات اتار چکا تھا اپنی دلیلیں قائم کر چکا تھا۔ اپنے پیغمبروں کو نشانات اور احکام دیکر بھیجا تھا مگر تم نے تو ان کی کوئی بات ہی نہ سنی جو کچھ کہا گیا غرور اور تکبر سے جھٹلاتے رہے اور ہمارے رسولوں کے سمجھانے بجھانے کو خاطر ہی میں نہ لائے اور اپنی شرارت نفس اور خباثت سے ایمان نہ لائے اور گمراہی ہی کو اختیار کیا۔ پس تمہارا عذر بالکل باطل ہے اور اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور تم کو کوئی عذر کرنے کی اب گنجائش نہیں ہے۔

تو یہاں کفار کی اس بات کا جواب بھی ہو گیا کہ جو قیامت میں یوں بھی کہیں گے کہ دنیا میں اللہ اگر ہم کو ہدایت کر دیتا تو صالح متقی پرہیز گار نیک بندے بن جاتے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے تو دنیا میں پوری ہدایت کا سامان کر دیا تھا اپنی کتابیں بھیجیں اپنے رسول بھیجے اس لئے کوئی یہ غلط اور لغو بات نہیں کہہ سکتا کہ اللہ نے ہمیں دنیا میں ہدایت نہیں کی ہاں ہدایت کرنے کے بعد نیکی اور اطاعت پر اللہ نے کسی کو مجبور نہیں کیا بلکہ بندہ کو دنیا میں یہ اختیار دے دیا کہ وہ جس راستہ حق یا باطل کو اختیار کرنا چاہے اپنے ارادہ سے اس کو اختیار کرے اور یہی بندہ کا امتحان تھا۔ جس نے اپنے اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے۔ اور جواب دہ ہے آگے ایسے لوگوں کے کفر وشرک پر مصر رہنے اور اس سے توبہ نہ کرنے کی سزا کا حال مختصراً ذکر فرمایا جاتا

ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ قیامت کے روز ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا خدا پر جھوٹ بولنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جو بات اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی وہ اس کی جانب منسوب کر دی جائے دوسری یہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اسے اس کی جانب نسبت دینے سے انکار کر دیا جائے۔ تو قیامت میں ایسے لوگوں کے چہرے جنہوں نے دنیا میں اللہ پر جھوٹ بولا تھا اس کی سزا میں سیاہ ہوں گے۔ یہ چہرہ کی سیاہی آگ سے جلنے کا اثر بھی ہو سکتی ہے اور خوف ورسوائی کا نتیجہ بھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ سیاہی ان کے قلوب کی ہو جو چہرہ پر منعکس ہو گئی ہو۔ تو ان کفار ومشرکین کے چہرے جھوٹ اور بہتان کی وجہ سے کالے سیاہ ہوں گے اور حق کو قبول نہ کرنے اور تکبر اور بڑائی کرنے کے وبال میں جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے جہاں بڑی ذلت کے ساتھ سخت ترین اور بدترین سزائیں بھگتیں گے۔ (**اللھم انا نعوذبک من عذاب الأخرۃ**)

آگے ان کفار ومشرکین اور منکرین ومتکبرین کے مقابلہ میں کفر وشرک سے توبہ کرنے والے اور ایمان واسلام لانے والے اور اللہ کی طرف رجوع ہو کر اس کی فرمانبرداری کرنے والے اور اس کے احکام پر چلنے والے ان کی جزا کا مختصراً حال بیان فرمایا جاتا ہے کہ اپنی کامیابی اور سعادت مندی کی وجہ سے ان عذابوں سے اور اس ذلت اور مار پیٹ سے بالکل بچے ہوں گے۔ کوئی برائی ان کے پاس بھی نہ پہنچے گی۔ گھبراہٹ اور پریشانی جو قیامت کے دن عام ہو گی وہ ان سے مبرا ہوں گے۔ ہر غم سے بےغم اور ہر ڈر سے بے ڈر اور ہر سزا سے بے سزا اور ہر دکھ سے بے دکھ ہوں گے۔ امن وامان کے ساتھ راحت وچین کے ساتھ خدا کی تمام نعمتیں حاصل کئے ہوئے ہوں گے۔

(اللھم اجعلنامنھم بمنک و فضلک)

آخر میں اس تمام مضمون کا خلاصہ اور لب لباب یہ فرمایا جاتا ہے کہ دیکھو ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔ ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اور پھر پیدا کرنے کے بعد اس کی بقاء وحفاظت کا ذمہ دار بھی وہی ہوا اور زمین وآسمان کی تمام چیزوں میں تصرف واقتدار بھی اسی کو حاصل ہے کیونکہ سب خزائن کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ پھر ایسے خدا کو چھوڑ کر آدمی کہاں جائے چاہیے کہ اسی کے غضب سے ڈرے اور اسی کی رحمت کا امیدوار رہے۔ اس کی باتوں سے منکر ہو کر آدمی کا کہیں ٹھکانا نہیں کیا اس سے منحرف ہو کر آدمی انجام وآخرۃ کی فلاح کی امید رکھ سکتا ہے؟ اس پر بھی جو لوگ اللہ کی آیتوں کو اللہ کی توحید کو اور اللہ کے احکام کو نہیں مانتے وہ بڑے ہی گھاٹے خسارہ اور نقصان میں رہیں گے۔

قرآن پاک کا یہ جملہ کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے تو جہاں تک اللہ کی آیتوں کا نہ ماننا کفار ومشرکین سے متعلق ہے تو وہ تو ظاہر ہے کہ وہ نہ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں نہ اس کے عقائد کو مانتے ہیں نہ اس کے احکام پر چلتے ہیں نہ اس کی ہدایات کو آسمانی ہدایت اور نہ اس کے قوانین کو خداوندی قوانین تصور کرتے ہیں نہ اس کی جزاوسزا کو مانتے ہیں تو ان کے حق میں اولئک ھم الخسرون وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے بالکل ظاہر ہے مگر یہاں ہم بعض مدعیان اسلام کے ماننے کو بھی ذرا غور کرلیں۔ اسلام اور ایمان کے بعد سب سے بڑا درجہ نماز کا ہے۔ قرآن پاک میں کم وبیش ۷۰۰ جگہ نماز کا حکم ہے۔ کہیں ترہیب کے ساتھ کہیں ترغیب کے ساتھ۔ مگر آج کتنے مدعیان اسلام ہیں جو اس اہم فریضہ کا خاطر خواہ اہتمام کرتے ہیں اور اہتمام تو درکنار نماز کی اہمیت مٹانے کے لئے یہاں تک کہا گیا کہ نماز خدا کی پرستش کی رسم ہے جو ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے اور پارسیوں کے ہاں اس کا نام تک بھی یہی ہے۔ (قرآنی فیصلے صف ۲۷ ماخذ حقیقت حدیث) قرآن صاحب نصاب اور مال داروں پر زکوٰۃ فرض کرتا ہے مگر ایک طبقہ کے علامہ فرما گئے ہیں۔ ''میرے نزدیک مسلمانوں کی زکوٰۃ کا پیسہ آج ٹھکانے نہیں لگتا۔ خدا کے نزدیک کسی معنوں میں قبول نہیں۔ گناہ محض ہے حرام ہے۔ بیت المال نہیں تو زکوٰۃ نہیں (میری سخت گیریاں صف ۱۴' ۱۵ ماخذ مشرقی اور اسلام) ایک دوسرے نام نہاد محقق صاحب فرماتے ہیں آج کل زکوٰۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حکومت ٹیکس وصول کر رہی ہے۔ اگر یہ حکومت اسلامی ہوگئی تو یہی ٹیکس زکوٰۃ ہو جائے گا۔ ایک طرف ٹیکس اور دوسری طرف زکوٰۃ۔ قیصر اور خدا کی غیر اسلامی تفریق ہے اور مسلمانوں جیسی مفلس قوم کو مفلوک تر بنانے کا ذریعہ۔'' قرآنی فیصلے ص ۳۷ ماخذ حقیقت حدیث) قرآن کہتا ہے کہ اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ ہے اس مکان کا حج کرنا جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کے سبیل کی مگر اس کے متعلق بھی کہا گیا کہ یہ بھی رسم ہے اسلامی معاشرہ کا جزو نہیں ہے (قرآنی فیصلے) اور کہا گیا کہ اب تو حج اپنے مقصد کو چھوڑ کر محض ''یاترا'' بن کر رہ گیا ہے۔ (قرآنی فیصلے ص ۶۲) نیز یہ بھی کہا گیا کہ قوم اور ملک کی اتنی کثیر رقم غیر ملک میں خرچ کرنا قومی مفاد کے خلاف ہے چنانچہ ان اسلامی ارکان کی ادائیگی پر یہاں تک کہا گیا کہ جب تک دین کی باگ مولوی کے ہاتھ میں ہے صدقات نکلتے رہیں گے۔ زکوٰۃ دی جاتی رہے گی۔ قربانیاں ہوتی رہیں گی لوگ حج بھی کرتے رہیں گے اور قوم بدستور بے گھر' بے در' بھوکی ننگی اسلام کے ماتھے پر کلنک کے ٹیکے کا موجب بنی رہے گی۔ یہ تو نمونہ قرآن کے ماننے کے آپ نے بعض مدعیان اسلام سے سن لئے۔ اب دوسری جانب محرمات کو دیکھئے۔ قرآن شراب نوشی کو حرام قرار دیتا ہے مگر کیا ہم اس لعنت کو ملک سے یکسر ختم کر سکے؟ قرآن کس سختی سے سود کی حرمت اور ممانعت کو ظاہر کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ

اور اس کے رسول کی طرف سے ان لوگوں کو اعلان جنگ فرمادیا ہے جو سود کو نہ چھوڑیں مگر آج سودی لین دین نہ صرف کھلم کھلا ہو رہا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ اس کو جائز ترقی کا ذریعہ بتلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ سودی لین دین کو چھوڑ کر آج کی دنیا میں ترقی کیسے کی جاسکتی ہے تجارت کو فروغ کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن حکم دیتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے زانی اور زانیہ کو سنگسار کیا جائے یا کوڑے لگائے جائیں۔ ہم اس حکم کو کیسے قبول کر سکتے ہیں جبکہ نام نہاد مغربی مہذب حکومتیں اس کو وحشیانہ سزا قرار دیتے ہیں۔ قرآن پردہ حیا اور شرم وعفت کا حکم دیتا ہے اور کسی غیر محرم عورت کو بدنیتی سے دیکھنے تک کی اجازت نہیں دیتا مگر اس ترقی کے زمانہ میں غیر عورتوں کے ساتھ دوش بدوش بیٹھے ہوئے کیسے ترقی ہوسکتی ہے۔ الغرض آپ قرآن کے ایک ایک اوامر کو دیکھئے اور ایک ایک نواہی کو دیکھئے کہ من حیث القوم کتنے قرآنی احکام پر عمل ہو رہا ہے اور اب تو نوبت باینجا رسید کہ یہ قرآن ۱۴۰۰ سال کی پرانی کتاب ہے۔ اس ترقی کے وقت میں اس پر عمل کیسے کیا جاسکتا ہے یہاں تک کہا گیا اور یہ کسی غیر مسلم کی زبان سے نہیں بلکہ اسلام کے دعویداروں ہی کی زبان سے تو یہ ہے ہمارے من حیث القوم قرآن کے ماننے کا حال اور اس پر ہم خواب دیکھیں اس رفعت وعزت کا۔ اس بلندی اور غلبہ کا اس نصرت اور تائید الٰہی کا کہ جو قرآن کے ماننے والوں کے لئے قرآن نے وعدہ کیا ہے تو سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

نوٹ:۔ واضح ہو یہ درس اب سے ٹھیک سولہ سال پہلے کا تحریر کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور احسان ہے کہ اب ملک کی فضا کچھ بدلی ہوئی ہے اور اسلامی نظام کے نفاذ کی حکومت کی سطح پر مبارک کوشش اور سعی کی جارہی ہے اور اس سلسلہ میں بعض اقدام بھی ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کی قسمت کو چار چاند لگنا نصیب فرمائیں اور یہاں اسلامی حکومت کے برکات وثمرات ہم کو دیکھنا نصیب فرمائیں آمین۔ (احقر مولف) ماہ اکتوبر ۱۹۸۴ء

ابھی آگے مزید شرک کی مذمت اور توحید باری تعالیٰ کے اثبات کا مضمون جاری ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پر ایمان کے ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائیں اور عالم اسلام نے آج جو قرآن کی اتباع اور پیروی کے حقوق میں کوتاہی برت رکھی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرماویں اور دنیا میں قرآنی احکام کا بول بالا فرمائیں۔ یہ قرآن جو آسمانی رحمت سرچشمہ ہدایت اور ذریعہ سعادت دارین ہے اس کی عظمت ووقعت حق تعالیٰ ہمارے قلوب میں عطا فرمائیں اور اپنی اس کتاب کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرمائیں۔ یا اللہ قیامت کی ذلت ورسوائی اور نقصان وخسارہ سے ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور ہم سے اب تک جو آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہیاں ہوئی ہیں ان پر سچی توبہ کی توفیق طلب کرتے ہیں۔

یا اللہ ہمارے بگڑتے ہوئے معاشرہ کو سنبھل جانے کی توفیق وسعادت عطا فرمادے اور اسلام کو بدنام کرنے کے جرم عظیم سے ہم کو بچالے۔ یا اللہ یہ ملک جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو صحیح معنیٰ میں اسلام کا سچائی کے ساتھ پیرو کار بنادے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

آپ کہہ دیجئے کہ اے جاہلو! کیا پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو۔ اور آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں انکی طرف بھی

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ

یہ (بات) وحی میں بھیجی جا چکی ہے کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک کرے گا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہو جائے گا اور تو خسارہ میں پڑیگا۔ تو اے مخاطب بلکہ

فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ

اللہ ہی کی عبادت کرنا اور (اللہ کا شکر گذار رہنا) اور ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی۔ حالانکہ ساری زمین اسکی مٹھی میں ہوگی

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَنُفِخَ فِي

قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے اور (قیامت کے روز) صور میں

الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ

پھونک ماری جائے گی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی

فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جاویں گے دیکھنے لگیں گے۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جاوے گی اور نامہ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھدیا جاوے گا

وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ

اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاویں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا۔ اور ہر شخص کو

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع

اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاویگا اور وہ سب کاموں کو خوب جانتا ہے۔

قُلْ فرمادیں	اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تو کیا اللہ کے سوا	تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ تم مجھے کہتے ہو	اَعْبُدُ میں پرستش کروں	اَيُّهَا اے	الْجٰهِلُوْنَ جاہلو (جمع)	وَ اور	
لَقَدْ اُوْحِيَ یقینا وحی بھیجی گئی ہے	اِلَيْكَ آپ کی طرف	وَاِلَى اور طرف	الَّذِيْنَ وہ جو کہ	مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے	لَئِنْ البتہ اگر		
اَشْرَكْتَ تو نے شرک کیا	لَيَحْبَطَنَّ البتہ اکارت جائینگے	عَمَلُكَ تیرے عمل	وَلَتَكُوْنَنَّ اور تو ہوگا ضرور	مِنَ سے	الْخٰسِرِيْنَ خسارہ پانیوالے		
بَلِ بلکہ	اللّٰهَ اللہ	فَاعْبُدْ پس عبادت کرو	وَكُنْ اور ہو	مِنَ سے	الشّٰكِرِيْنَ شکرگزاروں	وَ اور	مَا قَدَرُوا انہوں نے قدر شناسی نہ کی
اللّٰهَ اللہ	حَقَّ حق	قَدْرِهٖ اس کی قدرشناسی	وَالْاَرْضُ اور زمین	جَمِيْعًا تمام	قَبْضَتُهٗ اس کی مٹھی	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ روز قیامت	
وَالسَّمٰوٰتُ اور تمام آسمان	مَطْوِيّٰتٌ لپٹے ہوئے	بِيَمِيْنِهٖ اسکے دائیں ہاتھ میں	سُبْحٰنَهٗ وہ پاک ہے	وَتَعٰلٰى اور برتر	عَمَّا اس سے جو		
يُشْرِكُوْنَ وہ شریک کرتے ہیں	وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ اور پھونک ماری جائے گی صور میں	فَصَعِقَ تو بیہوش ہوجائے گا	مَنْ جو				

فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں	وَمَنْ اور جو	فِي الْاَرْضِ زمین میں	اِلَّا سوائے	مَنْ جسے	شَآءَ اللّٰهُ چاہے اللہ	ثُمَّ پھر
نُفِخَ فِيْهِ پھونک ماری جائیگی اسمیں	اُخْرٰى دوبارہ	فَاِذَا تو فوراً	هُمْ وہ	قِيَامٌ کھڑے	يَّنْظُرُوْنَ دیکھنے لگیں گے	وَاَشْرَقَتِ اور چمک اٹھے گی
الْاَرْضُ زمین	بِنُوْرِ رَبِّهَا اپنے رب کے نور سے	وَوُضِعَ اور رکھ دی جائیگی	الْكِتٰبُ کتاب	وَجِايْٓءَ اور لائے جائیں گے		
بِالنَّبِيّٖنَ نبی (جمع)	وَالشُّهَدَآءِ اور گواہ (جمع)	وَقُضِيَ اور فیصلہ کیا جائیگا	بَيْنَهُمْ انکے درمیان	بِالْحَقِّ حق کے ساتھ	وَهُمْ اور وہ اُن پر	
لَا يُظْلَمُوْنَ ظلم نہ کیا جائے گا	وَوُفِّيَتْ اور پورا پورا دیا جائے گا	كُلُّ نَفْسٍ ہر شخص	مَّا عَمِلَتْ جو اس نے کیا اسکے اعمال	وَهُوَ اور وہ		
اَعْلَمُ خوب جانتا ہے	بِمَا يَفْعَلُوْنَ جو کچھ وہ کرتے ہیں					

تفسیر و تشریح: گذشتہ آیات میں توحید کی تائید میں یہ بتلایا گیا تھا کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر پیدا کرنے کے بعد اس کی بقا و حفاظت کا سامان بھی اسی نے کیا پھر زمین و آسمان کی تمام چیزوں میں تصرف اختیار و اقتدار بھی اسی کو حاصل ہے تو جو خدا خالق بھی ہو موجد بھی ہو حافظ بھی ہو وکیل بھی ہو اور متصرف بھی ہو تو ایسے اوصاف کمال رکھنے والا جو قیامت میں جزا و سزا کا بھی مالک ہو گا تنہا معبود حقیقی ہو سکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

اب یہاں ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ یہ کفار و مشرکین خود تو کفر و شرک میں مبتلا تھے ہی مگر ان کا حوصلہ یہاں تک بڑھا کہ نعوذ باللہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کو اپنے طریقہ پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آؤ تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو ہم تمہارے معبود کی پرستش کریں گے۔ اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمائی گئی کہ آپ ان مشرکین سے جواب میں کہہ دیجئے کہ اے جاہلو! بعد اس کے کہ توحید ہر طرح عقلاً و نقلاً ثابت ہو چکی ہے اور شرک کا رد و بطلان ہو چکا پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی پرستش کی فرمائش کرتے ہو یہ تو انسان کی انتہائی نادانی حماقت و جہالت ہے کہ وہ ایک خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرے اور معاذ اللہ تم پیغمبر خدا سے یہ طمع رکھتے ہو کہ وہ تمہارے راستہ پر آ جائیں گے عقلی حیثیت سے دیکھا جائے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنا باقی رکھنا اور ان میں ہر قسم کا تصرفات کرتے رہنا صرف اللہ کا کام ہے تو عبادت کا مستحق بجز اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتا اور نقلی حیثیت سے دیکھو تو تمام خدا کے رسول پیغمبر اور تمام آسمانی ادیان توحید کی صحت اور شرک کے بطلان پر متفق ہیں بلکہ ہر نبی کو بذریعہ وحی بتلا دیا گیا کہ آخرت میں مشرک کے تمام اعمال اکارت ہیں اور شرک کا انجام سوائے حرمان اور خسران کے کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک خدائے قدوس کی بندگی کرے اور اس کا شکرگزار اور وفادار بندہ بنے۔ اس کی عظمت و جلال کو سمجھے۔ عاجز اور حقیر مخلوق کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے اس کو اسی طرح بزرگ و برتر مانے جیسا وہ واقع میں ہے۔ مشرکین نے تو اس کی عظمت و جلال اور بزرگی و برتری کو سمجھا ہی نہیں اور انہوں نے اللہ کو جیسا چاہئے پہچانا ہی نہیں۔ ورنہ اللہ کے سامنے کسی کی کیا ہستی ہے جو کسی کو کچھ دے سکے یا کسی سے کچھ چھین سکے۔ اس خداوند قدوس کی عظمت و بڑائی کا یہ حال ہے کہ قیامت کے دن کل زمین اس کی ایک مٹھی میں اور سارے آسمان کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے ایک ہاتھ میں ہوں گے۔ بھلا اس سے ان مشرکوں کے گھڑے ہوئے معبودوں کو کیا نسبت۔ وہ ان مشرکین کے ہر طرح کے شرک سے پاک و برتر ہے۔

یہاں آیت میں الفاظ قبضۃ یعنی مٹھی اور یمین یعنی داہنے ہاتھ کا استعمال جو حق تعالیٰ کے لئے ہوا ہے تو معتزلہ اس کے یہ

معنی لیتے ہیں کہ قبضہ سے مراد تصرف ہے نہ کہ مٹھی میں ہونا اور داہنے ہاتھ میں آسمانوں کے لپیٹنے سے مراد اس کی قدرت میں ہونا ہے لیکن اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ یمین وغیرہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں جن پر بلا کیف ایمان رکھنا واجب ہے کہ ان کی حقیقت وہی جانتا ہے اور اس کی ذات کے لائق جو قبضہ اور یمین ہے اس کو ہم اس عقل سے نہیں سمجھ سکتے۔

گذشتہ آیات میں چونکہ قیامت کا ذکر آ گیا تھا اس لئے آگے کچھ قیامت کا احوال بیان کیا جاتا ہے کہ قیامت کے روز جب صور میں پھونک ماری جاوے گی سو تمام آسمان و زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے۔ اکثر علمائے محققین کے نزدیک نفخ صور دو مرتبہ ہوگا پہلی مرتبہ میں سب کے ہوش اڑ جائیں گے پھر زندہ تو مردہ ہو جائیں گے اور جو مر چکے تھے ان کی ارواح پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہو جاوے گی مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے وہ اس بیہوشی اور موت سے محفوظ رہے گا۔ اب یہ کون ہوں گے۔ اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت حضرت عزرائیل مراد لئے ہیں۔ بعض نے ان کے ساتھ ملائکہ حملۃ العرش کو بھی شامل کیا ہے۔ بعض کے نزدیک انبیاء و شہداء مراد ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب بہر حال یہ استثنا پہلے نفخہ صور کے وقت ہوگا اس کے بعد ممکن ہے کہ ان پر بھی فنا طاری کر دی جائے۔ جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو مردوں کی ارواح اپنے بدنوں کی طرف واپس آ جائیں گی اور بے ہوشوں کو افاقہ ہوگا اس وقت محشر کے عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہو کر تکتے رہیں گے۔ پھر خداوند قدوس کی پیشی میں حاضر کئے جاویں گے۔ پھر جب حق تعالیٰ حساب کے لئے زمین پر اپنی شان کے مناسب نزول اجلال فرمائیں گے اس وقت حق تعالیٰ کی تجلی اور نور سے محشر کی زمین چمک اٹھے گی۔ حساب کا دفتر کھلے گا سب کے اعمال سامنے رکھ دیئے جاویں گے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار الٰہی میں حاضر ہوں گے اور ہر شخص کے اعمال کا نہایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائے گا۔ کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی جس کا جتنا اچھا یا برا عمل ہے سب خدا کے علم میں ہے اسی کے موافق بدلہ ملے گا۔

اب آگے کس کو کیا جزا یا سزا دی جائے گی اس کا بیان فرمایا گیا ہے اور اسی پر سورۃ کو ختم کیا گیا ہے۔ جس کا بیان ان شاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ہم کو ہر طرح کے خفی و جلی شرک سے بچا کر توحید پر قائم رکھیں اور اپنے عبادت گزار اور شکر گزار بندوں میں شامل فرماویں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے ہمیں محفوظ و مامون فرماویں اور ہمارے حساب کتاب کو آسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ٹوٹے پھوٹے اعمال کو اپنی رحمت سے قبول فرمالیں اور ہماری خطاؤں اور گناہوں کو اپنے کرم سے بخش دیں۔ اور نجات و مغفرت سے ہم سب کو نواز دیں۔ یا اللہ اب ہم مشرکین کی کیا شکایت کریں جنہوں نے آپ کی عظمت، جلال، بزرگی و برتری کو نہ سمجھا اور نہ جانا اب تو امت مسلمہ کے اکثر افراد کا رونا ہے کہ جنہوں نے آپ کی عظمت کا حق بھلا رکھا ہے اور آپ کے احکام کے خلاف زندگی گزار رہے ہیں اور آپ کی نافرمانی میں لگے ہوئے ہیں۔

یا اللہ! میدان حشر میں آپ کے سامنے حاضری کا خوف ان کے دلوں میں ایسا ڈال دے کہ یہ ہر نافرمانی سے رک جائیں اور آپ کی سچی اطاعت میں لگ جائیں۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوۡهَا فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ

اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جاویں گے۔ یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جاویں گے اور ان سے دوزخ کے محافظ (فرشتے)

خَزَنَتُهَآ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ رَبِّكُمۡ وَيُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ

کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے۔

هٰذَا ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَلٰكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ قِيۡلَ ادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ

کافر کہیں گے کہ ہاں لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا۔ (پھر ان سے) کہا جاوے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو

جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ۝

ہمیشہ اس میں رہا کرو غرض (خدا کے احکام سے) تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانہ ہے۔

وَسِيۡقَ اور ہانکے جائیں گے	الَّذِيۡنَ وہ جنہوں نے	كَفَرُوۡا کفر کیا (کافر)	اِلٰى طرف	جَهَنَّمَ جہنم	زُمَرًا گروہ درگروہ			
حَتّٰٓى اِذَا یہاں تک کہ جب	جَآءُوۡهَا وہ آئیں گے وہاں	فُتِحَتۡ کھول دیئے جائیں گے	اَبۡوَابُهَا اسکے دروازے	وَقَالَ اور کہیں گے				
لَهُمۡ ان سے	خَزَنَتُهَآ اس کے محافظ	اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس	رُسُلٌ رسول (جمع)	مِّنۡكُمۡ تم میں سے	يَتۡلُوۡنَ وہ پڑھتے تھے			
عَلَيۡكُمۡ تم پر	اٰيٰتِ رَبِّكُمۡ تمہارے رب کی آیتیں (احکام)	وَيُنۡذِرُوۡنَكُمۡ اور تمہیں ڈراتے تھے	لِقَآءَ ملاقات	يَوۡمِكُمۡ تمہارا دن	هٰذَا یہ			
قَالُوۡا وہ کہیں گے	بَلٰى ہاں	وَلٰكِنۡ اور لیکن	حَقَّتۡ پورا ہوگیا	كَلِمَةُ حکم	الۡعَذَابِ عذاب	عَلَى پر	الۡكٰفِرِيۡنَ کافروں	قِيۡلَ کہا جائیگا
ادۡخُلُوۡۤا تم داخل ہو	اَبۡوَابَ دروازے	جَهَنَّمَ جہنم	خٰلِدِيۡنَ ہمیشہ رہنے کو	فِيۡهَا اس میں	فَبِئۡسَ سو بُرا ہے	مَثۡوَى ٹھکانا	الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ تکبر کرنے والے	

تفسیر و تشریح: گذشتہ آیات میں احوال قیامت کے سلسلہ میں میدان حشر کا نقشہ کھینچا گیا تھا کہ جب صور میں پہلی بار پھونک ماری جائے گی تو اس کی ہیبت ناک آواز سے زمین اور آسمان میں جتنے جاندار ہیں سب کے ہوش اڑ جائیں گے اور اس صور کے اثر سے کوئی نہ بچے گا مگر وہی جسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بچالیں پھر ایک عرصہ کے بعد جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے دوسری بار صور پھونکا جاوے گا تو سب مردے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ پھر میدان حشر میں اللہ رب العزت کا جلوہ ظاہر ہوگا اور ساری زمین اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور سب کے اعمال ناموں کا دفتر سامنے رکھ دیا جائے گا اور ہر ایک کے عملوں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ اور اجر دیا جائے گا جو جس نے اس دنیا میں کیا ہوگا اس کا پور پورا بدلہ پائے گا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک کے عمل کا ذرہ ذرہ پتہ ہے اور ہر ایک کا پورا پورا حال اس پر ظاہر ہے اس لئے ہر ایک کا پور پورا حساب چکا دیا جائے گا جو جس جگہ کے لائق ہوگا وہاں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ ان آیات اور اگلی آیات میں حساب کتاب کے بعد جو فیصلہ کا نتیجہ نکلے گا وہ ظاہر فرمایا جاتا ہے کہ جہنمی جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے اور جنتی جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

ان آیات میں پہلے بدنصیب منکرین حق کا انجام بیان ہو رہا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ وہ جانوروں کی طرح رسوائی اور ذلت

سے ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکیوں کے ساتھ جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے۔قرآن پاک کی بعض دوسری آیات میں ہے کہ اس وقت یہ جہنمی پیاسے بھی ہوں گے اور وہ اندھے بہرے اور گونگے بھی ہوں گے۔اور بہتوں کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ پھران کافروں میں سینکڑوں گروہ ہوں گے چونکہ کفر کے اقسام اور مراتب بہت ہیں ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا مثلاً بت پرستوں کا ایک گروہ ستارہ پرستوں کا ایک گروہ چاند وسورج کو پوجنے والوں کا ایک گروہ منافقوں کا ایک گروہ وغیرہ وغیرہ۔ پھر جس طرح دنیا میں جیل خانہ کا پھاٹک کھلا نہیں رہتا جب کسی قیدی کو داخل کرنا ہوتا ہے پھاٹک کھول کر داخل کرتے اور پھر بند کر دیتے ہیں ایسے ہی وہاں جس وقت دوزخی دوزخ کے قریب پہنچیں گے دروازہ کھول کر اس میں دھکیل دیا جائے گا اور اس کے بعد پھر دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ جو فرشتے دوزخ کے محافظ اور نگران ہیں جن کے سردار کا نام مالک ہوگا وہ ان دوزخیوں سے بطور ملامت اور ان کو شرمندہ کرنے کے لئے اور ندامت بڑھانے کے لئے بطور زجر وتوبیخ کے کہیں گے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تمہارے پاس نہیں پہنچے تھے جو تم ہی سے تھے اور تمہاری ہی جنس کے تھے۔جن سے تم سوال جواب کر سکتے تھے ان کی صحبت میں بیٹھ سکتے تھے انہوں نے خدائے تعالیٰ کی آیتیں تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائیں اپنے لائے ہوئے سچے دین پر دلیلیں قائم کر دیں۔تمہیں اس دن کی برائیوں سے آگاہ کر دیا۔آج کے عذابوں سے ڈرادیا تو پھر تم نے ان کی بات کیوں نہیں مانی۔کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ تمہارا ایک رب ہے جو ظاہر و باطن تمہاری پرورش کرتا ہے کیا اس رب کے کھلے ہوئے احکام پیغمبروں نے تمہیں نہیں پہنچائے اور کیا تم کو نہیں ڈرایا کہ قیامت کا دن پیش آنے والا ہے جس میں اچھے برے کی جزا سزا ملے گی۔وہ دوزخی انتہائی حسرت اور افسوس کے ساتھ جواب دیں گے کہ پیغمبر کیوں نہیں آئے ضرور آئے ہم کو اللہ کی باتیں سنائیں اور آج کے دن سے بھی ڈرایا لیکن ہماری بدبختی اور نالائقی کہ ہم نے ان کا کہنا نہ مانا۔ ہم غفلت اور جہالت میں پڑے رہے اور دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے رہے اللہ کے رسولوں کی بات نہ سنی اور ان کی نصیحت کو اس کان سنا تو اس کان اڑا دیا آخر خدا کی اٹل تقدیر سامنے آئی اور عذاب کا حکم ہم پر ثابت ہو کر رہا۔کافروں کے لئے جو سزا اللہ نے مقرر کی تھی اس کے حق دار ہوئے اور وہ سزا بھگتنے کے لئے یہاں بھیج دیئے گئے ۔اس پر ان سے کہہ دیا جائے گا کہ تم نے شیخی اور غرور میں آ کر اللہ کی بات نہ مانی اب ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہو اور اس کا مزہ چکھتے رہو۔یہیں جلتے اور بھنتے رہنا۔نہ یہاں سے کسی طرح کسی وقت چھٹکارا ملے نہ تمہیں موت ہی آئے گی۔یہ کیا برا ٹھکانہ ہے کہ دن رات تمہیں جلنا ہی جلنا ہے اور یہ تمہارے تکبر کا اور حق کو نہ ماننے کا بدلہ ہے جس نے تمہیں ایسی بری جگہ پہنچایا اور یہیں کا کر دیا۔اے اللہ آپ ہمیں عذاب جہنم سے ہر طرح اور بالکلیہ اپنی رحمت سے بچائیے گا۔

یہاں آیت میں ابواب جہنم جو فرمایا گیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کے دروازے مقرر ہیں اور باضابطہ ان دروازوں ہی سے جہنم کے اندر داخلہ ہوگا۔اب جہنم کیا ہے؟ کہاں ہے؟ اس کے کتنے طبقات ہیں؟ اس میں کس قسم کے عذاب دکھ اور آزار ہیں؟ تو اس کے متعلق یہ سمجھ لیا جائے کہ غیب اور عالم آخرت کی جن حقیقتوں پر ایمان لانا ایک مومن کے لئے ضروری ہے اور جن پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلم اور مومن نہیں ہو سکتا ان ہی میں

سے جہنم اور جنت بھی ہے مگر ہم اس دنیا میں اس عقل کے ساتھ دوزخ یا جنت کی اصل کیفیت اور اصل حقیقت پورے طور پر نہیں سمجھ سکتے۔ بس اس پر قرآن وحدیث کے فرمان کے مطابق عقل سے بالاتر قلبی ایمان رکھنا ضروری ہے اور جو کچھ قرآن وحدیث میں جہنم یا جنت کے متعلق فرمایا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے اس کا مقصد یہ نہیں کہ جو کچھ وہاں پیش آنے والا ہے اس کو ہم یہاں پوری طرح سمجھ لیں جان لیں اور وہاں کے حالات کا صحیح اور اصل نقشہ ہمارے سامنے آ جائے بلکہ اس بیان کا اصل مقصد تبشیر اور انذار ہے یعنی جنت کا شوق اور دوزخ کا خوف دلا کر اللہ کی رضا والی اور دوزخ سے بچا کر جنت پہنچانے والی زندگی پر اللہ کے بندوں کا آمادہ کرنا اور ایسی احادیث اور آیات قرآنی کا حق یہی ہے کہ ان کے پڑھنے اور سننے سے شوق اور خوف کی کیفیتیں پیدا ہوں۔ اسی حصول مقصد کے لئے قرآن اور حدیث میں جو جہنم کے متعلق بتلایا گیا ہے اس کو مختصراً یہاں بیان کیا جاتا ہے اور اس کو حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلویؒ کی کتاب قیامت نامہ جو اصل میں فارسی میں ہے اور جس کے مضامین کی بنیاد آیات قرآنیہ اور صحیح احادیث پر ہے اس کا ترجمہ عرض کیا جاتا ہے لکھا ہے کہ دوزخ کی آگ یہاں دنیا کی آگ سے ستر حصے زیادہ گرم ہے۔ اس کا رنگ شروع میں سفید تھا پھر ہزار برس بعد سرخ ہو گیا اب سیاہ ہے اس کے سات طبقے ہیں جن میں ایک ایک بڑا پھاٹک ہے اول طبقہ گنہگار مسلمانوں اور ان کفار کے لئے ہے جو باوجود شرک کے پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے۔ دوسرے طبقات مشرکین آتش پرست دہریئے یہود نصاریٰ منافقین وغیرہ کے لئے مقرر ہیں۔ ان طبقوں کے نام جو قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہیں یہ ہیں۔ پہلا جحیم' دوسرا جہنم'

تیسرا سعیر' چوتھا سقر' پانچواں لظی' چھٹا ہاویہ' ساتواں حطمہ۔ ان طبقات میں سے ہر ایک میں نہایت وسعت قسم قسم کے عذاب اور رنگ برنگ کے مکانات ہیں مثلاً ایک مکان ہے جس کا نام غی ہے جس کی سختی سے باقی دوزخ بھی ہر روز ۴۰۰ مرتبہ پناہ مانگتی ہے ایک اور مکان ہے جس میں بے انتہا سردی ہے جس کو زمہریر کہتے ہیں ایک مکان ہے جس کو جب الحزن کہتے ہیں یعنی غم کا کنواں اور ایک کنواں ہے جس کو طینۃ الخبال یعنی لہو اور پیپ کی کیچڑ کہتے ہیں۔ ایک پہاڑ ہے جس کو صعود کہتے ہیں اس کی بلندی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے جس پر کفار کو چڑھا کر دوزخ کی تہہ میں پھینکا جائے گا۔ ایک تالاب ہے جس کا نام حمیم ہے جس کا پانی اتنا گرم ہے کہ لبوں تک پہنچنے سے اوپر کا ہونٹ اس قدر سوج جائے گا کہ ناک اور آنکھیں تک ڈھک جائیں گی اور نیچے کا لب سوج کر سینہ اور ناف تک پہنچے گا زبان جل جائے گی اور منہ تنگ ہو جائے گا۔ حلق سے نیچے اترتے ہی معدہ اور انتڑیوں کو پھاڑ دے گا۔ ایک اور تالاب ہے جس کو غساق کہتے ہیں اس میں کفاروں کا پسینہ پیپ اور لہو بہہ کر جمع ہو گا۔ ایک چشمہ ہے جس کا نام غسلین ہے اس میں کفاروں کا میل کچیل جمع ہو گا یہ جہنمیوں کو کھانے اور پینے کو ملے گا۔ اہل دوزخ کے جسم بہت لمبے چوڑے بنا دیئے جائیں گے تا کہ سختی عذاب زیادہ ہو اور ہر ایک رگ و ریشہ کو ظاہراً و باطناً طرح طرح کے عذاب پہنچائے جائیں گے۔ مثلاً جلانا' کچلنا' سانپ اور بچھوؤں کا کاٹنا' کانٹوں کا چبھونا' کھال کا چیرنا' مکھیوں کو زخم پر بٹھانا وغیرہ وغیرہ بسبب شدت گرمی کے پہنچتے ہی ان کے جسم جل کر نئے جسم پیدا ہو جایا کریں گے یہاں تک کہ ایک گھڑی میں ۷۰۰ جسم بدلتے رہیں گے۔ مگر جسم کے اصلی اجزاء برقرار رہیں گے صرف گوشت

اور پوست جل کر دوبارہ پیدا ہوتا رہے گا۔ غم اور حسرت، ناامیدی وغیرہ کی تکالیف علیحدہ برداشت کریں گے۔ بعض کافروں کی کھال ۴۲، ۴۲ گز موٹی ہوگی۔ دانت پہاڑوں کی مانند بیٹھنے میں تین تین منزل کی مسافت گھیریں گے۔ دیگر عذابوں کے علاوہ بھوک کا عذاب اس قدر سخت کر دیا جائے گا کہ جو تمام عذابوں کے مجموعہ کے برابر ہوگا۔ جب نہایت بے چین اور بے قرار ہو کر غذا طلب کریں گے تو درخت زقوم کے پھل جو نہایت تلخ خاردار اور سخت ہے اور جو جحیم کی تہہ میں پیدا ہوتا ہے ان کو کھانے کو دیا جائے گا۔ جب اس کو کھانا شروع کریں گے تو گلے میں پھنس جائے گا لہذا طالب آب ہوں گے۔ حکم ہوگا کہ جحیم میں سے پانی پلا دو۔ پانی کے منہ تک پہنچتے ہی ہونٹ جل کر سوج جائیں گے۔ زبان سکڑ جائے گی حلق ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ انتڑیاں پھٹ کر پاخانہ کے راستہ سے نکل پڑیں گی۔ اس حالت سے بے قرار ہو کر داروغہ جہنم جن کا نام مالک ہے کے سامنے آہ و زاری کریں گے کہ ہم کو تو مار ڈال تاکہ ان مصائب سے نجات پا لیں۔ ہزار سال کے بعد وہ جواب دیں گے کہ تم تو ہمیشہ اسی میں رہو گے پھر ہزار سال کے بعد خداوند کریم سے دعا کریں گے کہ اے خدا قدوس ہماری جان لے لے اور اس عذاب سے نجات دے دے۔ ہزار سال کے بعد بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا کہ خبردار خاموش رہو۔ ہم سے استدعا نہ کرو۔ تم کو یہاں سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ اللّٰھم انا نعوذبک من غضبک والنار یہ مختصر سا کچھ حال ہے جو قرآن و حدیث سے دوزخ کے بارے میں بتلایا گیا ہے۔ اب ان جہنمیوں کے مقابلہ میں اگلی آیات میں مومنین و متقین کا جنت میں داخل ہونے کا حال ظاہر کیا گیا ہے جس کا بیان انشاءاللہ آئندہ درس میں خاتمہ کی آیات میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم کو نار جہنم سے بچاویں اور میدان حشر کی ذلت و رسوائیوں سے اپنی پناہ میں رکھیں اور اپنے غضب اور ناراضگی سے مامون و محفوظ فرمائیں۔

یا اللہ ہم کو اس دنیا میں فکر آخرت نصیب فرمایئے اور وہاں کی تیاری کی توفیق عطا فرمایئے۔ ربنآ اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ گروہ گروہ ہوکر جنت کی طرف روانہ کیئے جاویں گے یہاں تک کہ جب اُس کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا

اور وہاں کے محافظ (فرشتے) ان سے کہیں گے السلام علیکم تم مزہ میں رہو سو اس (جنت) میں ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہو جاؤ۔ اور (داخل ہوکر) کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے

وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿۷۴﴾

اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنادیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں غرض (نیک) عمل کرنے کا اچھا بدلہ ہے

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہوں گے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہوں گے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیا جائے گا

بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۷۵﴾

اور کہا جاوے گا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

وَسِيقَ ہانکا (لیجایا)	جائے گا	الَّذِينَ وہ لوگ جو	اتَّقَوْا وہ ڈرے	رَبَّهُمْ اپنا رب	إِلَى الْجَنَّةِ جنت کی طرف	زُمَرًا گروہ در گروہ
حَتَّىٰ یہانتک کہ	إِذَا جب	جَاءُوهَا وہ وہاں آئینگے	وَفُتِحَتْ اور کھول دیئے جائیں گے	أَبْوَابُهَا اس کے دروازے	وَقَالَ اور کہیں گے	
لَهُمْ ان سے	خَزَنَتُهَا اس کے محافظ	سَلَامٌ سلام	عَلَيْكُمْ تم پر	طِبْتُمْ تم اچھے رہے	فَادْخُلُوهَا سو اس میں داخل ہو	خَالِدِينَ ہمیشہ رہنے کو
وَقَالُوا اور وہ کہیں گے	الْحَمْدُ تمام تعریفیں	لِلَّهِ اللہ کیلئے	الَّذِي وہ جس نے	صَدَقَنَا ہم سے سچا کیا	وَعْدَهُ اپنا وعدہ	وَأَوْرَثَنَا اور ہمیں وارث بنایا
الْأَرْضَ زمین	نَتَبَوَّأُ ہم مقام کریں	مِنَ سے	الْجَنَّةِ جنت	حَيْثُ جہاں	نَشَاءُ ہم چاہیں	فَنِعْمَ سو کیا ہی اچھا	أَجْرُ اجر
الْعَامِلِينَ عمل کرنے والے	وَتَرَى اور آپ دیکھیں گے	الْمَلَائِكَةَ فرشتے	حَافِّينَ حلقہ باندھے	مِنْ سے	حَوْلِ الْعَرْشِ عرش کے گرد	
يُسَبِّحُونَ پاکیزگی بیان کرتے ہوئے	بِحَمْدِ تعریف کے ساتھ	رَبِّهِمْ اپنا رب	وَقُضِيَ اور فیصلہ کردیا جائیگا	بَيْنَهُمْ ان کے درمیان		
بِالْحَقِّ حق کے ساتھ	وَقِيلَ اور کہا جائے گا	الْحَمْدُ تمام تعریفیں	لِلَّهِ اللہ کیلئے	رَبِّ پروردگار	الْعَالَمِينَ سارے جہان (جمع)	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں کفار ومنکرین حق اور بدبختوں کا انجام بیان فرمایا گیا تھا کہ وہ جانوروں کی طرح گروہ درگروہ رسوائی اور ذلت سے جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے اور پھر عذابوں سے بھری ہوئی جہنم میں داخل کردیا جائے گا اور ساتھ ہی کہہ دیا جائے گا کہ اب اس جہنم میں ہمیشہ کے لئے جلتے رہو اور یہ براٹھکانہ تم کو تمہارے تکبر اور حق کو نہ ماننے کا بدلہ ہے۔ اب ان کے مقابل یہاں خاتمہ کی آیات میں سعادت مند مومنین ومتقین کا حال اور ان کا انجام بیان فرمایا جاتا ہے اور ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ اللہ کے ماننے والے اور اس کے فرمانبردار بندے جو دنیا میں اللہ کے عذاب سے ڈرتے تھے اور ڈر کر برے کاموں اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچتے تھے ان کی بھی ایمان اور عمل کے درجوں کے لحاظ سے جماعتیں بن جائیں گی۔ مفسرین نے ان مومنین کی جماعتوں کی مختلف صورتیں لکھی ہیں۔ مثلاً مقربین خاص کی جماعت پھر ابرار کی جماعت پھر ان سے کم درجہ والوں کی جماعت پھر ان سے کم درجہ والوں کی یا مثلاً کثرت سے نفلی نماز پڑھنے والوں کی

جماعت علیحدہ ہوگی اور اسی طرح کثرت سے نفلی روزہ داروں کی علیحدہ اور نفلی صدقہ دینے والوں کی علیحدہ مجاہدین کی علیحدہ۔ سخاوت کرنے والوں کی علیحدہ یا مثلاً انبیاء کے گروہ میں انبیاء، صدیقوں کے گروہ میں صدیق، شہیدوں کے گروہ میں شہید، مقربین کے ساتھ مقربین۔ ابرار کے ساتھ ابرار۔ الغرض ہر درجہ کے مومنین متقین کی جماعت علیحدہ ہوگی اور ان سب جماعتوں کو نہایت شوق دلا کر جلدی جلدی عمدہ سواریوں پر اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ احادیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے سب سے پہلے جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا وہ میں ہوں گا حضرت انسؓ کی دوسری روایت میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھلواؤں گا خازن جنت پوچھے گا کہ آپ کون ہیں میں جواب دوں گا محمدؐ دربان کہے گا بہت خوب مجھے یہی حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔ جنت میں ان کو نہ تھوکنے کی ضرورت ہوگی نہ ناک کی ریزش نہ بول براز اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ان کے قد اونچائی میں ۶۰ ہاتھ ہوں گے۔ صحیح بخاری و مسلم کی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جنت میں جس گروہ کا داخلہ سب سے پہلے ہوگا وہ تعداد میں ۷۰ ہزار ہوگا اور ان کے چہرے بدر کی طرح چمکتے ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت عکاشہؓ بن محصن اسدی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی اس کو بھی انہیں میں شامل فرما دے۔ اس کے بعد ایک انصاری نے کھڑے ہو کر یہی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔

الغرض یہ جماعتیں جنت کے پاس پہنچیں گی تو جس طرح مہمانوں کے لئے ان کی آمد سے پہلے گھر کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے اسی طرح جنتی وہاں پہنچ کر جنت کے دروازے کھلے پائیں گے اور فرشتے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ کلمات سلام و ثنا وغیرہ سے ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے کہ تم پاکیزہ لوگ ہو۔ تم گناہوں کی گندگی سے بچتے رہے اور اللہ عزوجل کے خوف سے برے کاموں کو چھوڑ کر اور صاف ستھری زندگی دنیا میں بسر کی۔ اللہ کی عبادت اور اس کے احکام کے بجالانے میں دل و جان سے لگے رہے آج تمہارے لئے جنت ہے اس کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ اس کے اندر داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہو۔

یہاں آیت میں **فتحت ابوابها** فرمایا یعنی اس کے دروازے کھلے ہوئے پائیں گے ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور حضرت عمرؓ فاروق سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح پورا وضو کرے پھر کہے **اشهد ان لآ اله الا الله و اشهد ان محمد اعبده و رسوله** تو اس کا مرتبہ یہ ہوگا کہ جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں گے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔ یعنی اجازت ہر دروازہ سے جانے کی ہوگی اگرچہ بطور اعزاز خاص خاص دروازوں سے اس کو دعوت دی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث میں روایت ہے کہ جنت کے دروازے بہت ہیں۔ نمازی کو باب الصلوٰۃ سے، خیرات کرنے والے کو باب الصدقہ سے مجاہدین کو باب الجہاد سے اور روزہ داروں کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یوں تو کسی کا زور نہیں جس دروازہ سے بلوالیا جائے لیکن کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جس کو سب دروازوں سے بلایا جائے۔ فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔ ابوداؤد کی ا

29 ایک صحیح حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا (یہ واقعہ شب معراج کا ہے) اور مجھ کو جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت کے اندر داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا کہ اس دروازہ کو دیکھ لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر آگاہ ہو کہ میری امت میں سے سب سے پہلے شخص تم ہوگے جو جنت میں داخل ہوگے۔

الغرض جنت کے نگران فرشتے جنتیوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے بشارت دیں گے کہ تم اس شان سے جنت میں داخل ہو کہ وہاں تمہارا قیام دوامی ہوگا۔ یعنی نہ کبھی وہاں سے نکالے جاؤ گے اور نہ کبھی وہاں رہتے رہتے تمہارا دل اکتائے گا۔ جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے اور آرام وسکون اور راحت کی فضا انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گی۔ تو وہاں کی نعمتیں دیکھ کر بے ساختہ ان کے منہ سے نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ اس نے جو وعدے دنیا میں ہم سے اپنے انبیاء کی معرفت کئے تھے وہ سب پورے کر دیئے اور ہمیں اس سرزمین جنت کا مالک بنا دیا کہ جہاں جی چاہے آئیں جائیں رہیں سہیں اس کی راہ میں محنت کرنے والوں کا صلہ کیسا اچھا ہے۔ فنعم اجر العاملین سو کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے اس جملہ کو اہل جنت کی حمد وثنا کا اخیر قرار دیا ہے یعنی اللہ نے ہمارے عمل کی قدر دانی فرمائی۔ ان کو قبول فرما کر اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ اس کا شکر ہے کہ عمل کرنے والوں کا اجر کیسا اچھا ہے۔ مگر بعض علمائے مفسرین نے اس فقرہ کو اللہ تعالیٰ کا کلام قرار دیا ہے یعنی جنتیوں کی حمد وثنا کے بعد یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے کہ ہم نے جو کچھ مومنوں کو دیا وہ ان کی نیکوکاری کا نتیجہ ہے۔ کام کرنے والوں کی مزدوری اور اجر بہت اچھا دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے یہ امر واضح ہوگیا کہ مومنوں کو جنت میں ان کے مقام پر اور کافروں کو جہنم میں ان کی جگہ بھیج دیا جائے گا اور جزا سزا کا معاملہ ختم ہوجائے گا۔ تو سورۃ کی آخری آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان جبروتی اور پرجلال ہیبت کا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ جب حق تعالیٰ حساب کتاب کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے اس وقت فرشتے عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہوں گے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا جس پر ہر طرف سے جوش وخروش کے ساتھ **الحمد للہ رب العالمین** کا نعرہ بلند ہوگا یعنی ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہیں جو تمام عالم کے پروردگار ہیں اور جس نے سارے جہان کا فیصلہ ایسا عمدہ اپنی قدرت سے فرمایا۔

اب یہاں چونکہ جنت کا ذکر آ گیا ہے اس لئے جنت کا کچھ احوال حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث ومفسر دہلویؒ کے قیامت نامہ سے جو صحیح احادیث اور آیات قرآنیہ پر مبنی ہے نقل کیا جاتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "حاصل کلام جب تمام اہل جنت اپنے اپنے مقاموں پر برقرار ہوجائیں گے تو ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے کہیں گے کہ فلاں جہنمی ہم سے حق باتوں میں جھگڑتا تھا۔ نہ معلوم اب وہ کس حالت میں ہے پس ایک کھڑکی کھول دی جائے گی اور بینائی میں قوت عطا کی جائے گی کہ جس سے وہ دوزخی کو دیکھ لیں گے۔ دوزخی بہت آہ وزاری کر کے جنت کے کھانے اور پانی کو طلب کرے گا لیکن یہ جواب دیں گے کہ جنت کی نعمتوں کو خدا نے تم پر حرام کر دیا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو کیونکر تم نے سچا پایا۔ ہم نے تو تمام وعدوں کو بے کم وکاست بجا اور درست پایا۔ وہ نہایت ہی پشیمانی اور عاجزی ظاہر کرے گا اس کے بعد اہل جنت کھڑکی بند کرلیں گے پھر اہل جنت اپنے اہل وعیال کی حالت دریافت کریں گے فرشتے جواب دیں

گے کہ وہ سب حسب اعمال جنت میں اپنے اپنے مکانوں میں موجود ہیں۔اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو بغیر ان کے کچھ لطف نہیں آتا۔ان کو ہم تک پہنچاؤ۔ملائکہ جواب دیں گے کہ یہاں ہر شخص اپنے عمل کے موافق رہ سکتا ہے۔اس سے تجاوز کا حکم نہیں۔پس وہ خدائے قدوس کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ خداوندا تجھ پر روشن ہے کہ ہم جب تک دنیا میں تھے تو کسب معاش کرتے تھے اور اس سے اپنے اہل وعیال کی پرورش ہوتی تھی اور وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتے تھے۔اب جب آپ نے بلا مشقت ایسی ایسی نعمت عطا فرمائیں تو ہم ان کو کیونکر محروم کر سکتے ہیں۔امیدوار ہیں کہ ہم کو ان سے ملادیا جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کہ ان کی اولادوں کو ان تک پہنچادو اور ان کو عیش وآرام کے سامان بھی ساتھ ہی پہنچادو۔پس اہل وعیال کو ان سے ملادیا جائے گا اور ان کو اصلی اعمال کی جزا کے علاوہ والدین کے طفیل سے بہت کچھ عطا ہوگا۔ اندرون جنت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو درجات عالیہ کے لئے شفاعت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔اور لوگ جتنی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہوں گے اتنے ہی مراتب اپنے استحقاق سے زیادہ حاصل کریں گے جب تمام لوگ جنت و دوزخ میں داخل ہوچکیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان منادی ہوگی کہ اے اہل جنت!جنت کے کناروں پر آجاؤ۔اور اہل دوزخ دوزخ کے کناروں پر آجاؤ۔اہل جنت کہیں گے ہم کو تو ابدالآباد کا وعدہ دلا کر جنت میں داخل کیا ہے اب کیوں طلب کرتے ہو اور اہل دوزخ نہایت خوش ہو کر کناروں کی طرف دوڑیں گے اور سمجھیں گے شاید ہماری مغفرت کا حکم ہوگا۔پس جس وقت سب کناروں پر آجائیں گے تو ان کے مابین موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں حاضر کردیا جائے گا اور لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے کہ ہاں جانتے ہیں کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے موت کا پیالہ نہ پیا ہو اس کے بعد اس کو ذبح کردیا جائے گا۔کہتے ہیں کہ اسکو حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کریں گے پھر وہ منادی آواز دے گا اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں اور اے اہل دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں۔اہل جنت اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ شادی مرگ ہوجاتی اور اہل دوزخ اس قدر رنجیدہ ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ غم کے مارے مرجاتے اس کے بعد حکم ہوگا کہ دوزخ کے دروازوں کو بند کرکے اس کے پیچھے بڑے بڑے آتشی شہتیر بطور پشتیبان لگادو تاکہ دوزخیوں کو نکلنے کا خیال بھی نہ رہے اور اہل جنت کو جنت میں ابدالآباد تک رہنے کا یقین واطمینان ہوجائے۔

جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک و زعفران کے گارے سے بنی ہوئی ہیں۔اس کی سڑکیں اور پٹڑیاں زمرد یاقوت اور بلور سے۔اس کے درختوں کی چھالیں سونے اور چاندی کی ہیں۔شاخیں بے خار و بے خزاں اس کے میووں میں گوناگوں لذتیں ہیں۔ان کے نیچے ایسی نہریں ہیں جن کے کنارے پاکیزہ جواہرات سے مرصع ہیں۔ان نہروں کی چار قسمیں ہیں ایک وہ کہ جن کا پانی نہایت شیریں اور خنک ہے دوسری وہ جو ایسے دودھ سے لبریز ہیں جن کا مزہ نہیں بگڑتا۔ تیسری ایسی شراب کی ہیں جو نہایت فرحت افزا اور خوش رنگ ہے چوتھی نہایت صاف وشفاف شہد کی ہیں۔علاوہ ان کے تین قسم کے چشمہ ہیں ایک کا نام کافور ہے جس کی خاصیت خنکی ہے دوسری کا نام زنجبیل ہے جس کو سلسبیل بھی کہتے ہیں اس کی خاصیت گرم ہے مثل چائے وقہوہ تیسرے کا نام تسنیم ہے جو نہایت لطافت کے ساتھ ہوا میں معلق جاری ہے ان تینوں چشموں کا پانی مقربین کے لئے مخصوص ہے۔لیکن اصحاب یمین کو بھی جو ان سے کمتر ہیں ان میں سے سربمہر گلاس مرحمت ہوں گے جو پانی پینے کے وقت گلاب اور کیوڑہ کی طرح سے تھوڑا

تھوڑا ملا کر پیا کریں گے۔ اور دیدار الٰہی کے وقت ایک اور چیز عنایت ہوگی جس کا نام شراب طہور ہے جو ان تمام مشروبات سے افضل و اعلیٰ ہے جنت کے درخت باوجود نہایت بلند و بزرگ وسایہ دار ہونے کے اس قدر باشعور ہیں کہ جس وقت کوئی جنتی کسی میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے گا تو اس کی شاخ نیچے کو اس قدر جھک جائے گی کہ بغیر کسی مشقت کے وہ اس کو توڑ لیا کرے گا۔ جنت کے فرش وفروش ولباس وغیرہ نہایت عمدہ و پاکیزہ ہیں اور ہر شخص کو وہی لباس عطا کئے جائیں گے جو اس کو مرغوب ہوں گے اور بعض ان میں سے ایسے نازک و باریک ہوں گے کہ ستر تہوں میں سے بھی بدن نظر آئے گا۔ جنت میں نہ سردی ہے نہ گرمی۔ نہ آفتاب کی شعاعیں نہ تاریکی بلکہ ایسی حالت ہے جیسے طلوع آفتاب سے کچھ پیشتر ہوتی ہے مگر روشنی میں ہزار ہا درجے اس سے برتر ہوگی جو عرش کے نور کی ہوگی نہ کہ چاند سورج کی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر وہاں کا لباس اور زیور زمین پر لایا جائے تو وہ اپنی چمک دمک سے جہان کو اس قدر روشن کردے گا کہ آفتاب کی روشنی اس کے سامنے ماند ہو جائے گی۔ جنت میں ظاہری کثافت و غلاظت یعنی پیشاب پاخانہ حدث' تھوک' بلغم' ناک کا رینٹ' پسینہ' بدن کا میل کچیل وغیرہ بالکل نہ ہوں گے۔ صرف سر پر بال ہوں گے اور داڑھی مونچھ اور دیگر قسم کے بال جو جوانی میں پیدا ہوتے ہیں بالکل نہ ہوں گے اور نہ کوئی بیماری ہوگی اور باطنی کثافتوں یعنی کینہ' بغض' حسد' تکبر' عیب جوئی' غیبت وغیرہ سے دل صاف ہوں گے۔ سونے کی حاجت نہ ہوگی اور خلوت اور استراحت کے لئے پردہ والے مکان ہوں گے ملاقات اور ترتیب مجلس کے وقت صحن اور میدانوں میں میلان کریں گے۔ جنتیوں کی غذاؤں کا فضلہ خوشبودار ڈکاروں سے دفع ہوا کرے گا۔ جس قدر کھائیں گے فوراً ہضم ہو جایا کرے گا۔ بدہضمی اور

گرانی شکم کا نام تک نہ ہوگا۔ سیر وتفریح کے واسطے سواریاں اور تخت ہوں گے جو ایک گھنٹہ میں ایک مہینہ کا راستہ طے کرتے ہوں گے۔ جنت میں ایسے ایسے قبے برج اور بنگلے ہوں گے جو ایک ہی یاقوت یا موتی یا زمرد یا دیگر جواہرات سے رنگ برنگ بنے ہوں گے۔ اہل جنت کی خدمت وراحت آسائش و آرام کے لئے حور وغلمان و ازواج موجود ہوں گے۔ جنت آٹھ ہیں جن میں سے سات تو سکونت کے لئے مخصوص ہیں اور آٹھویں دیدار الٰہی کیلئے۔ جنتوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ جنت الماویٰ۔ دارالمقام۔ دارالسلام۔ دارالخلد۔ جنت النعیم۔ جنت العدن۔ جنت الفردوس' یہ جنت الفردوس تمام جنتوں سے برتر واعلیٰ ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ادنیٰ اہل جنت کی ملک حشم وخدم اسباب لذت وراحت وغیرہ وغیرہ ۸۰ سال کی مسافت کے برابر پھیلاؤ میں ہوں گے اور جنت کے بعض بڑے بڑے میوے ایسے ہوں گے کہ جس وقت ان کو جنتی توڑے گا تو اس میں سے نہایت خوبصورت پاکیزہ عورت مع لباس فاخرہ زیور کے برآمد ہوگی اور اپنے مالک کی ہمنشین و خدمت گزار ہوگی۔ اہل جنت کے قد وقامت مانند حضرت آدم علیہ السلام کے ساٹھ ساٹھ ہاتھ ہوں گے اور دیگر اعضاء بھی انہیں قد وقامت کے مناسب ہوں گے۔ بلحاظ صورت نہایت حسین وجمیل ہوں گے اور ہر ایک عین شباب کی حالت میں ہو گا۔ ذکر الٰہی اس طرح بے تکلف دل وزبانوں پر جاری ہوگا جیسے کہ دنیا میں سانس اور جیسا کہ جنت کی نعمتوں سے بدن کو لذت حاصل ہوگی اسی طرح سے باطنی لذات یعنی انوار و تجلیات الٰہی بھی حاصل ہوتی رہیں گی اور جنت کی سب سے افضل و بہتر نعمت دیدار الٰہی ہے۔ دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی حیثیت سے جنتیوں کی چار قسمیں ہوں گی ایک تو وہ جو سال بھر میں ایک مرتبہ دوسرے وہ جو ہر جمعہ کو تیسرے وہ جو دن میں

دو دفعہ مشرف ہوں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صبح و عصر کی نماز نہایت خشوع و خضوع سے پڑھنے سے اس دیدار میں بڑی مدد ملتی ہے۔ چوتھی جماعت اخص الخاص ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حاضر رہیں گے۔ طریقہ دیدار یہ ہوگا کہ سات طبقوں کے اوپر آٹھویں طبقہ میں ایک کشادہ وسیع میدان زیر عرش موجود ہے۔ وہاں نور' زمرد یا قوت' موتی' سونے اور چاندی وغیرہ کی کرسیاں حسب مراتب رکھی جائیں گی اور جن لوگوں کے لئے کرسیاں نہیں ہیں ان کو مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھائیں گے اور ہر شخص اپنی جگہ نہایت خوش و خرم ہوگا دوسروں کے مراتب کی افزونی کی وجہ سے اس کو کسی طرح کا خیال نہ ہوگا اور اسی اثناء میں ایک نہایت فرحت افزا ہوا چل کر ان پر ایسی ایسی پاکیزہ خوشبوئیں چھڑک دے گی جو انہوں نے نہ کبھی دنیا میں اور نہ بہشت میں دیکھی ہوں گی اس وقت خداوند کریم رب العزت ان پر اس طور سے جلوہ افروز ہوگا کہ کوئی شخص ایک دوسرے کے درمیان حائل نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس قدر قرب حاصل ہوگا کہ وہ اپنے دل کے رازوں کو اس طرح عرض کرے گا کہ دوسرے کو خبر نہ ہوگی اور خداوند قدوس کے خطاب سراً و جہراً سنے گا۔ اسی اثناء میں حکم ہوگا کہ شراب طہور اور نہایت لذیذ نعمتوں سے ان کو سرفراز کرو۔ دیدار الٰہی دیکھنے والوں کو اس قدر استغراق ہوگا کہ لذت دیدار کے سوا تمام چیزوں کو بھول جائیں گے۔ جب یہاں سے رخصت ہوں گے تو راستہ میں ایک بازار دیکھیں گے کہ جس میں ایسے ایسے تحفے تحائف مہیا ہوں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہوں گے نہ کان نے سنے ہوں گے جو شخص جس کا طالب ہوگا مرحمت کی جائے گی۔ جنت میں تین قسم کے راگ ہوں گے ایک تو یہ کہ جس وقت ہوا چلے گی تو درخت طوبیٰ کے ہر پتے و شاخ سے خوش الحان آوازیں سنائی دیں گی کہ جس سے سامعین محو ہو جایا کریں گے اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جس میں درخت طوبیٰ کی شاخ نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جس طرح شادی بیاہ وغیرہ میں ترتیب اجتماع و سماع کرتے ہیں اسی طرح جنت میں حوریں اپنی خوش الحانیوں سے ہر روز اپنے شوہروں کو محظوظ کریں گی۔ تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی کے وقت بعض خوش الحان بندوں کو جیسے حضرت اسرافیل و حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ خدا کی پاکی بیان کرو۔ اس وقت ایک ایسا عجیب لطف حاصل ہوگا کہ تمام سامعین پر وجد طاری ہو جائے گی اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم کو بھی اپنے اس رضا کے مقام جنت میں داخل ہونا نصیب فرمائیں۔

الحمدللہ اس درس پر سورۂ زمر کا بیان ختم ہوا جس میں ۸ رکوع تھے۔

دعا کیجئے: مولائے کریم اپنے فضل و کرم سے ہم کو بھی اپنے ان مومنین و متقین بندوں میں شامل فرما لیجئے جن کو جماعت بنا بنا کر جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا اور جن کو فرشتے بشارت سنائیں گے۔ یا اللہ! اپنے جن مقربین کو اپنی جنتوں میں آپ بے حساب داخل فرمائیں گے مولائے کریم ہم کو بھی ان مقربین کا کفش بردار بنا کر ان کے ہمراہ جنت میں بے حساب داخل فرما دیجئے گا۔ یا اللہ! جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر آپ کے دیدار پر انوار کی نعمت ہوگی۔ یا اللہ اس نعمت عظمیٰ سے ہم کو بھی مشرف فرمایا جائے۔ یا اللہ! یہ جنت آپ کی رضا کا مقام جس کو نصیب ہوگا آپ کے فضل و کرم ہی سے ملے گا۔ یا اللہ ہم بھی اس فضل و کرم کے محتاج ہیں اور خواستگار ہیں۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ

حٰمٓ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے۔

شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾

قدرت والا ہے اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اسی کے پاس (سب کو) جانا ہے۔

حٰمٓ حا-میم	تَنْزِيْلُ اتارا جانا	الْكِتٰبِ کتاب (قرآن)	مِنَ اللّٰهِ اللہ سے	الْعَزِيْزِ غالب	الْعَلِيْمِ ہر چیز کا جاننے والا	غَافِرِ بخشنے والا
الذَّنْبِ گناہ (جمع)	وَقَابِلِ اور قبول کرنیوالا	التَّوْبِ توبہ	شَدِيْدِ الْعِقَابِ شدید عذاب والا	ذِي الطَّوْلِ بڑے فضل والا		لَآ نہیں کوئی
	اِلٰهَ معبود	اِلَّا هُوَ اس کے سوا	اِلَيْهِ اسی کی طرف	الْمَصِيْرُ لوٹ کر جانا		

تفسیر وتشریح: الحمدللہ اب چوبیسویں پارہ کی سورۂ مومن کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ اس وقت جو ابتدائی آیات تلاوت کی گئی ہیں ان کی تشریح سے پہلے حسب معمول سورۃ کی وجہ تسمیہ' مقام و زمانۂ نزول خلاصہ مضامین تعداد آیات و رکوعات وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں۔ اس سورۃ کے چوتھے رکوع میں فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کے سلسلہ میں ایک مومن شخص جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے اور پوشیدہ طور پر ایمان لے آئے تھے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حمایت کی تھی اور اس مرد مومن نے فرعون کو بھی سمجھایا تھا اسی فرعونی مومن کے تذکرہ کی نسبت سے سورۃ کا نام مؤمن قرار دیا گیا اس سورۃ کا نام غافر بھی ہے۔ یہ سورۃ مکی ہے اور قیام مکہ کے درمیانی زمانہ کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے جن حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی ہے ان حالات کی طرف اشارات اس سورۃ کے مضامین میں موجود ہیں۔ کفار مکہ نے اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف علاوہ دیگر کارروائیوں کے دو مہم خاص طور سے اٹھا رکھی تھیں ایک تو یہ کہ قرآن کی تعلیم اسلام کی دعوت اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں طرح طرح کے الزامات اور شبہات پیدا کر کے لوگوں کو بدظن کرنا اور ہر طرف جھگڑے اور رنجشیں چھیڑ کر الٹے سیدھے سوالات اٹھانا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین اہل ایمان زچ اور پریشان ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ قتل کر کے دین و اسلام کی تبلیغ کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے لئے کفار طرح طرح کی سازشیں کر رہے تھے اور ایک مرتبہ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے ظاہر ہے عملاً اس کا اقدام بھی کر ڈالا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ مجھ سے وہ سب سے زیادہ سخت حرکت بیان کیجئے جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے تو عقبہ بن معیط آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک کو پکڑ کر اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر مروڑنے لگا اور گلا گھونٹنے لگا۔ اسی وقت حضرت ابوبکرؓ پہنچ گئے اور عقبہ کی

گردن پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہٹایا اور کہا اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ و قد جآء کم باالبینٰت من ربکم کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کے پاس سے کھلی دلیلیں لے کر آیا ہے۔ یہ اسی سورت کے چوتھے رکوع کی شروع کی آیت ہے اور یہی فرعون کے خاندان کے مؤمن مرد جن کا ذکر اوپر ہوا انہوں نے فرعونیوں سے کہا تھا جبکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے منصوبے کر رہے تھے تو یہ وہ حالات تھے جبکہ اس سورۃ کا مکہ میں نزول ہوا۔ موجودہ ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن کی چالیسویں سورۃ ہے مگر بحساب نزول اس کا شمار ۷۸ لکھا ہے یعنی ۷۷ سورتیں اس سے قبل نازل ہو چکی تھیں اور ۳۶ سورتیں اس کے بعد نازل ہوئیں اس سورۃ میں ۸۵ آیات ۹ رکوعات ۱۲۴۲ کلمات ۵۲۱۴ حروف ہونا بیان کئے گئے ہیں یہ قرآن پاک کی ان سات سورتوں میں سے پہلی سورۃ ہے جو حٰم سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ ساتوں سورتیں ایک ہی جگہ مسلسل ایک دوسرے کے بعد آتی ہیں اور ۲۶ ویں پارہ سورۂ احقاف پر ختم ہوئی ہیں۔ بیہقی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حٰم سات ہیں۔ یعنی حٰم والی سات سورتیں ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازہ ہیں۔ ہر حٰم جہنم کے کسی ایک دروازہ پر ہوگی اور کہے گی یا اللہ جس نے مجھے پڑھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کو اس دروازہ سے نہ داخل کریو۔ یہ ساتوں مکی سورتیں ہیں جن میں صحیح عقائد کی تعلیم ہے۔

اس سورۂ مومن کا بھی خاص حاصل مضمون توحید و رسالت ہی ہے اور اسی کی تاکید و تائید کے لئے فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ کسی قدر تفصیلاً اور بعض دوسرے انبیائے کرام کا اجمالاً ذکر فرمایا گیا ہے۔ خلاصہ مضامین تمام سورۃ کا یہ ہے کہ شروع میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے چند صفاتی نام بتلا کر کہا گیا کہ یہ قرآن اسی اللہ نے نازل کیا ہے جس کی یہ صفات ہیں۔ یہ اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اتارا ہے۔ اب جو لوگ اس کو نہیں مانتے اس میں شک کرتے ہیں اور جھگڑے نکالتے ہیں اور پھر بھی مال و جاہ کے مالک بنے ہوئے ہیں تو ان کی اس حالت سے کسی کو دھوکہ نہ کھانا چاہئے۔ اللہ نے ان کو مہلت دی ہوئی ہے ورنہ ان کی کیا ہستی ہے جو وہ اس ذات پاک کا مقابلہ کریں ان سے پہلے بھی بہت سے سرکش ایسے ہوئے ہیں کہ جو نہ اللہ کو مانتے تھے نہ اس کے رسولوں کو کچھ گردانتے تھے اللہ نے انہیں دنیا میں بھی سزا دی آخر تباہ ہوئے اور پھر آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ان کے لئے موجود ہے۔ برخلاف ان کے اللہ کے ایماندار اور فرمانبردار بندوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ اللہ کے مقرب فرشتے ان کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے بخشش و مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔ بدکاروں کو قیامت کے دن ان کے برے عملوں کی سزا ملے گی۔ ان کے عمل اللہ کے پاس سب محفوظ ہیں اور قیامت میں ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ اس وقت وہ اپنے کرتوتوں پر شرمندہ ہوں گے اور افسوس کریں گے اور تمنا کریں گے کہ اب دنیا میں ہمیں دوبارہ بھیجا جائے تو ہم اچھے کام کر کے دکھائیں گے مگر اس وقت ان کی وہ تمنا پوری نہ ہوگی۔ اس لئے آگے تنبیہ فرمائی گئی کہ اللہ کی قدرت کو دنیا ہی میں پہچان لو ورنہ آخرت میں سوائے دکھ درد کے اور کچھ نصیب نہ ہوگا اور وہ سزا ملے گی کہ یاد ہی کرو گے آگے عبرت کے لئے فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنایا گیا ہے کہ فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت کچھ سمجھایا بلکہ خود اس کے خاندان کے اپنے ایک آدمی نے بھی جو خفیہ طور پر ایمان لے آئے تھے خوب سمجھایا اور سمجھانے کا حق ادا کر دیا لیکن وہ نہ مانا بالآخر اللہ نے فرعون اور اس کی قوم کو دنیا ہی میں تباہ کر دیا اور آخرت میں وہ دوزخ کے اندر جھونکے جائیں گے۔ پھر سمجھایا گیا

کہ لوگ اللہ کو کیوں نہیں مانتے؟ اس کی قدرت تو دنیا جہان کی پیدائش اور خود انسان ہی کی پیدائش سے ظاہر ہے۔ آخر میں منکرین ومکذبین کو بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں اپنے رسول اوران پر ایمان لانے والوں کی مدد کریں گے اور جو منکر اور غلط باتوں پر اڑا رہے گا ان لوگوں کا انجام بہت برا ہوگا۔ عذاب الٰہی کو دیکھ کر پھر ایمان لانا کسی کام کا نہ ہوگا اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ پہلے ہی سمجھ جائیں ورنہ انجام کار بڑے خسارہ اور گھاٹے میں رہیں گے۔ یہ ہے خلاصہ اس پوری سورۃ کا جس کی تفصیلات انشاء اللہ آئندہ درسوں میں آپ کے سامنے آئیں گی۔

اب زیرتفسیر آیات کی تشریح ملاحظہ ہو۔ سورۃ کی ابتداء حروف مقطعات حٰم سے فرمائی گئی جس کے حقیقی مطلب ومعنیٰ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں یا اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوگا۔ اس کے بعد بطور تمہید کے فرمایا گیا کہ اس کتاب یعنی قرآن کریم کا نزول اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے جس کی یہ صفات ہیں جو آگے بیان فرمائی گئی ہیں گویا سامعین کو پہلے ہی خبردار کر دیا گیا کہ یہ کلام جوان کے سامنے پیش کیا جارہا ہے یہ کسی معمولی ہستی کا کلام نہیں ہے بلکہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ عزیز ہے یعنی وہ زبردست ہے۔ سب پر غالب ہے۔ غلبہ اور اقتدار سب کچھ اسی کو حاصل ہے۔ ساری کائنات اس کے سامنے مقہور ومغلوب ہے۔ کوئی سرتابی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اس کے فرمان سے منہ موڑ کر اگر کوئی شخص کامیابی کی توقع رکھتا ہو اور اس کے رسول سے جھگڑا کر کے اگر کامیاب ہونا چاہتا ہو تو اس کی یہ حماقت ہے اس کی توقعات کبھی پوری نہیں ہوسکتیں۔ کوئی خدا سے مقابلہ کر کے نہ جیت سکتا ہے اور نہ اس کی گرفت سے بچ سکتا ہے۔

دوسری صفت علیم فرمائی یعنی یہ کہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے اس کا کوئی حکم قیاس اور گمان کی بناء پر نہیں بلکہ ہر چیز کا علم براہ راست رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان کی فلاح اور بہبود کس چیز میں ہے۔ اس لئے اس کی ہر تعلیم حکمت اور علم صحیح پر مبنی ہے لہٰذا اس کی ہدایات کو قبول نہ کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ انسان خود اپنی تباہی کے راستہ پر جانا چاہتا ہے پھر انسانوں کی حرکات وسکنات میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی حتیٰ کہ وہ نیتوں ارادوں اور دلوں کے راز تک سے واقف ہے اس لئے انسان کسی طرح سے اس کی سزا سے بچ کر بھی نہیں نکل سکتا۔

تیسری صفت غافر الذنب فرمائی یعنی وہ گناہ معاف کرنے والا ہے۔ یہ صفت اس لئے سنائی گئی کہ جو لوگ اب تک سرکشی کرتے رہے ہیں وہ مایوس نہ ہوں بلکہ اگر وہ اپنی حالت کو درست کرلیں اور غلط روش سے باز آجائیں تو اللہ کے دامن رحمت میں جگہ پاسکتے ہیں۔

چوتھی صفت قابل التوب فرمائی یعنی وہ توبہ قبول کرنے والا ہے توبہ کے معنیٰ ہیں گناہوں اور نافرمانیوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا سچائی کے ساتھ وعدہ کرنا تو اگر کوئی سچے دل سے آئندہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کرے یہاں تک کہ وہ کفر وشرک ہی کیوں نہ ہو اگر ان کو بھی ترک کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے وعدہ کو قبول کرلیتا ہے اور توبہ سے پہلے کا ماضی جیسا بھی ہو معاف کر دیا جاتا ہے۔

پانچویں صفت شدید العقاب فرمائی یعنی سخت سزا دینے والا ہے۔ اگر کوئی توبہ نہ کرے نافرمانیوں پر جما رہے۔ سرکشی سے باز نہ آئے تو پھر اللہ کی سزا بھی سخت ہے۔ گویا اس صفت کا ذکر کر کے انسانوں کو متنبہ کیا گیا کہ فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کرنے والوں کے لئے اللہ جتنا رحیم ہے۔ بغاوت اور سرکشی کا رویہ اختیار کرنے والوں کے لئے اتنا ہی سخت ہے اور اس کی سزا نہایت ہولناک ہے۔

چھٹی صفت ذی الطول فرمائی یعنی بڑا صاحب فضل اور بڑی قدرت والا ہے۔اس کی نعمتیں اور اس کے احسانات تمام مخلوقات پر ہر آن ہیں۔ بندوں کو جو کچھ بھی مل رہا ہے اسی کے فضل و کرم سے مل رہا ہے۔ پھر اس کے ہاں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں۔

ان چھ صفات کو بیان فرما کر دو حقیقتوں کا اظہار فرمایا ایک تو یہ کہ معبود فی الحقیقت اس کے سوا کوئی نہیں خواہ لوگوں نے کتنے ہی جھوٹے معبود بنا رکھے ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ پلٹ کر یعنی اس دنیا سے گزر کر جانا سب کو آخر کار اسی کے پاس ہے۔ وہی حساب کتاب لینے والا ہے اور جزا سزا دینے والا ہے لہذا اگر اس کو چھوڑ کر کوئی دوسروں کو معبود بنائے گا تو اپنی اس غلطی کا خمیازہ خود بھگتے گا۔

تو مقصود یہ ہے کہ قرآن توحید و رسالت کا مقتضا یہ ہے کہ ان کو قبول کیا جائے اور اس میں انکار اور اعراض اور جدال نہ کیا جائے اگر پھر بھی کوئی ایسا کرے گا تو اس کی سزا اگلی آیات میں ظاہر فرمائی گئی ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ جس نے اپنے فضل سے ہم کو قرآن اور توحید اور رسالت کی دولت عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ان نعمتوں کا قدردان بنائیں اور ان نعمتوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے تمام ظاہری و باطنی چھوٹے اور بڑے تمام گناہوں کو اپنی شان غفور الرحیمی سے معاف فرمادیں اور ہمیں سچی توبہ کی توفیق نصیب کریں۔

اللہ تعالیٰ اپنی گرفت اور عقاب سے ہم کو اپنی پناہ میں رکھیں اور اپنے خزانہ غیب سے ہمارے دین و دنیا کی کفالت فرمائیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ۝ كَذَّبَتْ

اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں وہی لوگ جھگڑے نکالتے ہیں جو منکر ہیں سو ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو اشتباہ میں نہ ڈالے۔ ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ

اور دوسرے گروہوں نے بھی جو ان کے بعد ہوئے جھٹلایا تھا۔ اور ہر امت (میں سے جو ایمان نہ لائے تھے انہوں) نے اپنے پیغمبر کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا

وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ۝ وَكَذٰلِكَ

اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اس ناحق سے حق کو باطل کر دیں۔ سو میں نے (آخر) ان پر دارو گیر کی۔ سو (دیکھو) میری طرف سے کیسی سزا ہوئی۔ اور اسی طرح

حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ۝ؔ

تمام کافروں پر آپ کے پروردگار کا یہ قول ثابت ہو چکا ہے کہ وہ لوگ (آخرت میں) دوزخی ہوں گے۔

مَا يُجَادِلُ وہ نہیں جھگڑتے	فِيْٓ میں	اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیات	اِلَّا مگر	الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا	فَلَا يَغْرُرْكَ سو تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالدے
تَقَلُّبُهُمْ ان کا چلنا پھرنا	فِي الْبِلَادِ شہروں میں	كَذَّبَتْ جھٹلایا	قَبْلَهُمْ ان سے قبل	قَوْمُ نُوْحٍ نوحؑ کی قوم	وَّالْاَحْزَابُ اور گروہ (جمع)
مِنْۢ بَعْدِهِمْ ان کے بعد	وَهَمَّتْ اور ارادہ باندھا	كُلُّ اُمَّةٍ ہر امت	بِرَسُوْلِهِمْ اپنے رسول کے متعلق	لِيَاْخُذُوْهُ کہ وہ اسے پکڑلیں	
وَجٰدَلُوْا اور جھگڑا کریں	بِالْبَاطِلِ ناحق	لِيُدْحِضُوْا تاکہ ناچیز کر دیں، دبا دیں	بِهِ اس سے	الْحَقَّ حق	فَاَخَذْتُهُمْ تو میں نے انہیں پکڑ لیا
فَكَيْفَ سو کیسا	كَانَ ہوا	عِقَابِ میرا عذاب	وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح	حَقَّتْ ثابت ہوگئی	كَلِمَتُ بات
رَبِّكَ تمہارے رب کی	عَلَى پر	الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	اَنَّهُمْ کہ وہ	اَصْحٰبُ النَّارِ دوزخ والے	

تفسیر و تشریح: گذشتہ ابتدائی آیات میں یہ بتلایا گیا تھا کہ یہ قرآن حکیم اس اللہ پاک کا نازل کیا ہوا ہے جو نہایت زبردست ہے اور جو قوت و شوکت میں سب سے بڑھا ہوا ہے اور جو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے اور جو اپنے بندوں کی غلطیاں' خطائیں اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے اور جو بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے لیکن جو سرکشی و نافرمانی سے باز نہ آئیں تو سزا بھی سخت دیتا ہے اور جس کے پاس ہر چیز کے خزانہ موجود ہیں اور جو اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو سب کچھ عنایت کرتا ہے تو جب ان صفات والا کوئی دوسرا نہیں اس لئے اس کے سوا کوئی عبادت کے بھی لائق نہیں اور آخر کار سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ ہر ایک کو اس کے عمل کے موافق جزا و سزا دے گا۔ جب یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم کو ایسے بزرگ و برتر اور اعلیٰ صفات کے مالک نے اتارا ہے تو ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ کوئی عقل رکھنے والا انسان اس کے ماننے میں ذرا بھی دیر نہ لگاتا اور اس میں انکار و جدال نہ کیا جاتا مگر پھر بھی جیسا کہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے اس قرآن کریم میں لوگ جھگڑے نکالتے ہیں اختلاف کرتے ہیں اور اس کی سچائی میں شک و شبہ کرتے ہیں۔ تو یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی کو نہیں مانتے اور اس کے منکر ہیں۔ وہ اس کی آیتوں اور کلام کو کیا مانیں گے۔ اور اس انکار کا مقتضا تو یہ تھا کہ ان کو فوراً سزا مل جاتی۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے ڈھیل اور مہلت ہے کہ جو ان کی فوری پکڑ نہیں ہوتی اور یہ دنیا میں دندناتے پھر رہے ہیں اور ایک شہر سے دوسرے شہر آتے جاتے ہیں اور بے فکری سے کھا کما رہے ہیں اور مال دار اور ذی عزت بنے ہوئے ہیں مگر اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ یہ سزا سے ہمیشہ کے لئے بچے رہیں گے اس انکار اور نافرمانی کا نتیجہ تو بھگتنا پڑے گا اور کسی نہ کسی وقت ان کی پکڑ اور دار و گیر ضرور ہو گی۔ چنانچہ ان منکرین سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے اور اس کے بعد اور بہت سی قوموں نے اللہ کے رسولوں کی بات نہ مانی اور ان کو جھوٹا ٹھہرایا اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ان مفسد سرکشوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو ستانا شروع کیا اور اپنے اپنے زمانہ کے نبی کو قید کرنا اور مار ڈالنا چاہا اور بعض تو ایسا کر بھی گزرے اور اپنے دل سے گھڑی ہوئی بے بنیاد جھوٹی باتوں کے سامنے رسولوں کی بتائی ہوئی سچی باتوں کو نہ مانا اور یہی کہتے رہے کہ جو ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے اور رسولوں کا کہنا اس کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ آخر اس کا انجام کیا ہوا؟ دیکھ لو کہ اللہ نے انہیں پکڑ کر کیسی سخت سزائیں دیں کہ ان کی جڑ بنیاد بھی باقی نہ چھوڑی۔ آج بھی ان تباہ شدہ قوموں کے کچھ آثار کہیں کہیں موجود ہیں۔ ان ہی کو دیکھ کر انسان ان کی تباہی کا تصور کر سکتا ہے تو جس طرح اگلی قوموں پر عذاب آنے کی بات پوری اتر چکی ان موجودہ منکروں پر بھی اتری ہوئی سمجھو۔

یہاں آیت میں **فلا یغررک تقلبھم فی البلاد** (سو ان لوگوں کا یعنی منکرین کا شہروں میں چلنا پھرنا کہیں آپ کو دھوکہ میں نہ ڈال دے) یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر سنانا یہ اوروں کو مقصود ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی تو کیا صحابہ کرام کی ذات بھی اس سے اونچی تھی کہ وہ کافروں کے اس چندروزہ عیش و تنعم اور خوشحالی کو دیکھ کر کوئی دھوکہ کھاتے مگر قرآن کی ہدایات تو قیامت تک کے لئے ہیں۔ آج یہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ منکروں، ملحدوں، اور مشرکوں اور مغرب کے دہریوں کی دنیا میں ظاہری کامیابیاں اور مادی ترقیاں اور ان کے عیش و آرام دیکھ کر آج کتنے مسلمانوں کے منہ میں پانی آتا ہے اور جنھوں نے کفار و مشرکین اور بے دینوں کی اونچی کوٹھیاں سونے چاندی کے ڈھیر۔ حشم و خدم کا ہجوم اور باد رفتار سواریاں اور سبزہ زار تفریح گاہیں اور لہلہاتے باغ غرض ہر طرح تن آسانی اور عیش و عشرت کے اسباب کی فراہمی دیکھ کر یہی عروج ترقی اور معیار زندگی کا ماحصل اور مقصد سمجھ لیا ہے اور دن رات ان کو یہی دھن سوار ہے کہ کافروں جیسی خوشحالی اور عیش و آرام اور مال دولت ہم کو بھی حاصل ہو جائے اور یہی ان کی نظروں میں کامیابی و کامرانی کا معیار ہے۔ مگر قرآن کا یہ جملہ متنبہ کرتا ہے کہ یہ کیا عیش ہے؟ بے حقیقت یہ کیا راحت ہے و تنعم ہے؟ بے اصل یہ کیا حکومت اور اقتدار ہے؟ زوال پذیر کیا اس پر پھولنا جھومنا اور مست ہونا یہ دنیا فانی ہے اور اس کی ہر مصیبت و راحت آنی جانی ہے زلزلہ کا ایک جھٹکا اونچی کوٹھیوں کو زمین پر گرا دیتا ہے۔ ایک رات میں چاندی سونے کے ڈھیر چور لے جاتا ہے چند منٹ میں ملک میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو شاہی فوج خود شاہی اقتدار کو مٹا دیتی ہے آدمی تخت سے تختہ پر اور زرین کرسی سے آہنی دار پر پہنچ جاتا ہے۔ قانون الٰہی اٹل ہے اس کا پیام لازوال ہے۔ سو ڈرنا اسی کی نافرمانی سے چاہئے کفر و انکار پر جس طرح دنیا میں سزا ملتی ہے آخرت میں بھی مل کر رہے گی۔

یہ حال تو منکرین کا بیان ہوا اب ان کے مقابل جو اہل ایمان ہیں ان کا حال اور ان کے متعلق اگلی آیات میں ذکر فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ

جو فرشتے کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کیلئے استغفار کیا کرتے ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا

کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت اور علم ہر چیز کو شامل ہے۔ سو ان لوگوں کو بخش دیجئے (جنہوں نے) توبہ کر لی ہے اور آپ کے راستہ پر چلتے ہیں

سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ⑦ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ

اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچالیجئے۔ اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپ نے اُن سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجئے۔

صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑧ وَقِهِمُ

اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق ہوں ان کو بھی داخل کر دیجئے۔ بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ اور ان کو (قیامت کی)

السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨

تکالیف سے بچائیے۔ اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اس پر آپ نے (بہت) مہربانی فرمائی اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اَلَّذِيْنَ وہ جو (فرشتے)	يَحْمِلُوْنَ اٹھائے ہوئے ہیں	الْعَرْشَ عرش	وَمَنْ حَوْلَهٗ اور جو اس کے اردگرد	يُسَبِّحُوْنَ وہ پاکیزگی بیان کرتے ہیں			
بِحَمْدِ تعریف کے ساتھ	رَبِّهِمْ اپنا رب	وَيُؤْمِنُوْنَ اور ایمان لاتے ہیں	بِهٖ اس پر	وَيَسْتَغْفِرُوْنَ اور مغفرت مانگتے ہیں	لِلَّذِيْنَ ان کیلئے جو		
اٰمَنُوْا وہ ایمان لائے	رَبَّنَا اے ہمارے رب	وَسِعْتَ سمو لیا ہے	كُلَّ شَيْءٍ ہر شے	رَّحْمَةً رحمت	وَّعِلْمًا اور علم	فَاغْفِرْ سو تو بخش دے	
لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی	وَاتَّبَعُوْا اور انہوں نے پیروی کی	سَبِيْلَكَ تیرا راستہ	وَقِهِمْ اور تو انہیں بچالے	عَذَابَ عذاب			
الْجَحِيْمِ جہنم	رَبَّنَا اے ہمارے رب	وَاَدْخِلْهُمْ اور انہیں داخل کرنا	جَنّٰتِ عَدْنِ ہیشگی کے باغات	الَّتِيْ وہ جن کا	وَعَدْتَّهُمْ تونے ان سے وعدہ کیا		
وَمَنْ اور جو	صَلَحَ صالح ہیں	مِنْ سے	اٰبَآئِهِمْ انکے باپ دادا	وَاَزْوَاجِهِمْ اور اُن کی بیویوں	وَذُرِّيّٰتِهِمْ اور اُن کی اولاد	اِنَّكَ بیشک تو	
اَنْتَ تو ہی	الْعَزِيْزُ غالب	الْحَكِيْمُ حکمت والا	وَقِهِمْ اور تو انہیں بچالے	السَّيِّاٰتِ بُرائیوں	وَمَنْ اور جو	تَقِ بچا	السَّيِّاٰتِ برائیوں
يَوْمَىِٕذٍ اس دن	فَقَدْ رَحِمْتَهٗ تو یقیناً تونے اس پر رحم کیا	وَذٰلِكَ اور یہ	هُوَ وہ (ہی)	الْفَوْزُ کامیابی	الْعَظِيْمُ عظیم		

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں اللہ عزوجل کو نہ ماننے والوں اور قرآن کے منکرین ومکذبین کا حال بیان ہوا تھا اور ان کے متعلق یہ فیصلہ بھی سنا دیا گیا تھا کہ موجودہ منکرین جو آج اللہ کے انکار پر تلے ہوئے ہیں اور اس کے کلام میں طرح طرح کے اختلافات شک وشبہ اور جھگڑے نکالتے ہیں ان کا بھی عنقریب گذشتہ امتوں کے مجرموں کا سا حال ہوگا اور مرنے کے بعد آخرت میں پھر جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔ اب آگے ان آیات میں منکرین ومکذبین کے مقابلہ میں ان کا فضل وشرف بیان کیا جاتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان ویقین رکھتے ہیں۔ اس کی وحدانیت کے مقر ہیں۔ اس کے کلام کو سچا جانتے ہیں اور جو اللہ کی طرف توبہ کے ذریعہ سے رجوع ہوتے ہیں اور اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلتے ہیں کہ وہ ایسے مکرم ہیں کہ اللہ تعالیٰ

کے ملائکہ مقربین بھی ان کے لئے دعا اور استغفار کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ عرش عظیم کو اٹھانے والے اور اس کے گرد طواف کرنے والے بے شمار فرشتے جن کی غذا صرف حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمید ہے اور جو مقربین بارگاہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا ایمان و یقین رکھتے ہیں وہ بھی پروردگار سے مومنین کے لئے دعاء و استغفار کرتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ حاملان عرش فرشتے اب چار ہیں اور قیامت کے روز آٹھ ہو جائیں گے اور عرش کے گرد کتنے فرشتے ہیں ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے بعض روایات میں ان کی صفوں کی تعداد لاکھوں تک بیان کی گئی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں اور یہ سب مومنین کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ ہے اس عزت افزائی اور شرف واحترام کا کہ فرش خاک پر رہنے والے مومنین سے جو خطائیں اور لغزشیں ہو جائیں اللہ کے ملائکہ مقربین بارگاہ احدیت میں ان کے لئے غائبانہ معافی چاہیں۔

قرآن پاک میں دوسری جگہ ملائکہ کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ **ویفعلون مایؤمرون** اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ حق تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کام پر مامور ہوں گے۔ یہاں آیت میں حاملین عرش اور ملائکہ مقربین کے متعلق جو یہ فرمایا گیا **ویؤمنون به و یستغفرون للذین امنوا** یعنی یہ ملائکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں تو اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقرب فرشتوں کا ایمان بھی اللہ تعالیٰ پر غائبانہ ہے رویت و مشاہدہ ان ملائکہ کو بھی نصیب نہیں دوسرے یہ کہ ایمان کا تعلق ہی وہ اصل تعلق ہے کہ جس نے حاملین عرش اور ملائکہ مقربین کو زمین پر بسنے والے ان خاکی انسانوں سے وابستہ کر دیا۔ اللہ اکبر یہ ہے ہم خاکی انسانوں کے ایمان کی قدر و منزلت اب آگے ان فرشتوں کے استغفار اور دعاء کی صورت بتلائی جاتی ہے یعنی وہ بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ کا علم و رحمت ہر چیز کو محیط ہے یعنی آپ کے علم سے کائنات کا کوئی ذرہ باہر نہیں اور آپ کی رحمت بھی ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے پس جو کوئی آپ کے علم محیط میں برائیوں کو چھوڑ کر سچے دل سے آپ کی طرف رجوع ہوا اور آپ کے راستہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہوا اگر اس سے بمقتضائے بشریت کچھ کمزوریاں اور خطائیں سرزد ہو جائیں تو آپ اپنے فضل و رحمت سے اس کو معاف فرما دیں نہ دنیا میں ان پر داروگیر ہو نہ آخرت میں جہنم کا منہ دیکھنا پڑے۔ اب یہاں ملائکہ کی دعا پر غور کیجئے کہ ان کی دعاء مغفرت ان مومنین کے لئے ہے جنہوں نے توبہ کر لی ہے اور جو اللہ کے راستہ پر چلتے ہیں۔ **للذین تابوا واتبعوا سبیلک** ایسوں کے لئے دعا ہے کہ ان کو جہنم کے عذاب سے بچا دے۔ تو معلوم ہوا کہ جو مسلمان توبہ وانابت کی راہ اختیار نہ کرے اس کا اس ملائکہ کی دعا میں ذکر نہیں ہے۔ جس سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ بظاہر حاملین عرش ان کے حق میں دعا نہیں کرتے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے والوں اور اس کی راہ پر برضا و رغبت چلنے والوں کا درجہ سمجھ لیا جائے۔ یہ تو ملائکہ کی دعا کا ایک جزو ہوا آگے دوسرا جزو بتلایا جاتا ہے کہ وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ان کو ہمیشگی کی جنتوں میں داخل فرما دیجئے جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے جو لائق ہوں انہیں بھی داخل فرما دیجئے بیشک آپ زبردست ہیں اور حکمت والے ہیں۔ اس دعا میں **من صلح** کے الفاظ قابل غور ہیں یعنی ملائکہ کی دعا مومنین کے والدین بیویوں اور اولاد کے حق میں اس شرط کے ساتھ ہے کہ جن میں جنت میں داخل ہونے کی صلاحیت و قابلیت موجود ہو یعنی جو اہل ایمان ہوں کافر و مشرک تو جنتی ہونے کی صلاحیت ہی کو فنا کر دیتا ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ آخرت میں کسی کا نسب اس کے کام نہ آئے گا وہاں مراد ہے کہ عدم ایمان کی حالت میں تو یہاں فرشتوں کی دعا ایسے اعزہ کے لئے ہے جو ایمان تو رکھتے ہوں مگر اس درجہ کے نہ ہوں سورۂ رعد تیرہویں پارہ اور سورۂ طور ۲۷ ویں پارہ میں یہ تصریحات آئی ہیں کہ اگر ایک مومن متقی جنت میں

بلند درجے کا مستحق ہو اور اس کے والدین اور بال بچے اس درجہ کے مستحق بوجہ قلت اعمال کے نہ ہوں مگر ہوں اہل ایمان یا جنت کے کمتر درجہ میں ہوں تو اللہ تعالیٰ مومن متقی کے اکرام اور اس کے ازدیاد لطف کے لئے ان کی ذریات کو باوجود ان کے درجہ عمل کی پستی کے ان کے ساتھ ملحق اور ہم مرتبہ کر دیا جائے گا تو مومن متقی کو اپنے بلند درجہ سے نیچے نہیں لایا جائے گا بلکہ اس کے اعزہ یعنی والدین اولاد بیوی کو نیچے کے درجہ سے اس متقی کے بلند درجہ میں پہنچا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اسی انعام و احسان کی طرف ملائکہ کی اس دعا میں اشارہ ہے آگے ملائکہ کی دعا کا تیسرا جزو بیان فرمایا جاتا ہے کہ وہ یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ان کو قیامت کے دن ہر طرح کی تکلیف سے بچایئے اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اس پر آپ کی یہ بڑی رحمت ہے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ آیت میں لفظ سیئات آیا ہے جس کے معنی برائی اور تکالیف کے ہیں۔ ان سے مراد محشر اور یوم قیامت کی تکالیف ہیں۔ قیامت کے روز جہنم کے علاوہ اور بھی دوسری تکالیف اور طرح طرح کی ہولناکیاں ہوں گی۔ میدان حشر میں سورج کی نزدیکی کی وجہ سے انتہائی گرمی حساب فہمی میں سختی تمام خلائق کے سامنے زندگی کی بداعمالیاں اور راز فاش ہونے کی رسوائی پل صراط سے گزرو غیرہ وغیرہ تو ملائکہ مومنین کو انہی شدائد اور محشر کی گھبراہٹ اور پریشانیوں سے بچانے کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ یہاں ملائکہ کی دعا میں **فوز العظیم** یعنی بڑی کامیابی جس کو کہا گیا ہے وہ نجات اخروی اور دخول جنت ہے جس کے سامنے ساری دنیاوی کامیابیاں پست عارضی اور ہیچ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی آخرت کی کامیابی نصیب فرماویں۔ آمین۔

یہاں ملائکہ نے اپنی دعا میں ربنا کے لفظ کو مکرر استعمال کیا ہے اور قرآن کریم میں تمام جلیل القدر انبیاء کی دعائیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دعائیں بھی رب یا ربنا سے شروع ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کے منہ سے لفظ رب سننا بہت پسند ہے۔

یہ تو بیان تھا مومنین کے متعلق آگے پھر ان کے مقابلہ میں کفار کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے اور ان پر جو آخرت میں گزرے گی اس کا بیان فرما کر ان کو پھر توحید کی دعوت دی جاتی ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

اے ہمارے رب ہم کو بھی حاملین عرش اور ملائکۃ المقربین کی دعاؤں میں شامل فرمالیا جائے اور ان کی دعاؤں کی مقبولیت اور برکت سے ہماری مغفرت فرمادی جائے اور عذاب جہنم سے بچالیا جائے اور ہمیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرمالیا جائے۔

اے اللہ اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا میں سچی توبہ اور اپنے راستہ پر چلنا نصیب فرما۔

اے اللہ اے ہمارے رب ہمارے ماں باپ اور ہمارے اہل وعیال کو بھی جنت میں داخلہ نصیب فرما اور اپنے فضل وکرم ورحم وعنایت سے قیامت اور محشر کی دکھ اور تکالیف سے بچا کر آخرت کی کامل کامیابی اور کامرانی ہم سب کو نصیب فرما۔

یا اللہ! مومنین صادقین کو آپ نے کیسی عزت عطا فرمائی ہے کہ بمقتضائے بشریت ان سے جو تقصیرات اور لغزشیں دنیا میں سرزد ہو جائیں تو آپ کے ملائکہ مقربین اور حاملان عرش عظیم آپ کی بارگاہ عالی میں مومنین کی مغفرت ورحمت کی دعا فرماتے رہتے ہیں۔

یا اللہ ہمیں ملائکہ کی دعاؤں کا مورد بنادے اور دنیا وآخرت دونوں جہان میں اپنے فضل وکرم اور رحم سے نوازے جانے کی سعادت عطا فرمادے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى

جو لوگ کافر ہوئے ان کو پکارا جاوے گا کہ جیسی تم کو (اس وقت اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر خدا کو (تم سے) نفرت تھی جبکہ تم (دنیا میں)

الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ﴿١٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ

ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے۔ پھر تم نہیں مانا کرتے تھے۔ وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو دوبار مردہ رکھا اور دوبار زندگی دی۔ سو ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں تو کیا

إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ

(یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے

فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ

سو (اس پر) یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان (اور) بڑے رتبہ والا ہے وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے۔

وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿١٤﴾

اور صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو (خدا کی طرف) رجوع (کرنے کا ارادہ کرتا ہے سو تم لوگ خدا کو خالص اعتقاد کرکے پکارو گو کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو)

إِنَّ بیشک	الَّذِينَ كَفَرُوا جن لوگوں نے کفر کیا	يُنَادَوْنَ وہ پکارے جائیں گے	لَمَقْتُ اللَّهِ البتہ اللہ کا بیزار ہونا	أَكْبَرُ بہت بڑا	مِنْ سے			
مَقْتِكُمْ تمہارا بیزار ہونا	أَنفُسَكُمْ اپنے تئیں	إِذْ جب	تُدْعَوْنَ تم بلائے جاتے تھے	إِلَى الْإِيمَانِ ایمان کی طرف	فَتَكْفُرُونَ تو تم کفر کرتے تھے			
قَالُوا وہ کہیں گے	رَبَّنَا اے ہمارے رب	أَمَتَّنَا تو نے ہمیں مردہ رکھا	اثْنَتَيْنِ دوبارہ	وَأَحْيَيْتَنَا اور زندگی بخشی ہمیں تو نے	اثْنَتَيْنِ دو بار			
فَاعْتَرَفْنَا پس ہم نے اعتراف کرلیا	بِذُنُوبِنَا اپنے گناہوں کا	فَهَلْ تو کیا	إِلَى طرف	خُرُوجٍ نکلنا	مِنْ سے۔ کوئی	سَبِيلٍ سبیل	ذَٰلِكُمْ یہ تم (پر)	
بِأَنَّهُ اس لئے کہ جب	دُعِيَ اللَّهُ پکارا جاتا اللہ	وَحْدَهُ واحد	كَفَرْتُمْ تم کفر کرتے	وَإِنْ اور اگر	يُشْرَكْ بِهِ اس کا شریک کیا جاتا	تُؤْمِنُوا تم مان لیتے		
فَالْحُكْمُ پس حکم	لِلَّهِ اللہ کیلئے	الْعَلِيِّ بلند	الْكَبِيرِ بڑا	هُوَ وہ	الَّذِي جو کہ	يُرِيكُمْ تمہیں دکھاتا ہے	آيَاتِهِ اپنی نشانیاں	وَيُنَزِّلُ اور اتارتا ہے
لَكُمْ تمہارے لئے	مِنَ السَّمَاءِ آسمانوں سے	رِزْقًا رزق	وَمَا يَتَذَكَّرُ اور نہیں نصیحت قبول کرتا	إِلَّا سوائے	مَنْ جو	يُنِيبُ رجوع کرتا ہے		
فَادْعُوا اللَّهَ پس پکارو اللہ	مُخْلِصِينَ خالص کرتے ہوئے	لَهُ اس کیلئے	الدِّينَ عبادت	وَلَوْ خواہ	كَرِهَ برا مانیں	الْكَافِرُونَ کافر (جمع)		

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں ملائکہ مقربین کی دعا جو وہ مومنین کے لئے کرتے رہتے ہیں اس کا ذکر فرمایا گیا تھا اور بتلایا گیا تھا کہ وہ مومنین کے لئے عذاب جہنم سے بچانے کی دعا کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی وہ یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ مومنین کو اللہ تعالیٰ قیامت کے لئے بڑی کامیابی کا حاصل ہونا کہا گیا تھا۔ اب آگے پھر کفار کا بیان ہے کہ جو اس مغفرت اور حفاظت عذاب کی کامیابی سے قیامت میں محروم رہیں گے۔ چنانچہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ جب کفار جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں پہنچ کر وہ اپنے کفر وشرک کے اختیار کرنے پر نہایت حسرت و افسوس کریں گے اور خود ان کو اپنے وجود سے

نفرت ہو گی حتیٰ کہ غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاویں گے اس وقت فرشتے ان سے کہیں گے کہ آج جس قدر تم اپنے آپ سے نالاں ہو اور جتنی دشمنی تمہیں خود اپنی ذات سے ہے اور جس قدر برا آج تم اپنے آپ کو کہہ رہے ہو اس سے زیادہ برے تم خدا کے نزدیک دنیا میں تھے جبکہ تمہیں ایمان واسلام کی دعوت دی جاتی تھی اور تم اسے مانتے نہ تھے تم کو دنیا میں بار بار ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم بار بار کفر کرتے تھے آج اس کی سزا بھگتنے کے وقت جس قدر تم اپنی جانوں سے بیزار ہو رہے ہو اللہ تعالیٰ تم سے اس سے زیادہ بیزار ہے۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ وہ کفار جو جہنم میں پڑے ہوں گے وہ دعا کریں گے کہ اے پروردگار آپ نے ہم کو دو بار مردہ رکھا اور دو بار زندگی عطا کی۔ گویا کفار سوال کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بیان کر رہے ہیں کہ پہلے یعنی پیدائش سے قبل ہم مردہ تھے پھر آپ نے جان ڈالی پھر زندگی ختم ہونے پر موت دی اور پھر آخرت میں زندہ کر دیا مطلب یہ کہ آپ ہر اس چیز پر جیسے آپ چاہیں قادر ہیں۔ ہم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر جینا نہیں۔ نہ حساب کتاب ہے نہ جزا و سزا نہ اور کوئی قصہ اسی لئے گناہوں اور شرارتوں پر جری ہوتے تھے اب دیکھ لیا کہ جس طرح پہلی موت کے بعد آپ نے ہم کو زندہ کیا اور عدم سے نکال کر وجود عطا فرمایا دوسری موت کے بعد بھی پیغمبروں کے ارشاد کے موافق دوبارہ زندگی بخشی اور اس آخرت کی زندگی میں وہ سب مناظر جن کا ہم انکار کیا کرتے تھے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اب ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ یقیناً ہم نے اپنی جانوں پر بڑی ظلم و زیادتی کی۔ افسوس ہے کہ اب بظاہر یہاں سے چھوٹ کر نکل بھاگنے کی تو کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ ہاں

آپ قادر ہیں کہ جہاں دو مرتبہ موت و حیات دے چکے ہیں تیسری مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس بھیج دیں جو یقیناً آپ کے بس میں ہے۔ اب ہم دنیا میں واپس جا کر اپنے پہلے اعمال کے خلاف کریں گے تاکہ خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں اس پر انہیں جواب دیا جائے گا کہ اب دوبارہ دنیا میں جانے کی کوئی صورت نہیں۔ اب تو تم کو اپنے اعمال سابقہ کا خمیازہ بھگتنا ہے تمہارے متعلق ہلاکت ابدی کا یہ فیصلہ اس لئے ہوا کہ تم نے واحد سچے خدا کی پکار پر کبھی دنیا میں کان نہ دھرا۔ ہمیشہ اس کا یا اس کی وحدانیت کا انکار ہی کرتے رہے ہاں کسی جھوٹے معبود کی طرف بلا لئے گئے تو فوراً آمنا وصدقنا کہہ کر اس کے پیچھے ہو لئے تم نے تو اپنی طبیعت اور دل و دماغ ہی کو الٹا کر رکھا تھا۔ تم اگر دوبارہ دنیا میں چلے بھی جاؤ گے تو پھر وہی کرو گے جس سے منع کئے جاؤ گے اور پھر وہی کفر و شرک کما کر لاؤ گے بس اب تمہارے جرم کی ٹھیک سزا یہی حبس دوام ہے جو اس بڑے زبردست خدا کی عدالت عالیہ سے جاری کی گئی جس کی آگے کوئی اپیل نہیں۔ اب اس سے چھوٹنے کی تمنا عبث ہے۔ آگے پھر توحید کا مضمون بیان فرمایا جاتا ہے کہ اس کی عظمت اور وحدت کی نشانیاں کائنات کی ہر چیز میں ظاہر ہیں۔ ایک انسان اپنی روزی ہی کے مسئلہ کو سمجھ لے جس کا سامان آسمان سے ہوتا رہتا ہے یہاں اس طرف انسان کی توجہ دلائی گئی کہ صرف اسی ایک اپنی روزی کے انتظام پر تم غور کرو تو سب کچھ سمجھ میں آ جائے۔ مثلاً ایک گیہوں کا دانہ اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ کائنات کی لاتعداد اللہ کی مقرر کردہ غیبی طاقتیں مقررہ نظام کے تحت کام کرتی ہیں۔ زمین، پانی، ہوا، چاند، سورج، روشنی، سردی گرمی کا یہ سارا نظام جس کو خدا نے ایک باقاعدگی کے ساتھ جاری کر رکھا ہے۔ یہ اپنے اپنے حصہ کی

خدمات بجالاتے ہیں اور لاکھوں ترتیبی مدارج طے ہوتے ہیں تب جا کر ایک گیہوں کا دانہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ سارا نظام صرف اسی صورت میں باقاعدگی کے ساتھ چل سکتا ہے جبکہ وہی ازلی اور ابدی خدا اس کو جاری رکھے تو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو یہ سب کچھ دیکھ کر بھی اس ایک پروردگار عالم کا انکار کرے۔ یا اس کے ساتھ کچھ دوسری ہستیوں کو اس کی خدائی میں شریک ٹھہرائے۔ مگر ان مشاہدات سے وہی سب کچھ سمجھ سکتا ہے جو ادھر رجوع ہوا اور غور وفکر سے کام لے اور جو غور وفکر سے کام ہی نہ لے تو اسے کیا خاک سمجھ حاصل ہو سکتی ہے۔ اس پر آگے سمجھایا جاتا ہے کہ بندوں کو چاہئے کہ سمجھ سے کام لیں اور ایک خدا کی طرف رجوع ہو کر اسی کو پکاریں اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کریں۔ بیشک مخلص اور موحد بندوں کے اس طرز عمل سے کافر اور مشرک ناک بھوں چڑھائیں گے کہ سارے دیوتا اڑا کر صرف ایک ہی خدا رہنے دیا مگر پکا اور سچا موحد وہی ہے جو مشرک کے مجمع ہی میں توحید کا نعرہ بلند کرے اور ان کے برا ماننے کی کوئی پروانہ کرے۔

ابھی آگے یہی توحید کا مضمون جاری ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

اللہ تعالیٰ ہم کو اس زندگی میں دین کی سمجھ عطا فرمائیں اور ہم کو جو احکام خداوندی پہنچیں ان پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کا عزم و ہمت عطا فرمائیں۔

یا اللہ قیامت کی ندامت و حسرت سے ہم سب کو بچایئے اور اس زندگی میں ہم کو ان اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمایئے کہ جو قیامت میں ہم کو پچھتانا نہ پڑے۔

یا اللہ ہر حال میں ہم کو توحید پر قائم رکھئے اور اپنی عبادت کی اخلاص کے ساتھ توفیق نصیب فرمایئے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

3

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ

وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے تا کہ (وہ صاحب وحی لوگوں کو) اجتماع کے دن

يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۗ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۗ لِلّٰهِ

(یعنی قیامت کے دن) سے ڈرائے۔ جس دن سب لوگ (خدا کے) سامنے آموجود ہوں گے۔ ان کی بات خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کے روز کس کی حکومت ہوگی

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۗ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا اور غالب ہے آج ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا آج ظلم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

رَفِيْعُ بلند	الدَّرَجٰتِ درجے	ذُو الْعَرْشِ عرش کا مالک	يُلْقِى الرُّوْحَ وہ ڈالتا ہے روح	مِنْ اَمْرِهٖ اپنے حکم سے	عَلٰى مَنْ جس پر	
يَّشَآءُ وہ چاہتا ہے	مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں (میں) سے	لِيُنْذِرَ تاکہ وہ ڈرائے	يَوْمَ التَّلَاقِ ملاقات (قیامت) کا دن	يَوْمَ جس دن		
هُمْ وہ	بٰرِزُوْنَ ظاہر ہوں گے	لَا يَخْفٰى نہ پوشیدہ ہوگی	عَلَى اللّٰهِ اللہ پر	مِنْهُمْ ان سے۔ کی	شَيْءٌ کوئی شے	لِمَنِ کس کیلئے
الْمُلْكُ بادشاہت	الْيَوْمَ آج	لِلّٰهِ اللہ کیلئے	الْوَاحِدِ واحد	الْقَهَّارِ زبردست قہر والا ہے	اَلْيَوْمَ آج	تُجْزٰى بدلہ دیا جائے گا
كُلُّ نَفْسٍ ہر شخص	بِمَا كَسَبَتْ وہ جو اس نے کمایا (اعمال)	لَا ظُلْمَ نہیں ظلم	الْيَوْمَ آج	اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ	سَرِيْعُ جلد	الْحِسَابِ حساب لینے والا

تفسیر و تشریح: گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور شان ربوبیت کے استدلال میں کائنات میں پھیلی ہوئی بے شمار نشانیوں میں سے تنہا صرف ایک نشانی کو پیش کر کے انسانوں کو توحید کی طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ دور کیوں جاؤ اپنے رزق ہی کی فراہمی کے مسئلہ پر غور کرو اور سمجھ بوجھ سے کام لو کہ کس طرح وہ تمہاری روزی کا سامان کرتا ہے تو یہی بات اللہ کو پہچاننے کے لئے کافی ہے۔ اس کے بعد آگے ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی مزید چند صفات بیان فرماتے ہیں جو اس کی شان الوہیت کی دلیل ہیں۔

پہلی صفت رفیع الدرجات فرمائی یعنی تمام موجودات میں اس کا مقام بدرجہا بلند ہے وہ جمیع صفات کمال میں سب سے بلند رتبہ ہے۔ اس کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ سب اس کے ذات و صفات میں محتاج ہیں وہ کسی بات میں کسی کا محتاج نہیں۔

دوسری صفت فرمائی ذو العرش یعنی وہ عرش کا مالک ہے۔ عرش کے معنی ہیں تخت شاہی کے اور کبھی عرش عزت غلبہ اور سلطنت سے بھی کنایہ ہوتا ہے تو ذو العرش کے لفظی معنی ہوئے عرش والا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ ہر جسمیت اور ہر مکانیت سے پاک و برتر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ عرش کا بھی مالک۔ اس کا خالق اور اس پر ہر طرح قادر ہے۔ عرش اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق عظیم ہے مگر ہم کو بجز نام کے اس کی کچھ حقیقت معلوم نہیں۔ امام بیہقی اپنی کتاب الاسماء والصفات میں لکھتے ہیں۔ ''مفسرین کے اقوال یہی ہیں کہ عرش سے مراد تخت ہی ہے اور یہ ایک جسم مجسم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسے اٹھائے رکھیں اور اس کی تعظیم اور طواف کے ذریعہ عبادت کو بجا لائیں جس طرح سے کہ زمین میں اس نے ایک گھر پیدا فرمایا (مراد خانہ کعبہ ہے) اور بنی آدم کو حکم دیا کہ اس کا طواف کریں اور نماز میں اس کی طرف منہ کریں۔'' بعض مفسرین کہتے ہیں کہ عرش فلک اعلیٰ یعنی آسمان نہم ہے اور کرسی فلک ثوابت یعنی آسمان ہشتم ہے اور یہ استدلال اس حدیث سے کیا جاتا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ ساتوں آسمان

اور ساتوں زمین کرسی کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے جنگل بیابان میں کوئی انگوٹھی پڑی ہو اور یہی حال کرسی کا عرش کے مقابلہ میں ہے۔ قرآن کریم میں عرش کا تین صفات یعنی عظیم کریم اور مجید سے ذکر فرمایا گیا ہے۔ گیارہویں پارہ سورۃ توبہ میں فرمایا وھو رب العرش العظیم اٹھارویں پارہ سورۂ مومنوں میں فرمایا رب العرش الکریم. اور تیسویں پارہ سورۂ بروج میں فرمایا ذوالعرش المجید امام عبدالوہاب شعرانی اس پر لکھتے ہیں کہ ''اگر تم یہ سوال کرو کہ عرش کو عظیم کریم اور مجید تین ناموں سے موسوم کرنے کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ الفاظ مترادف ہیں یا نہیں؟ تو یہ جواب ہے کہ یہ مترادف نہیں ہیں بلکہ عرش کو اگر اس کے احاطہ کی حیثیت سے دیکھو تو وہ عظیم ہے کیونکہ سب اجسام سے بڑا ہے اور اس حیثیت سے کہ عرش کو ان سب پر فوقیت دی گئی ہے کہ جن کا وہ احاطہ کئے ہوئے ہے وہ کریم ہے اور اس حیثیت سے کہ کوئی اور جسم اس کا احاطہ کر سکے اس سے وہ بالا ہے وہ مجید ہے۔'' علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ بہت سے مفسرین سے مروی ہے کہ عرش سرخ رنگ یاقوت کا ہے جس کے دو کناروں کی وسعت پچاس ہزار سال کی ہے اور جس کی اونچائی ساتویں زمین سے پچاس ہزار سال کی ہے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ جلال الوہیت کے مظہر دو طرح کے ہیں مادی اور غیر مادی۔ مادی مظاہر میں سب سے بڑی جلوہ گاہ صفات عرش ہے۔ الغرض عرش کی عظمت پر سوائے غائبانہ ایمان رکھنے کے ہم اس کی اصلیت وحقیقت کو نہیں سمجھ سکتے تو عرش کے مالک ہونے کی یہ دوسری صفت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے الوہیت کے دلائل میں یہاں بیان فرمائی۔

تیسری صفت یلقی الروح کی فرمائی یعنی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح کا القا کرتا ہے۔ روح سے مراد یہاں مفسرین نے وحی لیا ہے جس طرح روح جسد انسانی کو زندہ کرتی ہے وحی ایمان کی زندگی پھونکتی ہے اس لئے وحی کو بھی روح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تو یہاں بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے اس غرض سے وحی نازل کرتا ہے تاکہ وہ صاحب وحی لوگوں کو قیامت کے دن سے یعنی آخرت کے حساب کتاب اور جزا و سزا سے ڈرائے اور وہ قیامت کا دن ایسا ہوگا کہ سب آدمی نکل کر سامنے آ جائیں گے۔ کوئی بات بھی خدا سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔ یوں تو اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہر بات کو جانتے ہیں اور کسی کی کوئی بات ان سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن یہاں آدمی کی آنکھوں پر غفلت و جہالت کے پردے پڑے ہوئے ہیں جس بناء پر وہ نہیں سمجھتا کہ میں ہر وقت اور ہر لحہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں لیکن قیامت کے دن یہ پردے ہٹ جائیں گے اور ہر شخص کو یقین ہو جائے گا کہ میں بارگاہ عدالت میں اللہ کے سامنے حاضر ہوں اور یہ میرے سامنے میرے اچھے برے عمل ہیں ان میں سے کچھ بھی اللہ سے چھپا ہوا نہیں ہے آگے بتلایا جاتا ہے کہ اس قیامت کے دن اعلان کیا جائے گا اور کہا جاوے گا کہ بتلاؤ آج کس کی حکومت ہے؟ یعنی دنیا میں تو بہت لوگ حکومت کے مدعی تھے اور بہتیروں کے دماغ میں یہ خناس سمایا ہوا تھا کہ ہچو من دیگرے نیست لیکن آج وہ مدعی کہاں گئے اور وہ دعوے کیا ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قیامت کے قائم ہونے کے وقت ایک منادی ندا کرے گا کہ لوگو قیامت آ گئی اس ندا کو مردہ زندہ سب سنیں گے پھر فناء خلق کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرمائیں گے اور ارشاد ہوگا لمن الملک الیوم آج کس کی حکومت اور بادشاہی ہے۔ اس سوال کا جواب کوئی نہ دے سکے گا سب پر ہیبت چھائی ہوگی جب کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا تو خود ہی حق تعالیٰ فرمائیں گے للہ الواحد القھار آج حکومت صرف واحد قہار اللہ کی ہے اس موقع پر ایک تاریخی واقعہ قابل ذکر ہے کہ خاندانِ سامان کے فرمانروا نصر بن احمد

جب نیشاپور میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایک دربار منعقد کیا اور تخت پر بیٹھنے کے بعد فرمائش کی کہ دربار کی کارروائی کا افتتاح قرآن کریم کی تلاوت سے ہو۔ چنانچہ ایک بزرگ آگے آئے اور انہوں نے یہی رکوع تلاوت کیا جس وقت وہ اس آیت پر پہنچے **لمن الملک الیوم لله الواحد القهار** تو بادشاہ پر ہیبت طاری ہوگئی لرزتے ہوئے تخت سے اترے تاج سر سے اتار کر سجدے میں گر گئے اور بولے کہ اے رب بادشاہی تیری ہی ہے۔ نہ کہ میری۔ اللہ اکبر الغرض کہ جب یوم قیامت میں تمام حالات سامنے آجائیں گے اور کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہے گی تو جزا و سزا کا وقت آئے گا اور جو کچھ کسی نے نیکی بدی کی ہوگی اس کا بدلہ ملے گا اور جزا و سزا میں کسی کی حق تلفی اور ظلم و زیادتی نہ ہوگی نہ جرم سے زیادہ سزا ملے گی نہ نیکی سے کم جزا رہا یہ کہ جرم سے کم سزا دی جائے یا بالکل معاف کر دیا جائے یا نیکی سے زیادہ ثواب دیا جائے تو یہ اللہ کے فضل و رحمت پر موقوف ہے۔ یہاں آیت میں اس کی نفی نہیں ہے۔ صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث قدسی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو میں نے ظلم کرنا اپنے اوپر بھی حرام کر لیا ہے اور تم پر بھی حرام کر دیا ہے۔ پس تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ آخر میں ہے اے میرے بندو یہ تو تمہارے اپنے اعمال ہیں جنہیں میں نگاہ رکھتا ہوں اور جن کا پورا بدلہ دوں گا پس جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے سوا پائے وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔ اخیر میں **ان الله سريع الحساب** فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ حق تعالیٰ کو ساری مخلوق سے حساب لینا ایسا آسان ہے جیسا ایک شخص سے حساب لینا۔ یعنی کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ لاتعداد مخلوق اور پھر ذرہ ذرہ کا حساب فہمی ایک شخص کی ساری عمر کی نقل و حرکت نشست و برخاست خواب و بیداری بلکہ ہر سانس کا حساب کتاب اور پھر حساب فہمی بھی ایسی کہ جسمیں ذرا حق تلفی اور ظلم و زیادتی نہ ہو اس کا تصور کسی انسان کا دماغ نہیں کر سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ان الله سريع الحساب** اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب فہمی کر لے گا۔ اس کو حساب لینے میں کوئی دیر نہیں لگے گی اس سرعت حساب فہمی کو اسی پر قیاس کر لیا جائے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر مخلوق کو بیک وقت رزق دے رہے ہیں اور کسی ایک کو رزق رسانی کے انتظام میں حق تعالیٰ کو ایسی مشغولیت نہیں ہوتی کہ دوسرے کو رزق دینے میں دیر لگے یا جس طرح کائنات کی ہر چیز کو حق تعالیٰ بیک وقت دیکھ رہے ہیں۔ اور ساری آوازوں کو بیک وقت سن رہے ہیں اور تمام چھوٹے بڑے معاملات کی بیک وقت تدبیر فرما رہے ہیں کوئی چیز اُس کی توجہ اس طرح جذب نہیں کر لیتی کہ وہ اسی آن دوسری چیزوں کی طرف توجہ نہ کر سکے اسی طرح وہ ہر ہر فرد کا بیک وقت محاسبہ بھی کر لے گا اور اسے حساب کتاب کرنے میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔

دعا کیجئے:

حق تعالیٰ ہمارے دلوں سے بھی غفلت کو دور فرما دیں اور ہمہ وقت ہم کو آخرت کا فکر اور وہاں کی تیاری نصیب فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دنیا سے اسلام و ایمان کے ساتھ آخرت کی طرف کوچ کرنا نصیب فرمائیں اور قیامت کے دن ہمارا حساب کتاب آسان فرمائیں۔ ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائیں اور آخرت کی کامیابی اور سرخروئی نصیب فرمائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ

اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنے والے مصیبت کے دن سے ڈرایئے جس وقت کلیجے منہ کو آجاویں گے (اور غم سے) گھٹ گھٹ جاویں گے (اس روز) ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا

وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝١٨ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝١٩ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ

اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جاوے وہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردے گا۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝٢٠

اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا فیصلہ نہیں کرسکتے اللہ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

وَاَنْذِرْهُمْ اور آپ انہیں ڈرائیں	يَوْمَ الْاٰزِفَةِ قریب آنے والا روز (قیامت)	اِذِ الْقُلُوْبُ جب دل (جمع)	لَدَى الْحَنَاجِرِ گلوں کے نزدیک				
كٰظِمِيْنَ غم سے بھرے ہوئے	مَا لِلظّٰلِمِيْنَ نہیں ظالموں کیلئے	مِنْ سے۔کوئی	حَمِيْمٍ دوست	وَّلَا شَفِيْعٍ اور نہ کوئی سفارش کرنےوالا			
يُّطَاعُ جسکی بات مانی جائے	يَعْلَمُ وہ جانتا ہے	خَآئِنَةَ خیانت	الْاَعْيُنِ آنکھوں	وَمَا اور جو	تُخْفِي چھپاتے ہیں	الصُّدُوْرُ سینے (جمع)	
وَاللّٰهُ اور اللہ	يَقْضِيْ فیصلہ کرتا ہے	بِالْحَقِّ حق کے ساتھ	وَالَّذِيْنَ اور جو لوگ	يَدْعُوْنَ پکارتے ہیں	مِنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا		
	لَا يَقْضُوْنَ نہیں فیصلے کرتے	بِشَيْءٍ کچھ بھی	اِنَّ بیشک	اللّٰهَ اللہ	هُوَ وہی	السَّمِيْعُ سننے والا	الْبَصِيْرُ دیکھنےوالا

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور شان الوہیت کے سلسلہ میں کچھ احوال قیامت اور جزاوسزا کا ذکر ہوا تھا اور بتلایا گیا تھا کہ قیامت میں جزاوسزا بغیر کسی کی حق تلفی اور ظلم وزیادتی کے دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لے لیں گے۔اب ایک کوتاہ بین اور غافل انسان سمجھتا ہے کہ ابھی تو قیامت بہت دور ہے اس طرح اس میں لاپرواہی پیدا ہوجاتی ہے اور باوجود قیامت کا منکر نہ ہونے اور اس کو یقینی الوقوع جاننے کے دل ودماغ پر غفلت اور روز ہول کے پردے چھا جاتے ہیں اور اعمال صالحہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لئے یہاں ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے حکم دیا جاتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کو قریب آنے والے قیامت کے دن سے ڈرایئے۔یعنی قیامت کا دن لوگوں کی نظروں میں بعید ہے۔مگر چونکہ یقیناً آنے والا ہے اور آنے والی چیز قریب ہی سمجھی جاتی ہے عقلمند سوکوس پرے کی بھی بلا کو آنکھوں کے سامنے ہی دیکھتے ہیں۔قرآن کریم میں لوگوں کو بار بار یہ احساس دلایا گیا ہے کہ قیامت ان سے کچھ دور نہیں ہے بلکہ قریب ہی لگی کھڑی ہے۔سترہویں پارہ سورۂ انبیاء میں فرمایا گیا **اقترب للناس حسابهم وهم فى غفلة معرضون** (قریب آلگا لوگوں سے ان کے حساب کا وقت یعنی یوم قیامت اور وہ غفلت ہی میں پڑے ہیں اعراض کئے ہوئے) ستائیسویں پارہ سورۂ قمر میں فرمایا گیا **اقترب الساعة** (قیامت نزدیک آپہنچی) پھر سورۂ نجم میں فرمایا گیا **ازفت الأزفة** (وہ قریب آجانے والی چیز قریب آگئی) تو ان بار بار کی تنبیہات سے مقصود لوگوں کو متنبہ کرنا ہے کہ قیامت کو دور کی چیز سمجھ کر بے خوف نہ رہیں اور ہوش میں آجائیں۔جو وقت ابھی توبہ اور رجوع الی اللہ کے لئے ملا ہوا ہے اسے غنیمت سمجھیں۔تو یہاں بھی فرمایا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اس قریب آنے والے قیامت کے دن سے ڈرایئے۔

آگے اس دن کی کیفیت بیان فرمائی جاتی ہے کہ وہ دن ان منکرین و مکذبین ظالموں کے لئے بڑی سختی اور مصیبت کا ہوگا کہ خوف کی وجہ سے کلیجے منہ کو آئے ہوئے ہوں گے اور دم گھٹ رہے ہوں گے اور حیران و پریشان ہوں گے اور جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر و شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے ان کا اس دن کوئی دوست اور غمگسار نہ ہوگا جو ان کے کام آئے اور نہ کوئی شفیع اور سفارشی ہوگا کہ جو ان کی شفاعت کے لئے زبان ہلائے۔ یہاں ظالمین جس سے مراد کفار ہیں ان کے لئے شفاعت کی نفی ہے مومن گنہگار کے لئے شفاعت کی نفی اس سے نہیں نکلتی۔ آگے ایک اور دہشت ناک بات بیان کی جاتی ہے کہ اس قیامت کے دن جس حاکم کا سامنا ہوگا وہ ایسا ہے کہ جس سے چھوٹی سے چھوٹی چیز یہاں تک کہ دزدیدہ نگاہ چشم اور پوشیدہ سے پوشیدہ بات یہاں تک کہ وہ خیال جو سینوں میں چھپا ہوتا ہے وہ بھی اس سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ تو مقصد اس سے یہ ہے کہ اتنے بڑے علم والے سے جس سے کوئی چیز مخفی نہیں سب کو ڈرنا چاہئے اور یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اس وقت وہ مجھ سے پوشیدہ ہے اور میرے حال کی اسے اطلاع نہیں بلکہ ہر وقت یہ یقین کرے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اس کا علم میرے ساتھ ہے اس لئے اس کے منع کئے ہوئے کاموں سے رکا رہے اور اس کے احکام کی بجا آوری کرتا رہے۔ آگے بات یہ فرمائی کہ اس روز فیصلہ و انصاف اللہ ہی کرے گا اور انصاف بھی کیسا کہ جس میں کوئی رو رعایت نہ ہوگی۔ بڑے چھوٹے امیر غریب شاہ و گدا سب کے ساتھ عادلانہ حق کے ساتھ انصاف ہوگا۔ تیسری بات یہ فرمائی کہ اللہ کے سوا کفار و مشرکین کے جھوٹے معبود جن کو یہ لوگ اس دن کی امید پر پکارتے ہیں کچھ بھی فیصلہ کرنے کے مجاز نہ ہوں گے۔ ان کو اختیار ہی نہ ہوگا کہ کسی قسم کا فیصلہ کر سکیں خواہ عادلانہ ہو یا ظالمانہ۔ آخر میں فرمایا ان اللہ ھو السمیع البصیر اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے جس سے کسی کا کوئی قول و فعل مخفی نہیں اس لئے فیصلہ کرنا اسی کا کام ہو سکتا ہے جو سننے اور جاننے والا ہو۔ یہ کفار و مشرکین کے معبود پتھر کی بے جان مورتیں جنہیں وہ معبود کہہ کر پکارتے ہیں جو اندھے بھی ہیں اور بہرے بھی ہیں وہ کیا خاک فیصلہ کریں گے جن سے یہ کفار و مشرکین امید لگائے ہوئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ خدائے واحد ہی معبود ہے اور کوئی نہیں۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ قیامت و آخرت کا حقیقی فکر ہم کو نصیب فرمائیں۔ اور اس زندگی میں آخرت کا سامان جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

یا اللہ قیامت کی ہولناکیوں سے ہماری حفاظت فرمایئے۔ اور ہم کو اس گروہ میں شامل نہ فرمایئے کہ جن کا نہ کوئی دوست قیامت میں ہوگا نہ سفارشی۔

یا اللہ ہمارا حساب کتاب آسان فرمایئے اور آخرت کی کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرمایئے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ

کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا

كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَمَا كَانَ

وہ لوگ قوت اور ان نشانیوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں ان سے بہت زیادہ تھے سو اُن کے گناہوں کے وجہ سے خدا نے ان پر دار و گیر فرمائی اور ان کا کوئی

لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ﴿٢١﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ

خدا سے بچانے والا نہ ہوا یہ (مؤاخذہ) اس سبب سے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں لے کر آتے رہے پھر انہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مؤاخذہ فرمایا

اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢٣﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون

وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْحَقِّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا

اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر (اور) جھوٹا ہے۔ پھر جب وہ لوگوں کے پاس دین حق جو ہماری طرف سے تھا لیکر آئے تو ان لوگوں نے کہا

اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿٢٥﴾

کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو اور ان کافروں کی تدبیر محض بے اثر رہی۔

اَوَ کیا	لَمْ يَسِيرُوا وہ چلے پھرے نہیں	فِي الْأَرْضِ زمین میں	فَيَنظُرُوا تو وہ دیکھتے	كَيْفَ کیسا	كَانَ ہوا	عَاقِبَةُ انجام	
الَّذِينَ ان لوگوں کا جو	كَانُوا تھے	مِن قَبْلِهِمْ ان سے پہلے	كَانُوا وہ تھے	هُمْ وہ	أَشَدَّ زیادہ سخت	مِنْهُمْ ان سے	قُوَّةً قوت
وَآثَارًا اور آثار	فِي الْأَرْضِ زمین میں	فَأَخَذَهُمُ تو انہیں پکڑا	اللَّهُ اللہ	بِذُنُوبِهِمْ انکے گناہوں کے سبب	وَمَا اور نہیں	كَانَ ہے	
لَهُم ان کیلئے	مِنَ اللَّهِ اللہ سے	مِن سے۔کوئی	وَاقٍ بچانے والا	ذَٰلِكَ یہ	بِأَنَّهُمْ اس لئے کہ وہ	كَانَت تَّأْتِيهِمْ ان کے پاس آتے تھے	
رُسُلُهُم ان کے رسول	بِالْبَيِّنَاتِ کھلی نشانیوں کے ساتھ	فَكَفَرُوا تو انہوں نے کفر کیا	فَأَخَذَهُمُ پس پکڑا انہیں	اللَّهُ اللہ	إِنَّهُ بے شک وہ		
قَوِيٌّ قوی	شَدِيدُ الْعِقَابِ سخت عذاب والا	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا اور تحقیق ہم نے بھیجا	مُوسَىٰ موسیٰ	بِآيَاتِنَا اپنی نشانیوں کے ساتھ	وَسُلْطَانٍ اور سند		
مُّبِينٍ روشن	إِلَىٰ فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف	وَهَامَانَ اور ہامان	وَقَارُونَ اور قارون	فَقَالُوا تو انہوں نے کہا	سَاحِرٌ جادوگر	كَذَّابٌ بڑا جھوٹا	
فَلَمَّا پھر جب	جَاءَهُم وہ آئے ان کے پاس	بِالْحَقِّ حق کیساتھ	مِنْ عِندِنَا ہمارے پاس (طرف) سے	قَالُوا انہوں نے کہا			
اقْتُلُوا تم قتل کردو	أَبْنَاءَ انکے بیٹے	الَّذِينَ وہ جو	آمَنُوا ایمان لائے	مَعَهُ اسکے ساتھ	وَاسْتَحْيُوا اور زندہ رہنے دو		
نِسَاءَهُمْ ان کی عورتیں (بیٹیاں)	وَ اور	مَا كَيْدُ اور نہیں داؤ	الْكَافِرِينَ کافروں	إِلَّا سوائے	فِي ضَلَالٍ گمراہی میں		

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور شان الوہیت کے ثبوت میں بتلایا گیا تھا کہ قیامت میں جزا و سزا کا

مالک و حاکم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی جس کی یہ صفات ہیں کہ وہ پوشیدہ سے پوشیدہ قول و فعل حتیٰ کہ دل کے اندر کے وسوسے اور خیالات تک سے واقف ہے اور وہ قیامت کے دن انصاف کے ساتھ ہر ایک کا فیصلہ فرمادیں گے۔ تو جو لوگ باوجود ان دلائل توحید کے کفر و شرک پر اصرار کرتے ہیں ان کو مزید ڈرایا جاتا ہے اور یہ بتلایا جاتا ہے کہ اللہ کو نہ ماننے اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے کے سبب گذشتہ دور میں بہت سی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں تو ان کے انجام سے ان مشرکوں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ اسی سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قوم فرعون کا قصہ بیان فرمایا جاتا ہے جس سے کفار مکہ اور مشرکین عرب کو یہ جتلایا گیا کہ تم جو کچھ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنا چاہتے ہو یہی کچھ اپنی طاقت اور حکومت کے بل بوتا پر فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرنا چاہتا تھا مگر آخر تقدیر الٰہی کے آگے کوئی تدبیر نہ چل سکی اور انجام کار فرعون ہلاک ہوا تو کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے اسی انجام سے دوچار ہونا چاہتے ہو جس سے فرعون موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کر کے دوچار ہوا۔ ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین اہل اسلام کو سبق دیا گیا کہ یہ ظالم کفار مکہ بظاہر اس وقت کیسے ہی بالا دست اور چیرہ دست ہوں اور ان کے مقابلہ میں مسلمان خواہ کتنے ہی کمزور اور بے بس ہوں مگر آخر کار اللہ تعالیٰ کی نصرت اپنے رسول اور ان کے متبعین کے ساتھ آ کر رہے گی اور ان کو کامیابی و غلبہ نصیب ہوگا اور وہ وقت آنے تک ظلم و ستم کے جو طوفان بھی سامنے آئیں انہیں صبر و ضبط کے ساتھ برداشت کرنا ہوگا۔ چنانچہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ کیا ان کفار مکہ و مشرکین عرب نے جو ملک شام اور یمن وغیرہ تجارت کے لئے آیا جایا کرتے ہیں کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا اور سنا کہ ان منکروں کا جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں کیا انجام ہوا حالانکہ وہ ان سے زیادہ طاقت ور بھی تھے اور بڑے بڑے نشان دنیا میں چھوڑ گئے یعنی ان کے مکانات اور مستحکم قلعوں کے کھنڈرات اور ان کے آثار شکستہ جو اس وقت تک موجود تھے ان کی یادگار ہیں۔ پھر ان کو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا اور ان کو کوئی نہ بچا سکا جیسا کہ قوم عاد و ثمود و قوم لوط وغیرہ اور یہ مصیبت ہلاکت کی ان پر صرف اس لئے آئی کہ اللہ کے رسول ان کے پاس نشانیاں و معجزات و آیات لے کر آئے تھے مگر وہ انکار ہی کرتے رہے اور تکذیب سے باز نہ آئے پھر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کو پکڑ لیا اور سزا دی کیونکہ اللہ تعالیٰ زبردست اور بڑی قوت والا ہے۔ اس کی پکڑ اور سزا سے پھر کوئی بچ نہیں سکتا گویا یہاں یہ صاف صاف بتلا دیا گیا کہ جو احکام خداوندی کے خلاف کریں گے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائیں گے اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانیں گے ان کا وہی حشر ہوگا جو پہلوں کا ہوا کہ جن میں سے کچھ تو اپنی حکومت سلطنت پر پھولے ہوئے تھے۔ جیسے فرعون اور بعض اپنے انتظام و تدبیر پر مغرور تھے جیسے ہامان اور بعض کو دولت کی کثرت پر گھمنڈ تھا جیسے قارون تو ان سب کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہو کر آئے اور کھلی ہوئی نشانیاں معجزات اور حجت و صداقت کے دلائل لے کر آئے مگر ان سب نے اللہ کے رسول کو معاذ اللہ جھوٹا اور جادوگر ہی بتایا۔ فرعون اور اس کے وزیر اعظم ہامان نے تو کھلم کھلا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی تھی اور آپ کو جادوگر بھی ٹھہرایا تھا مگر قارون جو بنی اسرائیل ہی میں سے تھا اس نے بظاہر یہ الفاظ نہ کہے تھے مگر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا۔ آپ پر الزامات اور تہمت لگائی اور آپ کے اتباع سے انکار کیا تو گویا بزبان حال اس نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب ہی کی۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ جب قوم فرعون کے پاس موسیٰ علیہ السلام دین حق اور پیغام الٰہی لے کر

آئے تو بجائے اس کے کہ ان کا کہنا مانتے فرعون نے یہ حکم دے دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کروتا کہ بنی اسرائیلیوں کا زور اور قوت نہ بڑھنے پائے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دو تا کہ وہ فرعونیوں کی خدمت گزاری کے کام میں آئیں۔ بنی اسرائیل کے متعلق یہ حکم فرعون کا دوبارہ تھا۔ پہلے یہی حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت نجومیوں کے کہنے سے فرعون نے صادر کیا تھا۔ اب جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہو کر آئے اور فرعون زچ ہوا تو پھر اس لعین نے یہی حکم صادر کیا مگر حق تعالیٰ اس پر فرماتے ہیں کہ ان سب تدبیروں سے کیا ہوتا ہے۔ کفار کے سب داؤ پیچ خدا تعالیٰ کی مشیت کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتے۔ سب بیکار اور ضائع جاتے ہیں۔ آخر کار ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ فرعون اور اس کے سردار اور لشکر سب غارت ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مع تمام بنی اسرائیل کے سلامت رہے۔

کفار کا اپنے اپنے انبیاء کے ساتھ ہمیشہ یہ رویہ رہا کہ پہلے تو اللہ کے پیغمبر کو ڈرا دھمکا کر تبلیغ حق سے باز رہنے کی کوشش کی اور جب یہ حربہ کارگر نہ ہوا تو پھر قتل پیغمبر کے منصوبہ باندھتے تا کہ تبلیغ کی جڑ بنیاد ہی ختم کر دی جائے۔ چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اخیر میں قتل کرنا چاہا۔

دعا کیجئے

یا اللہ نافرمانوں کے انجام دیکھ کر ہم کو بھی عبرت ونصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اپنی ہر چھوٹی بڑی نافرمانی سے ہم کو کامل طور پر بچنے کی ہمت وتوفیق نصیب فرما۔

یا اللہ جو دین حق کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا ہے اس پر ہم کو استقامت اور اس کا اتباع نصیب فرمایئے اور کفار ومشرکین کے سارے وہ ارادے اور تدبیریں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وہ کر رہے ہیں۔

یا اللہ ان کی ساری تدبیریں بے اثر فرما دیجئے اور اہل ایمان کو غلبہ اور شوکت اور کفار کو ذلت وخواری نصیب فرمایئے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ

اور فرعون نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور اس کو چاہئے کہ اپنے رب کو (مدد کیلئے) پکارے مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے

يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ

یا ملک میں کوئی خرابی پھیلا دے اور موسیٰ نے کہا کہ میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر خردماغ شخص (کے شر) سے

مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ

جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ اور ایک مؤمن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ

کہا کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے۔ اور اگر

يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا۔ اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑیگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو

لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ

مقصود تک نہیں پہنچاتا جو حد سے گذر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو

يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ

سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کرے گا اگر وہ ہم پر آپڑا فرعون نے کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دوں گا جو خود سمجھ رہا ہوں اور میں

اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾

تم کو عین طریق مصلحت بتلاتا ہوں۔

وَقَالَ اور کہا	فِرْعَوْنُ فرعون	ذَرُوْنِيْ مجھے چھوڑ دو	اَقْتُلْ میں قتل کروں	مُوْسٰى موسیٰ	وَلْيَدْعُ اور اسے پکارنے دو	رَبَّهٗ اپنا رب
اِنِّيْ اَخَافُ بیشک میں ڈرتا ہوں	اَنْ يُّبَدِّلَ کہ وہ بدل دے	دِيْنَكُمْ تمہارا دین	اَوْ یا	اَنْ يُّظْهِرَ یہ کہ ظاہر کردے (پھیلا دے)		
فِي الْاَرْضِ زمین میں	الْفَسَادَ فساد	وَقَالَ اور کہا	مُوْسٰى موسیٰ	اِنِّيْ بیشک میں	عُذْتُ پناہ لے لی	بِرَبِّيْ اپنے رب سے۔کی
وَرَبِّكُمْ اور تمہارے رب سے۔کی	مِنْ سے	كُلِّ ہر	مُتَكَبِّرٍ مغرور	لَا يُؤْمِنُ جو ایمان نہیں رکھتا	بِيَوْمِ الْحِسَابِ روز حساب پر	وَقَالَ اور کہا
رَجُلٌ ایک مرد	مُّؤْمِنٌ مؤمن	مِنْ سے	اٰلِ فِرْعَوْنَ فرعون کے لوگ	يَكْتُمُ وہ چھپائے ہوئے تھا	اِيْمَانَهٗ اپنا ایمان	
اَتَقْتُلُوْنَ کیا تم قتل کرتے ہو	رَجُلًا ایک آدمی	اَنْ يَّقُوْلَ کہ وہ کہتا ہے	رَبِّيَ اللّٰهُ میرا رب اللہ	وَقَدْ جَآءَكُمْ اور وہ تمہارے پاس آیا ہے		
بِالْبَيِّنٰتِ کھلی نشانیوں کیساتھ	مِنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے	وَاِنْ اور اگر	يَّكُ وہ ہے	كَاذِبًا جھوٹا	فَعَلَيْهِ تو اس پر	

كَذِبُهٗ اس کا جھوٹ	وَاِنْ يَّكُ اور اگر ہے وہ	صَادِقًا سچا	يُصِبْكُمْ تمہیں پہنچے گا	بَعْضُ کچھ	الَّذِيْ وہ جو	يَعِدُكُمْ تم سے وعدہ کرتا ہے
اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ	لَا يَهْدِيْ ہدایت نہیں دیتا	مَنْ هُوَ جو ہو	مُسْرِفٌ حد سے گزرنے والا	كَذَّابٌ سخت جھوٹا	يٰقَوْمِ اے میری قوم	
لَكُمُ تمہارے لئے	الْمُلْكُ بادشاہت	الْيَوْمَ آج	ظٰهِرِيْنَ غالب	فِي الْاَرْضِ زمین میں	فَمَنْ تو کون	يَّنْصُرُنَا ہماری مدد کریگا
مِنْ سے	بَاْسِ اللّٰهِ اللہ کا عذاب	اِنْ جَآءَنَا اگر وہ آجائے ہم پر	قَالَ کہا	فِرْعَوْنُ فرعون	مَآ نہیں	اُرِيْكُمْ اِلَّا میں دکھاتا (رائے دیتا) تمہیں مگر
	مَآ اَرٰى جو میں دیکھتا ہوں	وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اور راہ نہیں دکھاتا تمہیں	اِلَّا مگر	سَبِيْلَ راہ	الرَّشَادِ بھلائی	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ ذکر فرمایا گیا تھا جس سے کفار مکہ اور مشرکین عرب کو یہ جتلانا مقصود تھا کہ تم بھی اللہ کے رسول کی تکذیب کر کے فلاح نہیں پا سکتے آخر ذلیل وخوار ہو گے اور دین و دنیا دونوں جہان کی رسوائی مول لو گے اور خداوند قدوس اپنی تائید وحمایت سے اپنے پیغمبر کو غالب اور منصور فرمائے گا۔ نیز یہ بتلایا گیا تھا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بغرض تبلیغ دین فرعون کے پاس پہنچے تو اس نے آپ کی نبوت کی تکذیب اور معجزات کو دیکھ کر جادوگر بتلایا۔

انسان کو عموماً بگاڑنے والی تین ہی چیزیں ہوتی ہیں۔

(اول) یا تو اس کو اپنی قوت وطاقت پر ناز۔

دوسرے یا اپنے علم وقابلیت یا ہنر پر گھمنڈ

تیسرے یا دولت وثروت کی زیادتی اور اس پر بھروسہ۔

اور اگر ان تینوں باتوں کا گٹھ جوڑ ہو جائے اور اس کے ساتھ خوف خدا نہ ہو تو پھر انسان تباہی کی طرف تیزی سے جاتا ہے۔ فرعون بجائے اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا۔ آپ کی نبوت کو تسلیم کرتا آپ کے حکم کا اتباع کرتا آپ کی مخالفت اور دشمنی پر اتر آیا اور بنی اسرائیل کی تذلیل وتوہین کے لئے اور ان کی تعداد اور قوت گھٹانے کے لئے یہ حکم دیا کہ ان کے بیٹوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جائے اور بیٹیوں کو خدمت گزاری کے لئے زندہ رہنے دیا جائے اور ممکن ہے کہ یہ دہشت انگیزی کی پالیسی اس نے اس لئے بھی اختیار کی ہو کہ بنی اسرائیلیوں کے دل میں یہ خیال جم جائے کہ یہ سب مصیبت ان پر موسیٰ علیہ السلام کی بدولت آئی اس لئے ان کا ساتھ چھوڑ دیں۔ لیکن مشیت خداوندی کے آگے کفار کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی۔ کافروں کا فریب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا تو جیسا کہ منکرین ومکذبین کا ہمیشہ وطیرہ رہا کہ دعوت حق کو روکنے اور ختم کرنے کا آخری حربہ یہی خیال کرتے رہے کہ داعی حق کو قتل کر دیا جائے جس سے سارا قصہ ہی ختم ہو جائے ایسا ہی فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے متعلق خیال کیا چنانچہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ ایک روز فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کہ تم لوگ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں موسیٰ کو جان سے مار دوں۔ فرعون تھا بڑا فریبی گویا اس وقت تک موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کرنے کی وجہ اپنے درباریوں کی روک تھام اور ان کی ممانعت کو قرار دے رہا تھا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام پر ہاتھ ڈالنے سے خود دل میں سہما اور ڈرا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر مگر اپنی قوت اور شجاعت کا اظہار کرنے کے لئے بے حیائی سے ایسا کہہ رہا تھا تا کہ لوگ سمجھیں کہ اس کو قتل سے کوئی چیز مانع نہیں اور اس کے ارادہ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ تو اہل دربار سے فرعون نے اپنی شقاوت کی بنا پر کہا کہ مجھ کو چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں گا اور وہ اپنے خدا کو اپنی مدد پر پکارے تب بھی مجھے کوئی پروا نہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تو تمہارا مذہبی طور وطریق جو پہلے سے چلا آ رہا ہے بگاڑ ڈالے یا سازش وغیرہ کا جال پھیلا کر ملک میں بدامنی وفساد پھیلا دے جس کا انجام یہ ہو کہ تمہاری حکومت کا خاتمہ ہو کر ملک بنی اسرائیل کے ہاتھوں میں چلا جائے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے ان مشوروں کی خبر پہنچی تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے ان دھمکیوں کی مطلق

پروا نہیں۔ فرعون اکیلا تو کیا ساری دنیا کے متکبرین و جبارین جمع ہو جائیں تب بھی میرا اور تمہارا پروردگار ان کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہے میں اپنے کو تنہا اسی کی پناہ میں دیتا ہوں وہی میرا حامی و مددگار ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب وحی تھے۔ اللہ کی ہمہ گیر طاقت پر ان کو یقین کامل تھا اس کی ربوبیت پر ایمان تھا اور کھلی آنکھوں اللہ کی مہربانی اور امدادی طاقت کو دیکھ رہے تھے اس لئے بجائے خوفزدہ ہونے اور اپنی طاقت پر بھروسہ کر کے اپنے بچاؤ کا سامان فراہم کرنے کے آپ نے اللہ کے دامن ربوبیت کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اعلان کر دیا کہ ان مغرور ظالموں سے مجھے کچھ اندیشہ نہیں۔ مجھے اپنی رب کی اعانت کا یقین ہے۔ میں اسی کی پناہ چاہتا ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم یا دشمن سے اندیشہ ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے۔ **اللھم انا نعوذبک من شرورھم و ندرء بک فی نحورھم** یعنی اے اللہ ان کے شر اور برائی سے ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اور ہم تجھے ان کے مقابلہ میں کرتے ہیں الغرض دربار فرعون میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے مشورہ ہوئے تو اس وقت وہاں ایک مرد مومن جس نے فرعون اور قوم فرعون سے اب تک اپنا ایمان مخفی رکھا تھا فرعون کی یہ گفتگو سن کر کہا کہ کیا تم ناحق ایک شخص کا خون کرنا چاہتے ہو محض اس بات پر کہ وہ صرف ایک اللہ کو اپنا رب کیوں کہتا ہے حالانکہ وہ اپنے دعوے کی صداقت میں کھلے کھلے نشان تم کو دکھلا چکا اور اس کے قتل کی تم کو کچھ ضرورت بھی نہیں بلکہ ممکن ہے تمہارے لئے مضر ہو۔ فرض کرو اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہوا تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے اور تم نے اسے ستایا یا دکھ پہنچایا تو جیسا وہ کہہ رہا ہے تم پر یقیناً عذاب پڑے گا۔ پس عقلاً لازم ہے کہ تم لوگ اسے چھوڑ دو۔ جو اس کی مان رہے ہیں مانیں تم کیوں در پئے آزار ہوتے ہو۔ مسرف اور جھوٹے آدمی راہ یافتہ نہیں ہوتے دنیا کا کوئی اسراف اور کذب اور جھوٹے دعوائے نبوت سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ تو موسیٰ اگر دعوائے نبوت میں جھوٹے ہیں تو خود انہیں اس کی سزا ملے گی لیکن اگر ان کا دعوئے نبوت سچ نکلا تو تم اپنی خبر لو تمہارا انجام کیا ہوگا۔ اس مومن مرد نے مزید سمجھایا کہ اے میرے بھائیو۔ آج تمہاری حکومت و سلطنت ہے لیکن اپنے سامانوں اور لشکروں پر مغرور مت ہو۔ آج تمہاری یہ شان و شوکت ہے لیکن اگر کل خدا کے عذاب نے آ گھیرا تو کوئی بچانے والا نہ ملے گا اور یہ سب ساز و سامان یوں ہی رکھے رہ جاویں گے۔ لکھا ہے کہ یہ مرد مومن فرعون کے خاندان سے تھے اور بعض مفسرین نے ان کو فرعون کا چچازاد بھائی لکھا ہے مگر یہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آل فرعون میں سے ایک تو یہ مرد ایماندار تھے اور دوسرے فرعون کی بیوی اور تیسرا وہ شخص کہ جس نے ایک فرعونی نادانستہ قتل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دوڑ کر خبر دی تھی کہ تمہارے قتل کے دربار فرعون میں مشورہ ہو رہے ہیں لہذا تمہارا مصر سے کہیں اور چلا جانا اس وقت مناسب ہے تمام قوم فرعون میں صرف یہی تین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ تو فرعون نے پوشیدہ ایمان رکھنے والے اس مرد مومن سے جو یہ تقریر سنی تو اس نے جواب دیا کہ میرے خیالات تمہاری باتوں سے تبدیل نہیں ہوئے۔ جو کچھ میرے نزدیک مصلحت و راستی ہے وہی تم کو سمجھا رہا ہوں۔ میرے خیال میں بہتری کا راستہ یہی ہے کہ اس شخص کا قصہ ختم ہی کر دیا جائے۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر دل میں اتنا ڈرا ہوا تھا کہ اس کی خدائی کا نشہ بھی کافور ہو چکا تھا اور اب وہ اپنی رعونت کو بھول گیا اور خدائی غرور کو چھوڑ کر لیڈری کے عجز پر اتر آیا کہ میں تو تم کو سیدھا راستہ ہی بتا رہا ہوں اور وہی رائے دے رہا ہوں جس کو ٹھیک سمجھتا ہوں۔ یہاں بھی کمبخت نے جھوٹ ہی بولا حضرت موسیٰ علیہ السلام جو شرک اور دہریت کو چھوڑنے اور خدا کے وجود اور توحید اختیار کرنے کا طریقہ بتلاتے تھے اس کو تو جیسا کہ اوپر بیان ہوا فرعون نے بدامنی اور فساد

کا طریقہ بتلایا اور جس دہریہ طریقہ پر آپ تھا اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا اور لوگوں کو بت پرستی سکھاتا تھا اس کو اس نے کہا کہ یہی بھلائی کی راہ ہے۔ یہ باتیں فرعون کی کچھ اس سبب سے نہ تھیں کہ فرعون یا اس کی قوم کو خدا کی خدائی یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا یقین نہ آیا تھا بلکہ متواتر معجزے دیکھ کر فرعون اور اس کی قوم کے دلوں میں یہ بات یقینی طور پر آچکی تھی کہ جو باتیں موسیٰ علیہ السلام سے ظہور میں آتی ہیں وہ بڑے بڑے جادوگروں سے جب نہیں ہوسکتیں تو بلاشک بغیر تائید غیبی کے نہیں ہیں لیکن نخوت اور تکبر کے سبب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اتباع منظور نہ تھا اور موسیٰ علیہ السلام کی باتوں کو فساد کی باتیں بتلاتا تھا۔ اسی لئے جب سمندر میں غرق ہونے لگا تو جیسا سورۂ یونس گیارہویں پارہ میں ذکر ہوا اس وقت خدا کی خدائی کا اقرار کیا لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے منہ میں مٹی بھر دی کہ عمر بھر تو جان بوجھ کر خدا کا منکر رہا اب ایسے وقت خدا کی خدائی کا اقرار کرتا ہے۔

الغرض اس مومن کی نصیحت پر فرعون نے کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دوں گا جس کو خود ٹھیک سمجھ رہا ہوں اور میں تو تم کو عین طریق مصلحت بتلاتا ہوں کہ ان کا قتل ہی مناسب ہے گویا اب یہاں اس کا حاکمانہ طرز کلام نہیں رہا۔ بلکہ بے جان واعظانہ نصیحت اور رائے دینے پر اتر آیا۔

یہاں ان آیات میں اس خفیہ ایمان رکھنے والے مرد مومن نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ کہا **اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ و قدجآء کم بالبینت من ربکم** کیا تم ایک شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے اس دعوے پر دلیلیں بھی لے کر آیا ہے روایات میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے بھی کفار مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے وقت یہی کہا تھا۔ بخاری وغیرہ میں ایک واقعہ کئی روایتوں سے مروی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ مشرکوں نے مکہ میں سب سے زیادہ برا سلوک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہو مجھے بتایئے۔ آپ نے فرمایا سنو ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپ کو پکڑ لیا اور اپنی چادر میں بل دے کر آپ کی گردن میں ڈال کر مروڑنے لگا جس سے کہ آپ کا گلا مبارک گھٹنے لگا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ دوڑے بھاگے آئے اور اسے دھکا دے کر دور پھینکا اور فرمانے لگے۔ **اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جآء کم بالبینت من ربکم** کیا تم ایک شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے اس دعوے پر دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔

ابھی آگے اس مرد مومن کی نصیحت اور تقریر جاری ہے۔ جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ دشمنان دین سے ہماری اور امت مسلمہ کی حفاظت فرمائیں اور حق کی حمایت کے لئے اور باطل سے مقابلہ کے لئے ہم کو عزم واستقلال نصیب فرمائیں۔ اس وقت جہاں جہاں روئے زمین پر اہل اسلام کفار ومشرکین کے نرغہ میں ہیں یا اللہ اہل اسلام کی حمایت فرما اور ان کو غلبہ عطا فرما اور کفار ومشرکین کو پست ومغلوب فرما۔ یا اللہ! اب قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ باطل نے سر اٹھا رکھا ہے اور حق کو کچلنے کی کوشش ہو رہی ہے یا اللہ حق کی ناصر اور مددگار آپ کی قدرت ہو جائے۔ یا اللہ! اپنی قدرت جباری وقہاری سے باطل کو ملیا میٹ فرما دے اور حق کو غلبہ اور فتح ونصرت عطا فرما دے آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ۳۰ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ

اور اس مومن نے کہا صاحبو! مجھ کو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روز بد کا اندیشہ ہے۔ جیسا قوم نوحؑ

نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۳۱ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْٓ

اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں کا حال ہوا تھا اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور صاحبو! مجھ کو تمہاری نسبت اس دن کا اندیشہ ہے

اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ۳۲ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ مَا لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ

جس میں کثرت سے ندائیں ہونگی۔ جس روز (موقف حساب سے) پشت پھیر کر (دوزخ کی طرف) لوٹو گے اس وقت تم کو خدا سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ اور جس کو

یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۳۳ وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَکٍّ

خدا ہی گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ اور اس کے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف (علیہ السلام) دلائل (توحید و نبوت کے) لے کر آ چکے ہیں۔ سو تم ان امور میں بھی

مِّمَّا جَآءَکُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓی اِذَا هَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ کَذٰلِکَ یُضِلُّ

برابر شک ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس لیکر آئے تھے حتیٰ کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ کسی رسول کو نہ بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ سے باہر

اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۳۴ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ ؕ

ہو جانے والوں (اور) شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتے ہیں۔ جو بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو۔ خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔

کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ ۳۵

اس (کج بحثی) سے خدا تعالیٰ کو بھی بڑی نفرت ہے اور مومنین کو بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور جابر کے پورے قلب پر مُہر کر دیتا ہے۔

وَقَالَ اور کہا	الَّذِیْ وہ شخص جو	اٰمَنَ ایمان لے آیا	یٰقَوْمِ اے میری قوم	اِنِّیْٓ اَخَافُ میں ڈرتا ہوں	عَلَیْکُمْ تم پر	مِثْلَ مانند	
یَوْمِ الْاَحْزَابِ سابقہ گروہوں کا دن	مِثْلَ جیسے	دَاْبِ حال	قَوْمِ نُوْحٍ قوم نوح	وَّعَادٍ اور عاد	وَّثَمُوْدَ اور ثمود	وَالَّذِیْنَ اور جو لوگ	
مِنْۢ بَعْدِهِمْ اُنکے بعد	وَمَا اور نہیں	اللّٰهُ اللہ	یُرِیْدُ چاہتا	ظُلْمًا کوئی ظلم	لِّلْعِبَادِ اپنے بندوں کیلئے	وَیٰقَوْمِ اور اے میری قوم	
اِنِّیْٓ اَخَافُ میں ڈرتا ہوں	عَلَیْکُمْ تم پر	یَوْمَ التَّنَادِ دن چیخ و پکار	یَوْمَ جس دن	تُوَلُّوْنَ تم پھر جاؤ گے (بھاگو گے)	مُدْبِرِیْنَ پیٹھ پھیر کر		
مَا لَکُمْ نہیں تمہارے لئے	مِنَ اللّٰهِ اللہ سے	مِنْ کوئی	عَاصِمٍ بچانے والا	وَمَنْ اور جس کو	یُّضْلِلِ گمراہ کردے	اللّٰهُ اللہ	
فَمَا لَهٗ تو نہیں اس کیلئے	مِنْ هَادٍ کوئی ہدایت دینے والا	وَلَقَدْ جَآءَکُمْ اور تحقیق آئے تمہارے پاس	یُوْسُفُ یوسف	مِنْ قَبْلُ اس سے قبل			
بِالْبَیِّنٰتِ واضح دلائل کیساتھ	فَمَا زِلْتُمْ سو تم ہمیشہ رہے	فِیْ شَکٍّ شک میں	مِّمَّا جَآءَکُمْ اس سے آئے تمہارے پاس	بِهٖ حَتّٰٓی اسکے ساتھ یہاں تک			
اِذَا جب	هَلَکَ وہ فوت ہوگئے	قُلْتُمْ تم نے کہا	لَنْ یَّبْعَثَ ہرگز نہ بھیجے گا	اللّٰهُ اللہ	مِنْۢ بَعْدِهٖ اسکے بعد	رَسُوْلًا کوئی رسول	کَذٰلِکَ اسی طرح
یُضِلُّ اللّٰهُ گمراہ کرتا ہے اللہ	مَنْ هُوَ جو وہ	مُسْرِفٌ حد سے گزرنے والا	مُّرْتَابُ شک میں رہنے والا	الَّذِیْنَ جو لوگ	یُجَادِلُوْنَ جھگڑا کرتے ہیں		

فِیْ میں	اٰیٰتِ اللّٰہِ اللہ کی آیتیں	بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ بغیر کسی دلیل	اَتٰىھُمْ آئی اُنکے پاس	كَبُرَ مَقْتًا سخت ناپسند	عِنْدَ اللّٰہِ اللہ کے نزدیک
وَعِنْدَ اور نزدیک	الَّذِیْنَ ان لوگوں کے جو	اٰمَنُوْا ایمان لائے	كَذٰلِكَ اسی طرح	یَطْبَعُ اللّٰہُ مہر لگا دیتا ہے اللہ	عَلٰی پر — كُلِّ قَلْبِ ہر دل
مُتَكَبِّرٍ مغرور	جَبَّارٍ سرکش				

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعات کا ذکر ہوا تھا اور یہ بتلایا گیا تھا کہ جب فرعون نے اپنے اہل دربار میں موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا خیال ظاہر کیا تو فرعون کے خاندان کے ایک مومن شخص نے جواب تک اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے حاضرین دربار سے کہا کہ کیا تم ایک شخص کے محض اس بات پر قتل کے درپے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور حالانکہ وہ اپنے دعوائے نبوت پر دلیلیں بھی لے کر آیا ہے اور اس مومن شخص نے مزید یہ کہا تھا کہ تم کو قتل کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ یا تو اپنے دعوے میں جھوٹا ہے یا سچا ہے۔ اگر بالفرض جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو پھر جس عذاب کی وہ پیشین گوئیاں کر رہا ہے وہ تم پر پڑ کر رہے گا اور اس صورت میں قتل کرنے سے اور زیادہ بلا اپنے سر مول لینا ہے حالانکہ آج تمہاری حکومت وسلطنت ہے اور تم اس سرزمین مصر کے حاکم ہو لیکن وہ شخص اگر سچا ہے تو پھر اس کے قتل کرنے سے ہم پر جو عذاب الٰہی آ پڑے گا تو اس وقت کون تمہاری مدد کرے گا۔

یہاں تک مضمون گذشتہ آیات میں بیان ہو چکا تھا۔

اب آگے ان آیات میں اسی مومن شخص کی بقیہ تقریر بیان فرمائی گئی ہے اور بتلایا جاتا ہے جب اس مومن نے دیکھا کہ نصیحت میں نرمی سے کام نہیں چلتا تو اب اس نے ڈراوے اور خوف دلانے سے کام لیا اور کہا کہ اے صاحبو اگر تم اسی طرح تکذیب اور عداوت پر جمے رہے تو مجھے سخت اندیشہ ہے کہ تم کو بھی کہیں وہی دن دیکھنا نہ پڑے جو پہلی قومیں اپنے انبیاء کی تکذیب اور مقابلہ کر کے دیکھ چکی ہیں۔ مجھے تو یہی نظر آ رہا ہے کہ اللہ اپنے پیغمبر ہی کی مدد کرے گا اور اس کے ستانے والوں کو سخت سزا دے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری وہی گت بنے جیسا قوم نوح اور قوم عاد وثمود وغیرہ کی بنی۔ اللہ تو ایسا نہیں کہ بندوں پر ظلم کرے اور بلا وجہ سزا دے مگر انسان آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے اگر تم وہی حرکتیں کرو گے تو پھر ضرور اپنی سزا کو پہنچو گے۔ یہ تو اس مومن نے اپنے ساتھیوں اور قوم کو دنیا کے عذاب سے ڈرایا۔ آگے عذاب آخرت کا خوف دلایا اور کہا کہ دیکھو ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ تم بڑی مصیبت میں پھنسو گے ہر طرف چیخ وپکار ہائے واویلا کے سوا کچھ نہ سنائی دے گا۔ اور تم پیٹھ پھیر کر مصیبت سے بھاگ کر نکلنا چاہو گے مگر نکل نہ سکو گے۔ یاد رکھو اللہ کے عذاب سے تمہیں بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ میں تو تمہیں سب نشیب وفراز پوری طرح سمجھا چکا اب اس پر بھی تم نہ مانو تو سمجھ لو کہ تمہاری عناد اور کجروی کی شامت سے تم پر اللہ کی پھٹکار ہے اگر وہ کسی کو غلط راستہ پر چلنے سے نہ بچائے تو اس شخص کی سمجھ الٹی اور مت اوندھی ہو جاتی ہے پھر کوئی نہیں جو ایسے شخص کو سیدھی بات سمجھائے یا سیدھا راستہ بتائے۔ اے میری قوم کے لوگو تم پہلے بھی ایک بڑی غلطی کر چکے ہو دیکھو پہلے تمہارے ملک میں حضرت یوسف علیہ السلام آئے اور انہوں نے ایسی صاف نشانیاں دکھائیں کہ اگر مصری عقل سے کام لیتے تو سمجھ جاتے کہ یہ ضرور اللہ کے رسول ہیں۔ تم مانتے ہو کہ انہوں نے بادشاہ وقت کے خواب کی صحیح تعبیر دے کر تمہاری قوم کو سات برس کے اس خوفناک قحط کی تباہ کاریوں سے بچا لیا جو ان کے دور میں تم پر آیا تھا اور تمہاری ساری قوم اس بات کی بھی معترف ہے کہ ان کے دور حکومت سے بڑھ کر عدل وانصاف اور خیر وبرکت کا زمانہ کبھی

مصریوں نے نہیں دیکھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے مصریوں کو بہت کچھ سمجھایا اور بت پرستی سے منع کیا لیکن لوگ ان کی زندگی میں ان کے منکر ہی رہے۔ یعنی مصریوں نے عقیدہ توحید و رسالت میں ان کی اطاعت نہ کی ہاں بوجہ دنیوی جاہ وعزت کے تو انہیں یوسف علیہ السلام کی ماتحتی کرنی پڑتی تھی مگر مصریوں نے ان کی نبوت کو من حیث القوم تسلیم نہیں کیا اور جب آپ کا انتقال ہوگیا تو اس وقت مصریوں نے بطور شرارت کہا کہ بس اب خدا کسی رسول کو نہ بھیجے گا۔ مطلب مصریوں کا یہ تھا کہ اول تو یوسف بھی خدا کے رسول نہ تھے اور اگر بالفرض تھے بھی تو جب ایک کو نہ مانا تو اب خدا کو دوسرے کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ہمیشہ کے لئے یہ قصہ پاک ہوگیا۔ یہ سورۂ یوسف بارہویں اور تیرہویں پارہ میں بیان ہو چکا ہے کہ کس طرح سب سے پہلے بنی اسرائیل میں حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے دینی اور دنیوی دونوں وجاہتوں سے آپ کو نوازا۔ اور پھر تقریباً ۲۷ سال کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے خاندان اور گھرانے کے باقی افراد جو ستر سے زیادہ تھے فلسطین سے مصر میں آ گئے جہاں یہ قوم پہلے پھلی پھولی اور یوسف علیہ السلام کی وفات کے تقریباً ۴۰۰ سال بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہو کر مصر میں تشریف لائے اور بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر آپ نکلے ہیں تو بنی اسرائیل کی تعداد قریب چھ لاکھ کے تھی تو مصریوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات اچھی طرح معلوم تھے اس لئے اس مرد مومن نے حضرت یوسف علیہ السلام کی یاد دلا کر یہ جتلانا چاہا کہ نعمت کی قدر بعد زوال کے ہوا کرتی ہے۔ فی الحال تم کو موسیٰ کی قدر نہیں۔ ان کی بات مانو ورنہ پچھتاؤ گے جو لوگ اللہ کی نشانیاں نہیں پہچانتے اور شک وشبہ میں پھنسے رہتے ہیں انہیں اللہ اپنی ہدایت سے محروم کر دیتا ہے کیونکہ وہ بدوں حجت عقلیہ ونقلیہ کے اللہ کی باتوں میں جھگڑے ڈالتے ہیں۔ ان کی یہ بے باکی اور سرکشی نہ اللہ کو پسند ہے اور نہ ان کو جو اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ اس لئے اللہ اور اس کے ایماندار بندے ایسے لوگوں سے سخت بیزار ہیں جو حق کے سامنے غرور سے گردن نہ جھکائیں اور پیغمبروں کے ارشادات سن کر سر نیچا نہ کریں۔ آخر کار ان کے دلوں پر اللہ کی طرف سے مہر لگ جاتی ہے کہ پھر سچی بات ان کے دل میں گھسنے ہی نہیں پاتی اور پھر قبول حق کی ان میں گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

الغرض ان مومن کی اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ اب ان کا ایمان پوشیدہ نہیں تھا۔ یہاں آخری آیت کے جملہ **کذٰلک یطبع الله علیٰ کل قلب متکبر جبار** یعنی اسی طرح اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے ہر متکبر اور جبار کے دل پر یعنی جس طرح فرعون اور اس کے متبعین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومن آل فرعون کی نصیحتوں سے کوئی اثر نہیں لیا اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر ایسے مغرور ومتکبر اور جابر یعنی ظالم کے دل پر مہر کر دیتے ہیں کہ پھر اچھے برے اور حق و باطل کی تمیز نہیں رہتی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام اخلاق واعمال کا منبع اور سرچشمہ انسان کا دل ہی ہے ہر اچھا برا عمل انسان کے دل ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان کے بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا (یعنی دل) ایسا ہے کہ جس کے درست ہونے سے سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور اس کے خراب ہونے سے سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کی حفاظت فرمائیں اور اس کو نور ایمان سے منور رکھیں۔ آمین۔ الغرض فرعون نے جو یہ لاجواب تقریر سنی تو اس مومن کو تو کچھ جواب نہ دے سکا لیکن اپنی جہالت قدیمہ پر حجت قائم کرنے کے لئے اپنے وزیر ہامان سے مخاطب ہوا اور کیا کہا یہ اگلی آیات میں ظاہر فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى

اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ شاید میں آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں۔ پھر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں

اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ

اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور اسی طرح فرعون کی (اور) بدکرداریاں بھی اس کو مستحسن معلوم ہوئی تھیں اور (سیدھے) راستہ سے رُک گیا

وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ

اور فرعون کی (ہر) تدبیر غارت ہی گئی۔ اور اس مومن نے کہا کہ اے بھائیو! تم میری راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک راستہ بتلاتا ہوں۔

الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ

اے بھائیو! یہ دنیاوی زندگی محض حظ چند روزہ ہے۔ اور اصل ٹھہرنے کا مقام تو آخرت ہے۔ (جہاں جزا کا یہ قانون ہے کہ)

سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

جو شخص گناہ کرتا ہے اس کو تو برابر سرابر ہی بدلہ ملتا ہے۔ اور جو نیک کام کرتا ہے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو

فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾

ایسے لوگ جنت میں جاویں گے وہاں بے حساب اُن کو رزق ملے گا۔

وَقَالَ اور کہا	فِرْعَوْنُ فرعون	يٰهَامٰنُ اے ہامان	ابْنِ بنا دے تو	لِيْ میرے لئے	صَرْحًا ایک (بلند) محل	لَعَلِّيْٓ شاید کہ میں	اَبْلُغُ پہنچ جاؤں
الْاَسْبَابَ راستے	اَسْبَابَ راستے	السَّمٰوٰتِ آسمانوں	فَاَطَّلِعَ پس جھانک لوں	اِلٰٓى طرف۔کو	اِلٰهِ معبود	مُوْسٰى موسیٰ	وَاِنِّيْ اور بیشک میں
لَاَظُنُّهٗ اسے البتہ گمان کرتا ہوں	كَاذِبًا جھوٹا	وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح	زُيِّنَ آراستہ دکھائے گئے	لِفِرْعَوْنَ فرعون کو	سُوْٓءُ عَمَلِهٖ اس کے بُرے عمل		
وَصُدَّ اور وہ روک دیا گیا	عَنِ سے	السَّبِيْلِ سیدھا راستہ	وَمَا كَيْدُ اور نہیں تدبیر	فِرْعَوْنَ فرعون	اِلَّا مگر۔صرف	فِيْ تَبَابٍ تباہی میں	
وَقَالَ اور کہا	الَّذِيْٓ اٰمَنَ وہ جو ایمان لے آیا تھا	يٰقَوْمِ اے میری قوم	اتَّبِعُوْنِ تم میری پیروی کرو	اَهْدِكُمْ میں تمہیں راہ دکھاؤنگا	سَبِيْلَ راستہ		
الرَّشَادِ بھلائی	يٰقَوْمِ اے میری قوم	اِنَّمَا اسکے سوا نہیں	هٰذِهِ یہ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی	مَتَاعٌ (تھوڑا) فائدہ	وَّاِنَّ اور بیشک	الْاٰخِرَةَ آخرت
هِيَ یہ	دَارُ الْقَرَارِ (ہمیشہ) رہنے کا گھر	مَنْ جو۔جس	عَمِلَ عمل کیا	سَيِّئَةً بُرا	فَلَا يُجْزٰٓى اسے بدلہ نہ دیا جائیگا	اِلَّا مگر	مِثْلَهَا اسی جیسا
وَمَنْ اور جو۔جس	عَمِلَ عمل کیا	صَالِحًا اچھا	مِّنْ سے۔خواہ	ذَكَرٍ مرد	اَوْ اُنْثٰى یا عورت	وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور (بشرطیکہ) وہ مومن	
فَاُولٰۗىِٕكَ تو یہی لوگ	يَدْخُلُوْنَ داخل ہوں گے	الْجَنَّةَ جنت	يُرْزَقُوْنَ وہ رزق دیے جائیں گے	فِيْهَا اس میں	بِغَيْرِ حِسَابٍ بے حساب		

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں قوم فرعون میں سے ایک مرد مومن کی تقریر نقل فرمائی گئی تھی جس نے بلا رو رعایت اور خوف وخطر حق کو فرعون اور اس کے درباریوں اور اپنی قوم کے سامنے پیش کیا تھا۔ تقریر سے یہ بات صاف واضح ہوتی ہے کہ وہ مرد مومن

3 فرعون کی سلطنت میں کوئی اہم شخصیت کا مالک تھا کہ جو بھرے دربار میں فرعون کے روبرو اس طرح حق گوئی کی جرأت کی اور اس کو فوراً اس علانیہ حق گوئی کے باوجود فوری سزا دینے کی جرات نہ کی جاسکتی تھی۔ اسی وجہ سے جیسا کہ آئندہ آیات سے اندازہ ہوتا ہے فرعون اور اس کے حامیوں نے اس مرد مومن کو ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیریں کیں مگر ان تدبیروں کو بھی اللہ تعالیٰ نے نہ چلنے دیا۔ الغرض فرعون نے جو اس مرد مومن کی تقریر لاجواب سنی تو کچھ جواب نہ دے سکا اور اپنے وزیر ہامان کو مخاطب کر کے بات کچھ اس انداز میں کرنے لگا گویا کہ وہ اس مرد مومن کے کلام کو کسی التفات کے قابل نہیں سمجھتا۔ اس لئے متکبرانہ شان کے ساتھ اس مرد مومن کی طرف سے منہ پھیر کر ہامان وزیر سے کہتا ہے کہ میرے لئے ایک بلند اور اونچی عمارت اینٹوں اور چونے کی پختہ تعمیر کراؤ تا کہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں تو سہی کہ یہ موسیٰ جس خدا کی باتیں کر رہا ہے وہ کہاں رہتا ہے میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ موسیٰ جھوٹے (نعوذ باللہ) اور وہ جو کہتے ہیں کہ خدا نے انہیں بھیجا ہے بالکل غلط ہے۔ دراصل یہ بھی فرعون کا ایک مکر اور وہ اپنی رعایا پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ دیکھو میں ایسا کام کرتا ہوں کہ جس سے کہ موسیٰ کا جھوٹ بالکل کھل جائے اور میری طرح تمہیں بھی یقین آ جائے کہ موسیٰ دعوائے نبوت میں (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں قرآن کریم نے اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی کہ ہامان نے عمارت تیار کرائی یا نہیں اور پھر فرعون نے اس پر چڑھ کر کیا کیا؟ البتہ مفسرین نے یہ قصہ ضرور نقل کیا ہے کہ جب ہامان نے ایک بہت اونچا مینارہ تیار کرا کے فرعون کو اطلاع دی تو فرعون اس پر چڑھا اور تیر کمان لے کر آسمان کی طرف پھینکا قدرت الٰہی کے مطابق وہ تیر خون آلود ہو کر واپس ہوا۔ فرعون نے یہ دیکھ کر غرور اور شیخی کے ساتھ مصریوں سے کہا کہ لو اب میں نے موسیٰ کے خدا کا بھی قصہ تمام کر دیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اس پر حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ برے کام کرتے کرتے آدمی کی یونہی عقل ماری جاتی ہے اور ایسی ہی مضحکہ خیز حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ جس کے بعد پھر راہ پر آنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ یہی حال فرعون کا تھا۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ فرعون کے جس قدر مکر وفریب اور داؤ پیچ اور منصوبے یا مشورے تھے سب بے حقیقت تھے اور خود اپنی ہی تباہی کے لئے تھے۔ اس کی ہر تدبیر الٹی ہی رہی اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ آگے اسی مرد مومن کی مزید تقریر بیان فرمائی جاتی ہے کہ اس مرد مومن نے فرعون کی بات کا کچھ خیال نہ کیا اور اپنی قوم کو سمجھانے لگے کہ اے لوگو تم میری بات مانو اور میری راہ پر چلو میں تمہیں راہ راست پر ڈال دوں گا۔ پھر انہیں دنیا سے بے رغبت کرنے اور آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کہا کہ اس دنیا کی فانی اور زائل ہونے والی زندگی ہے اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو۔ دنیا کی زندگی بہرحال بھلی بری ختم ہونے والی ہے۔ اس کے بعد وہ زندگی شروع ہوگی جس کا کبھی خاتمہ نہیں۔ تو عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے وہاں کی درستی کی فکر کرے ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ پھر آگے اس مرد مومن نے اخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلا دی کہ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہے اور جہاں کی رحمت وزحمت ابدی اور غیر فانی ہے جہاں برائی کا بدلہ تو اس کے برابر ہی دیا جاتا ہے ہاں نیکی کا بدلہ بے حساب دیا جاتا ہے نیکی کرنے والا چاہے مرد ہو چاہے عورت شرط یہ ہے کہ ہو صاحب ایمان اسے اس کی نیکیوں کا ثواب اس قدر دیا جائے گا جو بے حد وحساب ہوگا۔

ابھی اس مرد مومن کی تقریر جاری ہے جس کا بیان اگلی آیات میں انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ

اور اے میرے بھائیو! یہ کیا بات ہے کہ میں تو تم کو (طریق) نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔ تم مجھ کو اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں خدا کے ساتھ کفر کروں

وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ

اور ایسی چیز کو اس کا ساجھی بناؤں جس کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں اور میں تم کو خدائے زبردست خطا بخش کی طرف بلاتا ہوں۔ یقینی بات ہے کہ تم جس چیز (کی عبادت) کی طرف مجھ کو بلاتے ہو

اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ

وہ نہ تو دنیا ہی میں پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ آخرت ہی میں اور ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور جو لوگ دائرہ (عبودیت) سے نکل رہے ہیں

هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ

وہ سب دوزخی ہوں گے۔ سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا

بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ

نگران ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اُس (مومن) کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا۔ اور فرعون والوں پر موذی عذاب نازل ہوا۔ وہ لوگ (برزخ میں)

عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾

صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو نہایت سخت آگ میں داخل کرو۔

وَيٰقَوْمِ اور اے میری قوم	مَا لِيْٓ کیا ہوا مجھے	اَدْعُوْكُمْ میں بلاتا ہوں تمہیں	اِلَى طرف	النَّجٰوةِ نجات	وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اور بلاتے ہو تم مجھے				
اِلَى طرف	النَّارِ آگ (جہنم)	تَدْعُوْنَنِيْ تم بلاتے ہو مجھے	لِاَكْفُرَ کہ میں انکار کروں	بِاللّٰهِ اللہ کا	وَاُشْرِكَ اور میں شریک ٹھہراؤں				
بِهٖ اسکے ساتھ	مَا جو	لَيْسَ نہیں	لِيْ مجھے	بِهٖ اس کا	عِلْمٌ کوئی علم	وَّاَنَا اور میں	اَدْعُوْكُمْ بلاتا ہوں تمہیں	اِلَى طرف	الْعَزِيْزِ غالب
الْغَفَّارِ بخشنے والا	لَا جَرَمَ کوئی شک نہیں	اَنَّمَا یہ کہ	تَدْعُوْنَنِيْٓ تم بلاتے ہو مجھے	اِلَيْهِ اس کی طرف	لَيْسَ لَهٗ نہیں اس کیلئے				
دَعْوَةٌ بلانا	فِي الدُّنْيَا دنیا میں	وَلَا اور نہ	فِي الْاٰخِرَةِ آخرت میں	وَاَنَّ اور یہ کہ	مَرَدَّنَآ پھر جانا ہے ہمیں	اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف			
وَاَنَّ اور یہ کہ	الْمُسْرِفِيْنَ حد سے بڑھنے والے	هُمْ وہ۔وہی	اَصْحٰبُ النَّارِ آگ والے جہنمی	فَسَتَذْكُرُوْنَ سو تم جلد یاد کرو گے					
مَآ اَقُوْلُ جو میں کہتا ہوں	لَكُمْ تمہیں	وَاُفَوِّضُ اور میں سونپتا ہوں	اَمْرِيْٓ اپنا کام	اِلَى اللّٰهِ اللہ کو	اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ	بَصِيْرٌۢ دیکھنے والا			
بِالْعِبَادِ بندوں کو	فَوَقٰىهُ سو اسے بچالیا	اللّٰهُ اللہ	سَيِّاٰتِ برائیاں	مَا مَكَرُوْا داؤ جو وہ کرتے تھے	وَحَاقَ اور گھیرلیا	بِاٰلِ فِرْعَوْنَ فرعون والوں کو			
سُوْٓءُ الْعَذَابِ برا عذاب	اَلنَّارُ آگ	يُعْرَضُوْنَ وہ حاضر کئے جاتے ہیں	عَلَيْهَا اس پر	غُدُوًّا صبح	وَّعَشِيًّا اور شام	وَيَوْمَ اور جس دن			
تَقُوْمُ قائم ہوگی	السَّاعَةُ قیامت	اَدْخِلُوْٓا داخل کرو تم	اٰلَ فِرْعَوْنَ فرعون والے	اَشَدَّ شدید ترین	الْعَذَابِ عذاب				

تفسیر وتشریح: فرعون کی قوم کے ایک مرد مومن کا ذکر گذشتہ آیات سے ہوتا چلا آرہا ہے جنہوں نے پہلے تو اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا مگر ان کی حق گوئی اور تقریر سے بالآخران کا ایمان سب پر ظاہر ہوگیا تھا۔ گذشتہ آیات میں بتلایا گیا تھا کہ انہوں نے اپنی قوم کے سرکشوں اور متکبروں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم میری بات مانو اور میری راہ پر چلو میں تمہیں راہ راست پر ڈال دوں گا پھر انہوں نے دنیا سے بے

رغبتی کے لئے قوم کو بتلایا کہ یہ دنیوی زندگی فانی ہے اور لازوال اور ہمیشگی والی جگہ تو آخرت ہے جہاں ایمان رکھنے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کے لئے بے حد وحساب اجر وثواب ہوگا۔ظاہر ہے کہ اس مردمومن کی یہ حق گوئی فرعون کے لئے بڑے تعجب اور حیرت کا باعث بنی ہوگی تو جب اس مردمومن نے فرعونیوں کے حال وقال سے محسوس کیا کہ یہ میری باتوں پر سخت متعجب ہیں اور خود مجھ ہی کو اپنے طریقہ کفریہ کی طرف بلانا چاہتے ہیں تو اس مردمومن نے مزید قوم سے خطاب کیا جیسا کہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے اور اس مرد مومن نے کہا کہ میرا اور تمہارا معاملہ بھی عجیب ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایمان کے راستہ پر لگا کر خدا کے عذاب سے نجات دلاؤں اور تمہاری کوشش یہ ہے کہ اپنے ساتھ مجھے بھی جہنم کی آگ میں دھکیل دو۔میں تو تم کو بچانا چاہتا ہوں اور تمہیں توحید کی طرف بلا رہا ہوں۔ میں تمہیں خدا کے رسول کی تصدیق کی دعوت دے رہا ہوں اور تم مجھے کفر وشرک کی طرف بلا رہے ہو جس کا نتیجہ سوائے اس کے کہ آگ میں داخل ہوں اور کچھ نہیں۔تم چاہتے ہو کہ میں جاہل بن جاؤں اور بے دلیل خدا کے اور اس کے رسول کے خلاف کروں۔تمہاری کوشش کا حاصل تو یہ ہے کہ میں معاذ اللہ خدائے واحد کا انکار کردوں۔اس کے پیغمبروں کو اور ان کی باتوں کو نہ مانوں اور نادان جاہلوں کی طرح ان چیزوں کو خدا جاننے لگوں جن کی خدائی کسی دلیل اور علمی اصول سے ثابت نہیں۔ میں تو تمہیں اسی خدا کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جو بڑی عزت اور کبریائی والا ہے۔اور باوجود اس کے وہ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف جھکے اور اس سے معافی کا خواستگار ہو اور تم مجھے جس کی طرف بلا رہے ہو یعنی بتوں اور سوائے خدائے واحد کے اوروں کی عبادت کی طرف وہ ایسے ہیں کہ ان میں نفع پہنچانے یا ضرر سے بچانے کی طاقت ہی نہیں۔ جنہیں نفع نقصان پر کوئی قابو نہیں یاد رکھو! میں اسی خدا کی پناہ میں آچکا ہوں جس کی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں۔انجام کار ہر پھر کر سب کو اسی خدائے واحد کی طرف جانا ہے۔وہاں ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کا

بدلہ بھگتنا ہوگا اور وہاں پہنچ کر سب کو اپنی زیادتیوں کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔تم اس وقت گو میری باتوں کی قدر نہ کرو لیکن آگے چل کر جب اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے اس وقت میری نصیحت کو یاد کرو گے کہ ہاں ایک مرد خدا جو ہم کو سمجھایا کرتا تھا وہ ٹھیک کہتا تھا۔لیکن اس وقت یاد کر کے پشیمان ہونے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔اس وقت ندامت وحسرت وافسوس کرو گے لیکن وہ محض بے سود ہوگا۔مردمومن کے اس خطاب اور صاف گوئی سے فرعونیوں نے جو کچھ پیچ وتاب نہ کھایا ہو وہ کم ہے۔اس حق پرست کو ڈرانے دھمکانے پر اتر آئے جس پر اس مردمومن نے کہا کہ میں خدا کی حجت تم پر تمام کر چکا اور نصیحت کی بات سمجھا چکا۔تم نہیں مانتے تو میرا تم سے کچھ مطلب نہیں۔اب میں اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔اسی پر میرا بھروسہ ہے۔اگر تم مجھے ستانا چاہو گے تو وہی خدا میرا حامی اور ناصر ہے۔سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں وہ میرا اور تمہارا دونوں کا معاملہ دیکھ رہا ہے۔کسی کی کوئی حرکت اس پر پوشیدہ نہیں۔ مجھے تمہاری دھمکیوں کی پروا نہیں۔تم اپنی طاقت سطوت حکومت فوج اور کثرت سے کیا ڈراتے ہو۔میری نظر میں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ حقیقی کارساز تو اللہ تعالیٰ ہے وہ جو کچھ چاہے گا کرے گا۔اس طرز بیان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس مردمومن کی حق گوئی سے فرعون کو یہ خطرہ بھی لاحق ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سے اس کی حکومت اور سلطنت کی اہم شخصیتیں بھی متاثر ہو چکی ہیں۔اس لئے وہ اب ان تدبیروں میں لگا ہی ہوا تھا کہ سلطنت کے امراء اور اعلیٰ عہدہ دار جو موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت سے متاثر ہو چکے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے ساتھ ان کی بھی سرکوبی کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو ہجرت کا حکم دے دیا اور ان کا پیچھا کرتے ہوئے فرعون مع اپنے لاؤ لشکر کے غرق آب ہو کر ہلاک ہوا۔تو اس مردمومن کی تقریر کے خاتمہ پر حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس حق و باطل کی کشمکش کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں جن میں یہ

مومن آل فرعون بھی شامل تھے فرعونیوں کے منصوبوں سے محفوظ رکھا اور کوئی داؤ ان کا چلنے نہ دیا بلکہ ان کے داؤ پیچ خود انہی پر الٹ پڑے۔ جس نے حق پرستوں کا تعاقب کیا مارا گیا اور قوم کی قوم کا بیڑا بحر قلزم میں غرق ہوا۔ اس طرح اس مرد مومن کو بھی خدا تعالیٰ نے فرعونیوں کے مکر سے بچالیا۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ رہتی دنیا تک ہر صبح و شام فرعونیوں کی روحیں جہنم کے سامنے لائی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ بدکارو! تمہاری اصلی جگہ یہی ہے تاکہ ان کے رنج و غم بڑھیں ان کی ذلت و توہین ہو اور نمونہ کے طور پر اس آنے والے عذاب کا کچھ مزہ چکھتے رہیں یہ عالم برزخ کا حال بیان ہوا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اسی طرح ہر کافر کے سامنے دوزخ کا اور ہر مومن کے سامنے جنت کا ٹھکانا روزانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔

یہاں آیت میں جو یہ فرمایا النار یعرضون علیھا غدواً و عشیاً وہ لوگ یعنی فرعونی صبح و شام آگ یعنی جہنم کے سامنے لائے جاتے ہیں تو یہ ثبوت عالم برزخ اور اثبات عذاب قبر میں ایک نص صریح ہے جس کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا ہے۔ یہاں حق تعالیٰ نے عذاب کے دو مرحلوں کا ذکر صاف فرمایا ہے۔ ایک کمتر درجہ کا عذاب جو قیامت کے آنے سے پہلے فرعون اور آل فرعون کو برابر دیا جارہا ہے اور وہ یہ کہ انہیں صبح و شام جہنم کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جسے دیکھ کر وہ لرزتے اور ہول کھاتے رہتے ہیں کہ یہ ہے وہ نار جہنم جس میں آخر کار ہمیں جانا ہے۔ اس کے بعد جب قیامت آجائے گی اور عالم برزخ ختم ہو کر عالم آخرت شروع ہوگا تو انہیں وہ اصلی اور بڑی سزا دی جائے گی جو ان کے لئے مقرر ہے یعنی وہ اسی نار جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے جس کا نظارہ انہیں قیامت کی گھڑی تک کرایا جاتا رہے گا اور یہ معاملہ صرف فرعون اور آل فرعون ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جیسا کہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے تمام مجرموں کو موت کی گھڑی سے لے کر قیامت تک یعنی عالم برزخ یا عالم قبر میں برابر وہ انجام بد نظر آتا رہتا ہے جس سے عالم آخرت میں انہیں دوچار ہونا ہے اور اسی طرح تمام نیک لوگ اور صالحین کو وہ انجام خیر نظر آتا رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عالم آخرت میں مہیا کر رکھا ہے۔ بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی مرتا ہے اسے صبح و شام اس کی آخری قیام گاہ دکھائی جاتی رہتی ہے خواہ وہ جنتی ہو یا دوزخی۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تو اس وقت جائے گا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تجھے دوبارہ زندہ کر کے اپنے حضور بلائے گا۔

علامہ ابن کثیرؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ آیت مذکورہ سے برزخ میں ارواح پر عذاب ثابت ہوتا ہے باقی ان روحوں کے سبب سے قبور میں جسموں کا بھی معذب ہونا تو اس کا ثبوت احادیث نبوی سے ہوتا ہے اور احادیث اس بات میں بکثرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے عذاب قبر سے بچاویں اور قبر کو ہمارے لئے راحت و آرام کی جگہ بنادیں۔ آمین۔

اب چونکہ یہاں فرعون اور آل فرعون کے لئے عذاب جہنم کا ذکر آ گیا تھا اس لئے آگے جہنم میں کفار کا جو جھگڑا چھوٹوں اور بڑوں کے درمیان ہوگا اس کا حال ظاہر فرمایا جاتا ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے: یا اللہ! ہماری ہر طرح سے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حفاظت و نگرانی فرمایئے اور اپنے ہر معاملہ کو آپ کے سپرد کرنے کی توفیق نصیب فرمایئے۔ یا اللہ! ایمان و اسلام کی برکت سے ہمیں دنیا میں بھی امن و عافیت نصیب فرمایئے۔ اور موت کے بعد عالم برزخ میں بھی راحت نصیب فرمایئے اور پھر آخرت میں اپنی دائمی نعمتوں کی جگہ جانا نصیب فرمایئے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

اور جب کہ کفار دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہم

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ

سے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو۔ وہ بڑے لوگ کہیں گے کہ ہم سب ہی دوزخ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ

قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ

بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا۔ اور جتنے لوگ دوزخ میں ہوں گے جہنم کے مؤکل فرشتوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو

عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ

کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے۔ فرشتے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے تھے (دوزخی کہیں گے کہ ہاں آتے تو رہے تھے۔

قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٥٠﴾ ع

فرشتے کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر ہے۔

وَاِذْ اور جب	يَتَحَاۗجُّوْنَ وہ باہم جھگڑیں گے	فِي النَّارِ آگ (جہنم) میں	فَيَقُوْلُ تو کہیں گے	الضُّعَفٰۗؤُا کمزور	لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو		
اسْتَكْبَرُوْٓا وہ بڑے بنتے تھے	اِنَّا كُنَّا بیشک ہم تھے	لَكُمْ تمہارے	تَبَعًا تابع	فَهَلْ تو کیا	اَنْتُمْ تم	مُّغْنُوْنَ دور کرو گے	
عَنَّا ہم سے	نَصِيْبًا کچھ حصہ	مِّنَ سے۔کا	النَّارِ آگ	قَالَ کہیں گے	الَّذِيْنَ وہ لوگ جو	اسْتَكْبَرُوْٓا بڑے بنتے تھے	اِنَّا بیشک ہم
كُلٌّ سب	فِيْهَآ اس میں	اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ	قَدْ حَكَمَ فیصلہ کر چکا ہے	بَيْنَ الْعِبَادِ بندوں کے درمیان	وَقَالَ اور کہیں گے	الَّذِيْنَ وہ لوگ جو	
فِي النَّارِ آگ میں	لِخَزَنَةِ نگہبان۔داروغہ (جمع) کو	جَهَنَّمَ جہنم	ادْعُوْا تم دعا کرو	رَبَّكُمْ اپنے رب سے	يُخَفِّفْ ہلکا کر دے		
عَنَّا ہم سے	يَوْمًا ایک دن	مِّنَ الْعَذَابِ سے۔کا عذاب	قَالُوْٓا وہ کہیں گے	اَوَ کیا	لَمْ تَكُ نہیں تھے	تَاْتِيْكُمْ تمہارے پاس آتے	
رُسُلُكُمْ تمہارے رسول	بِالْبَيِّنٰتِ نشانیوں کے ساتھ	قَالُوْٓا وہ کہیں گے	بَلٰى ہاں	قَالُوْا وہ کہیں گے	فَادْعُوْا تو تم پکارو	وَمَا اور نہ	
دُعٰۗؤُا پکار	الْكٰفِرِيْنَ جمع (کافر)	اِلَّا مگر	فِيْ ضَلٰلٍ گمراہی میں (بے سود)				

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں یہ بتایا گیا تھا کہ جب وقت آیا تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو سمندر میں غرق کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ یہ انجام تو متکبر فرعون اور اس کے ساتھیوں کا دنیا میں ہوا۔ اور مرنے کے بعد اب عالم برزخ میں حشر تک ان سب کو روزانہ صبح وشام وہ نار جہنم دکھائی جاتی رہے گی جس میں بالآخر ان کو جانا ہے اور جب قیامت قائم ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں یہ حکم صادر فرمائیں گے کہ فرعون اور اس کے ساتھیوں سمیت اس نار جہنم میں جو سخت ترین عذاب ہے داخل کر دو۔ اب چونکہ عذاب جہنم کا ذکر آ گیا تھا اس لئے آگے ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ جہنمی جہنم میں داخل ہو کر جہاں اور عذابوں کو برداشت کریں گے وہاں ایک عذاب ان فرعونیوں کو دوسرے جہنمیوں کو آپس کی نکا فضیحتی اور لڑائی جھگڑے کا بھی ہوگا۔ دنیا میں عموماً اور

اکثر و بیشتر دو ہی طبقات کے آدمی ہیں۔ امیر اور غریب۔ بادشاہ اور رعایا۔ زردار و نادار۔ مالک و مملوک۔ کمزور وطاقتور۔ استاد و شاگرد۔ گرو اور چیلے۔ لیڈر اور پیشوا اور ان کے پیچھے چلنے والے غرض ایک گروہ اونچا ہے دوسرا نیچا ہے۔ ایک بالادست ہے تو دوسرا زیردست ہے۔ نچلا طبقہ عموماً بالا طبقہ کی برتری کا قائل ہو کر اس کا ساتھ دیتا ہے اور بے چوں و چرا اس کے ساتھ لگا رہتا ہے اب اگر بالا گروہ واقعی حق پرست ہادی اور مہدی ہے تو پیچھے چلنے والا سارا گروہ ہدایت یافتہ بن جاتا ہے اور اگر پیشوا اور رہنما حاکم اور لیڈر گمراہ ہے تو وہ اپنے ساتھ اپنے متبعین کو بھی گمراہ کرتا ہے ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ قیامت کے دن حق و باطل کے فیصلہ کے بعد جب ان تمام گمراہ لیڈروں اور جھوٹے پیشواؤں اور ان کے ساتھ ان کے پیروکاروں کا اجتماع جہنم میں ہوگا تو اس وقت اس بہکی ہوئی رعایا اور نادان چیلوں اور بے عقل پیروؤں کو اپنی غلط روی کا یقین آئے گا اور اپنے پیشواؤں سے مدد کی درخواست کریں گے۔ چھوٹے بڑوں سے یعنی تابعداری کرنے والے اور حکم و احکام کے ماننے والے جن کی بڑائی اور برتری کے قائل تھے اور جن کی باتیں دنیا میں تسلیم کیا کرتے تھے اور جن کے کہے ہوئے پر عامل تھے۔ ان سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تو تمہارے تابع فرمان رہے جو تم نے کہا ہم بجا لائے۔ کفر و گمراہی کے جو احکام بھی تمہاری بارگاہ سے صادر ہوئے تمہاری حکومت اور سرداری کی بناء پر ہم سب کو مانتے رہے جس کی بدولت آج ہم بھی پکڑے گئے اب یہاں ہمارے کچھ تو کام آؤ۔ دنیا میں تو تم بڑے طنطنے سے اپنی سرداری ہم پر چلاتے تھے اب یہاں اس آفت میں پھنسے ہیں جو تمہاری ہی بدولت ہم پر آئی ہے تو اب یہاں کچھ تو ہمارے کام آؤ۔ ان بیچاروں کو یہ کہنے کی جرأت تو نہ ہوگی کہ تم دوزخ سے ہمیں بالکل بچالو ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمہارے تابع اور پیرو تھے۔ آخر بڑوں کو چھوٹوں کی تھوڑی بہت خبر لینی چاہئے۔

دیکھتے نہیں آج ہم کس قدر مصیبت میں ہیں کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ اس مصیبت کا کوئی حصہ ہم سے ہلکا کردو۔ اب دنیا میں جو بڑے بنتے تھے اور لیڈری اور پیشوائی کا دم بھرتے تھے۔ اس وقت خود بے بس ہوں گے۔ دنیوی وجاہت اور اقتدار ان کے پاس نہ ہوگا۔ ان کی بڑائی اور تکبر کی قلعی کھل چکی ہوگی وہ جواب دیں گے کہ آج ہم اور تم سب اسی مصیبت میں مبتلا ہیں ہم بھی تو تمہارے ساتھ جل بھن رہے ہیں۔ ہمیں جو عذاب ہو رہے ہیں وہ کیا کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا فیصل کر چکا جو بالکل قطعی اور اٹل ہے اب موقع نہیں رہا کہ کوئی کسی کے کام آئے جب ہم اپنی تکلیف ہی کم نہیں کر سکتے تو تمہارے دکھ میں کیا تخفیف کر سکتے ہیں۔ اب تو ہم سب ایک ناؤ میں سوار ہیں۔ جو فیصلہ ہونا تھا ہو چکا۔ اس میں کمی ناممکن ہے پھر جس طرح دنیا کے جیل خانوں کے نگہبان اور داروغہ اور محافظ سپاہ ہوتے ہیں اسی طرح فرشتے جہنم کے انتظامات پر مسلط ہوں گے۔ جب جہنمی چھوٹے اور بڑے' نیچے اور اونچے' کمزور اور قوی' راجہ اور پرجا سب بے کسی کی حالت میں مجبور ہوں گے تو جہنم کے نگران فرشتوں سے سفارش کی درخواست کریں گے کہ تم ہی اپنے رب سے درخواست کر کے کوئی دن تعطیل کا کرا دو جس میں ہم پر سے کچھ تو عذاب ہلکا ہو جایا کرے۔ یہاں آیت میں یوما کا لفظ آیا ہے یعنی جہنمی درخواست کریں گے کہ کسی طرح ایک دن کا عذاب ہی ہلکا ہو جائے۔ تو اس جگہ دن سے مراد نہ قیامت کا دن ہے اور نہ دنیا کا دن مراد ہے۔ دوزخ میں سورج کا طلوع اور غروب کہاں مفسرین نے لکھا ہے کہ یوماً سے قلیل مدت مراد ہے یعنی کبھی ذرا سی دیر کے لئے تو عذاب ہم سے ہلکا ہو جائے۔ جہنم کے نگران اور عذابوں پر مسلط فرشتے ان کو کورا جواب دیں گے بلکہ اور مزید شرمندہ کرنے کے لئے کہیں گے کہ کیا اللہ کے پیغمبر اللہ کے احکام واضحہ لے کر تمہارے پاس نہیں پہنچے تھے۔ یعنی اب تم کو معذرت کا کیا موقع ہے کیا تم اللہ کے احکام اور احکام کی

خلاف ورزی کی سزا سے ناواقف تھے کیا قانون الٰہیہ کا تم کو علم نہ ہوا تھا اس وقت ان پیغمبروں کی بات نہ مانی اور انجام کی فکر نہ کی کہ کچھ کام آتا۔ اب موقع ہاتھ سے نکل چکا۔ کوئی سعی یا سفارش یا خوشامد درآمد کام نہیں دے سکتی بس اب پڑے چیختے چلاتے رہو نہ ہم ایسے معاملات میں سفارش کر سکتے ہیں نہ تمہاری چیخ وپکار سے کوئی فائدہ ہے۔ جہنمی اس سے تو انکار نہ کر سکیں گے کہ رسولوں کے زبانی خدائی احکام دنیا میں نہ پہنچے تھے اس لئے جواباً کہیں گے کہ ہاں احکام تو ضرور پہنچے تھے اس پر فرشتے بطور تشنیع کہیں گے کہ اب تم خود دعا کرو ہم تو تمہاری طرف سے کوئی عرض جناب باری تعالیٰ کی درگاہ میں نہیں کر سکتے۔ بلکہ اب ہم تمہاری ہائے واویلا کا بھی خیال نہیں کریں گے۔ ہم خود تم سے بیزار اور تمہارے دشمن ہیں۔ اور ہم تمہیں بتلائے دیتے ہیں کہ خواہ تم دعا کرو خواہ تمہارے لئے کوئی اور دعا کرے ناممکن ہے کہ تمہارے عذابوں میں کمی ہو۔ کافر کی دعا نامقبول اور مردود ہے۔

یہاں آیت میں جو یہ فرمایا **وما دعٰؤا الکٰفرین الا فی ضلٰل.** کافروں کی دعا محض بے اثر ہے تو یہ آخرت کے متعلق ہے کہ جہاں کافروں کی دعاؤں کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ باقی دنیا میں کافر کے مانگنے پر کوئی چیز اللہ تعالیٰ دے دیں وہ دوسری بات ہے اور آیت میں اس کی نفی نہیں جیسے ابلیس کو قیامت تک کی مہلت دے دی۔ یا جیسے دنیا میں مظلوم کافروں کی بھی دعا سنی جاتی ہے تو یہاں اس آیت میں کافر کی دعا کی نا قبولیت کی تصریح قیامت کے دن کی دعاؤں سے ہے۔

اب جس مقصد کے لئے یہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قوم فرعون کا سنایا گیا اس کو اگلی آیات میں ظاہر فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ اس دنیا میں ہمیں حق پر قائم رکھیں اور حق کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

یا اللہ ہم کو بھی ہدایت نصیب فرمایئے اور ہمارے بڑوں اور چھوٹوں کو بھی ہدایت عطا فرمایئے۔

یا اللہ ہم کو اور ہمارے بڑوں اور چھوٹوں کو سب کو عذاب آخرت سے دور رکھئے اور ہم کو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی شریعت کا ظاہر اور باطن میں متبع بنا کر زندہ رکھئے اور اسی پر موت نصیب فرمایئے۔

یا اللہ! جہنم تو دراصل کافروں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے اپنی رحمت سے ہم کو اور تمام امت مسلمہ کو عذاب جہنم سے محفوظ فرمایئے۔

یا اللہ! کفار سے جو جہنم میں گرفتار عذاب ہوں گے فرشتے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے پیغمبر نہیں آئے تھے اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلا۔ تم تھے ان کا کہنا نہ ماننے ہی سے تم کو جہنم میں آنا پڑا۔

یا اللہ! آج امت مسلمہ کے ان افراد کے لئے جو اپنے نبی علیہ السلام کا کہنا نہیں مان رہے یہ کتنا بڑا عبرت ونصیحت کا موقع ہے۔

یا اللہ! ہم کو اور امت مسلمہ کے ایک ایک فرد کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا پکا وسچا تابعدار امتی بنا کر زندہ رہنا نصیب فرما۔

یا اللہ! ہمارے مقتدا اور پیشوا خواہ دینی ہوں یا دنیاوی سب کو ہدایت سے نواز دے اور سب کو اپنے متبعین کو نیک راستہ دکھانے اور نیکی پر چلانے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ

ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں گواہی دینے والے (یعنی فرشتے جو کہ اعمال نامے لکھتے تھے) گواہی کیلئے کھڑے ہونگے۔ جس دن

لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

کہ ظالموں (یعنی کافروں) کو ان کی معذرت کچھ نفع نہ دے گی۔ اور ان کیلئے لعنت ہوگی اور ان کیلئے اس عالم میں خرابی ہوگی۔ اور ہم موسیٰ کو ہدایت نامہ (یعنی توریت) دے چکے ہیں۔

الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿٥٤﴾

اور (پھر) ہم نے وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہنچائی تھی۔ کہ وہ ہدایت اور نصیحت (کی کتاب) تھی اہل عقل (سلیم) کیلئے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿٥٥﴾

سو آپ صبر کیجئے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے (اس) گناہ کی (جس کو مجازاً گناہ کہہ دیا) معافی مانگیے۔ اور شام و صبح اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ

(اور) جو لوگ بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدائی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں ان کے دلوں میں نری بڑائی (ہی بڑائی) ہے

مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٥٦﴾

کہ وہ اس تک کبھی پہنچنے والے نہیں۔ سو آپ اللہ کی پناہ مانگتے رہیے۔ بیشک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا۔

اِنَّا بیشک ہم	لَنَنْصُرُ ضرور مدد کرتے ہیں	رُسُلَنَا اپنے رسول (جمع)	وَالَّذِيْنَ اور جو لوگ	اٰمَنُوْا ایمان لائے	فِي میں	الْحَيٰوةِ زندگی	
الدُّنْيَا دنیا	وَيَوْمَ اور جس دن	يَقُوْمُ کھڑے ہونگے	الْاَشْهَادُ گواہی دینے والے	يَوْمَ جس دن	لَا يَنْفَعُ نفع نہ دے گی	الظّٰلِمِيْنَ جمع ظالم	
مَعْذِرَتُهُمْ انکی عذرخواہی	وَلَهُمْ اور ان کیلئے	اللَّعْنَةُ لعنت	وَلَهُمْ اور ان کیلئے	سُوْٓءُ الدَّارِ برا گھر (ٹھکانا)	وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اور تحقیق ہم نے دی		
مُوْسَى موسیٰ	الْهُدٰى ہدایت	وَاَوْرَثْنَا اور ہم نے وارث بنایا	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بنی اسرائیل	الْكِتٰبَ کتاب توریت	هُدًى ہدایت		
وَذِكْرٰى اور نصیحت	لِاُولِي الْاَلْبَابِ عقل مندوں کیلئے	فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں	اِنَّ بیشک	وَعْدَ اللّٰهِ اللہ کا وعدہ	حَقٌّ سچا		
وَاسْتَغْفِرْ اور مغفرت طلب	لِذَنْۢبِكَ اپنے گناہوں کیلئے	وَسَبِّحْ اور پاکیزگی بیان کریں	بِحَمْدِ رَبِّكَ اپنے پروردگار کی تعریف کیساتھ				
بِالْعَشِيِّ شام	وَالْاِبْكَارِ اور صبح	اِنَّ بیشک	الَّذِيْنَ وہ لوگ جو	يُجَادِلُوْنَ جھگڑتے ہیں	فِيْٓ میں	اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیات	بِغَيْرِ بغیر
سُلْطٰنٍ کسی سند	اَتٰهُمْ ان کے پاس آئی ہو	اِنْ نہیں	فِيْ میں	صُدُوْرِهِمْ ان کے سینے (دل)	اِلَّا سوائے	كِبْرٌ تکبر	مَا هُمْ نہیں وہ
بِبَالِغِيْهِ اس تک پہنچنے والے	فَاسْتَعِذْ پس آپ پناہ چاہیں	بِاللّٰهِ اللہ کی	اِنَّهٗ بیشک وہ	هُوَ السَّمِيْعُ وہی سننے والا	الْبَصِيْرُ دیکھنے والا		

تفسیر و تشریح: گذشتہ تین رکوعات میں مسلسل حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا جو قصہ سنایا گیا وہ عین ان کے حالات کے مطابق تھا جن حالات میں کہ اس سورۃ کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا۔ اس سورۃ کے ابتدائی درس میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ جن حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی

ہے اس وقت کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسلام کے خلاف نہ صرف یہ کہ طرح طرح کے الزامات لگائے۔ الٹے سیدھے سوالات کرتے اور بیکار کے جھگڑے اور بحثیں نکالتے اور شکوک و شبہات پیدا کرتے بلکہ اس کی بھی سازشیں ہو رہی تھیں کہ معاذ اللہ آپ کو قتل کر کے اس تمام قصہ کی بنیاد ہی کو ختم کر دیں۔ اسی صورت حال میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مذکور قصہ سنایا گیا جس میں تین مختلف سبق دیئے گئے۔

اول کفار مکہ کو بتایا گیا کہ تم جو کچھ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنا چاہتے ہو یہی اپنی طاقت کے بھروسے پر فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرنا چاہتا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا اور تکذیب رسول اور عداوت پیغمبر کے باعث بالآخر ہلاکت سے دوچار ہوا تو کیا تم بھی اللہ کے رسول کے ساتھ وہی حرکتیں کر کے اسی انجام بد سے دوچار ہونا چاہتے ہو۔

دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کو سبق دیا گیا کہ یہ مخالفین بظاہر کتنے ہی بالادست ہوں اور ان کے مقابلہ میں اہل اسلام خواہ کتنے ہی کمزور اور بے بس ہوں مگر یہ یقین رکھنا چاہئے کہ جس خدا کے دین کا بول بالا کرنے کے لئے اہل اسلام کھڑے ہوئے ہیں اس خدا کی نصرت آ کر رہے گی اور آج کے فرعونی بھی وہی کچھ دیکھ لیں گے جو گذشتہ فرعونی دیکھ چکے ہیں مگر وہ وقت آنے تک جو ظلم و ستم بھی معاندین و مخالفین کی طرف سے آئے اس کو صبر و ہمت اور استقلال کے ساتھ برداشت کرنا ہوگا اور بالآخر کامیابی اور کامرانی اللہ کے رسول اور اُن کے متبعین ہی کو نصیب ہوگی۔

تیسرے اس گروہ کو بھی اس میں سبق دیا گیا کہ جو دلوں میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو مان چکے تھے مگر کفار قریش کی زیادتیوں کے خوف سے خاموشی کے ساتھ اس حق و باطل کی کشمکش کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ انہیں آل فرعون کے مرد مومن کے واقعات سنا کر جتلایا گیا کہ کس طرح اس مرد مومن نے فرعون کے بھرے دربار میں حق کا ساتھ دیا اور ساری مصلحتوں کو ٹھکرا کر حق کا اعلان کیا اور اس کے بعد دیکھ لو کہ فرعون اس مرد مومن کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔

الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصہ میں فرعونیوں کی بربادی اور موسیٰ علیہ السلام کی سلامتی و کامیابی کا ذکر کرنے کے بعد آگے ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد غیبی کچھ موسیٰ علیہ السلام ہی کے ساتھ موقوف نہ تھی بلکہ وہ اپنے سب رسولوں اور ان کے ماننے والوں کی مدد فرماتے ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ان کے دشمنوں کو دنیا میں بھی ذلیل ہونا پڑتا ہے اور قیامت کے دن بھی ظالموں کو کوئی عذر و معذرت فائدہ نہ دے گی۔ جب میدان حشر میں اولین و آخرین سب جمع ہوں گے تو حق تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے انبیاء و رسل اور ان کے متبعین کی سربلندی عزت و رفعت کو ظاہر فرما دیں گے۔ یہاں پہلی ہی آیت میں جو یہ فرمایا گیا **انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد** ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی جس میں کہ گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے مراد یوم قیامت ہے۔ اب یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ آیت میں رسولوں اور ان کے متبعین کی مدد کرنے کا خدا کا وعدہ ہے پھر بھی بعض انبیاء مخالفین کے ہاتھوں شہید ہوئے جیسے حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہم السلام اور بعض انبیاء کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ انہیں خدائے تعالیٰ نے آسمان کی طرف ہجرت کرائی۔ پھر اہل حق بکثرت میدان

جنگ میں شہید بھی ہوئے۔ جنگ احد میں صحابہ کرام نے نقصان اٹھایا۔ یزیدی فوجوں کے ہاتھوں حضرت حسینؓ اور آپ کے رفقاء کو شہادت ملی۔ تو اس آیت کے موافق ہر ایک کو فتحیاب ہونا چاہئے۔ کسی پیغمبر صحابی یا ولی کی شہادت تو ایک طرف رہی کسی کو عارضی شکست بھی نہ ہونا چاہئے تھی۔ ان مذکورہ حالات میں یہ وعدہ پورا کیوں نہیں ہوا؟ اس شبہ کے ازالہ میں مفسرین نے متعدد جوابات دیئے ہیں اور لکھا ہے کہ آیت میں عمومی ضابطہ بیان فرمایا گیا ہے اور پیغمبروں ہی کو اللہ کی طرف سے نصرت ملتی ہے لیکن نصرت الٰہی دو طرح سے حاصل ہوئی ہے ایک تو یہ کہ پیغمبروں پر کافروں کو غالب نہ کیا جائے بلکہ ان کے دشمنوں اور ایذا پہنچانے والوں کو ہلاک کر دیا جائے تو ایسا بھی بکثرت ہوا ہے دوسرے یہ کہ بعض انبیاء کو کافروں کے ہاتھوں شہادت ملی یا ترک وطن کرنا پڑا یا کسی اور طرح سے جدا کیا گیا تو پھر اس قوم پر تباہی بھیجی گئی یعنی بدلہ لیا گیا۔ تو یہ بدلہ لینا بھی نصرت الٰہی ہی کی شکل ہے اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جسے ایذا پہنچانے والوں سے قدرت نے زبردست انتقام نہ لیا ہو چنانچہ بنی اسرائیلیوں نے جب بعض پیغمبروں کو شہید کر دیا تو بنی اسرائیل کے دشمن (بخت نصر وغیرہ) ان پر چڑھ آئے اور اتنی خون ریزی بربادی اور بیخ کنی کی کہ جس کا تصور بھی مشکل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت کے بعد آپ کے مخالف بادشاہ نمرود کو حقیر ترین مخلوق کے ذریعہ سے برباد کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے سولی دینے کی کوشش کی تھی مگر حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو یہودیوں پر مسلط کر دیا اور یہودیوں کی سخت ذلت اہانت اور تباہی و بربادی ہوئی۔ اور اب جب قیامت کے قریب آپ اتریں گے تو دجال کے ساتھ ان یہودیوں کو جو اس کے لشکری ہوں گے قتل کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد مسلمانوں کو پیہم فتوحات حاصل ہوئیں یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا اور کفر کی جڑ اکھڑ گئی۔ اسی طرح حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد مختار ثقفی نے قاتلان حسین اور طرفداران یزید کا تختہ تاراج کر دیا۔ تو یہ ہے خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مدد اور یہی دستور قدرت ہے جو اب تک جاری ہے کہ اللہ اپنے مومن بندوں کی دنیوی امداد بھی فرماتا ہے اور ان کے دشمنوں سے خود انتقام لے کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔ اس موقع پر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے لکھا ہے کہ انجام کار مومنین قائمین کے مقابلہ میں ان کے دشمنوں کو پست اور ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا انتقام لئے بدوں نہیں چھوڑتا۔ لیکن واضح رہے کہ آیت میں جن مومنین کے لئے وعدہ کیا گیا ہے شرط یہ ہے کہ وہ حقیقی مومن اور رسول کے سچے متبع ہوں جیسا کہ سورۂ آل عمران چوتھے پارہ میں حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم سچے مومن ہو اور مومنین کی خصلتیں قرآن میں جا بجا مذکور ہیں۔ تو چاہئے کہ مسلمان اس کسوٹی پر اپنے کو کس کر دیکھ لیں کہ ہم نصرت خداوندی کے کتنے مستحق ہیں۔

الحاصل گذشتہ آیات میں قدرے تفصیلی طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالف اور دشمن فرعون اور آل فرعون کی تباہی اور حضرت موسیٰ اور ان کے متبعین کی کامرانی کو بیان فرما کر یہاں ان آیات میں ایک عمومی ضابطہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں اور ان پر ایمان لانے والواں کی دنیا میں بھی مدد کرتا ہے اور آخرت میں بھی مدد فرمائے گا اور ان کے دشمنوں کو دنیا میں بھی ذلیل ہونا پڑتا ہے اور قیامت کے دن ان پر لعنت اور اللہ کی پھٹکار ہوگی۔ تو اس میں تسلی بھی ہے اور پیشنگوئی بھی ہے کہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبع بھی منصور

ہوں گے اور آپ کے دشمن مقہور اور مغلوب ہوں گے اور الحمد للہ دنیا نے اس پیشین گوئی کی حقانیت کو کھلی آنکھوں دیکھ لیا۔

آگے ارشاد ہوتا ہے کہ آپ سے قبل ہم موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت نامہ یعنی توریت دے چکے ہیں تاکہ دوسرے بنی اسرائیلیوں کو بھی احکام الٰہیہ پہنچ جائیں اور ان کے ہاتھوں میں بھی مکمل حیاۃ دنیوی آجائے تو اگرچہ احکام الٰہیہ اور کتب سماویہ کی رہنمائی عمومی ہوتی ہے مگر ان سے فائدہ صرف سمجھ دار اور اہل عقل ہی اٹھاتے ہیں اسی طرح قرآن بھی اگرچہ سب لوگوں کے لئے پیام ہدایت ہے مگر نفع اندوز صرف اہل تقویٰ ہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے شروع قرآن ہی میں **ذلک الکتٰب لاریب فیه ھدیً للمتقین** خصوصیت کے ساتھ فرمادیا۔ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی تسلی رکھئے جو وعدہ آپ کے ساتھ ہے ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ خداوند قدوس دارین میں آپ کو اور آپ کے طفیل میں آپ کے متبعین کو سربلند کرے گا۔ ضرورت اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے شدائد و مصائب پر صبر کریں اور جن سے جس درجہ کی تقصیر کا امکان ہو اس کی معافی خدا سے چاہتے رہیں اور ہمیشہ رات دن صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کا قولاً اور فعلاً ورد رکھیں ظاہر و باطن میں اس کی یاد سے غافل نہ ہوں پھر اللہ کی مدد یقینی ہے۔

یہاں آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا **واستغفر لذنبک** اور اپنے گناہ کی معافی چاہئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو پیغمبر معصوم تھے آپ کا کوئی گناہ موجود ہی نہ تھا پھر گناہ کی معافی چاہنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ تو علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ یہاں اگرچہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر اس سے مقصود امت کو استغفار کی تلقین دینی ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر محدث و مفسر دہلویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو سو بار استغفار کرتے۔ ہر بندے کی تقصیر اس کے موافق ہے اس لئے ہر کسی کو استغفار ضروری ہے۔

الغرض صبر و استغفار اور تسبیح و تحمید کا حکم دے کر آگے منکرین پر رد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید اور آسمانی کتاب یعنی قرآن کریم اور اس کے پیغمبر کے معجزات و ہدایات میں خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں اور بے سند باتیں نکال کر حق کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں ان کے ہاتھ میں کوئی حجت اور دلیل نہیں نہ فی الواقع ان کھلی ہوئی چیزوں میں شک و شبہ کا موقع ہے۔ صرف شیخی اور غرور مانع ہے کہ حق کے سامنے گردن جھکائیں اور پیغمبر کا اتباع کریں۔ وہ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پیغمبر سے اوپر ہو کر رہیں اور کسی کے سامنے جھکنا نہ پڑے لیکن یاد رکھیں کہ وہ اس مقصد کو کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ یا پیغمبر کے سامنے سر اطاعت جھکانا پڑے گا ورنہ سخت ذلیل و خوار ہوں گے الحمد للہ کہ اس پیشین گوئی۔ کے موافق کفار مکہ اور مشرکین عرب میں سے جس نے اسلام سے اور پیغمبر اسلام سے انحراف برتا وہ ذلیل و خوار ہی ہوئے تاریخ گواہ ہے کہ مشرکین کا سارا زور بدر کی لڑائی میں ڈھے گیا کفر کے تمام وزنی ستون اس لڑائی میں یا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے یا مسلمانوں کے ہاتھوں میں قیدی بن کر نامرادی کے ساتھ گردن جھکائے نظر آنے لگے۔ قید و بند میں جکڑے ہوئے ذلت و اہانت کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں لائے گئے پھر وہ وقت بھی آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے اور دشمنان رسول گردن پر ہاتھ باندھے ہوئے سامنے لائے گئے اور تمام شرک و کفر اور ہر طرح کی بے ادبیوں سے بیت اللہ کو صاف کر دیا گیا اور بالآخر پورا جزیرۂ عرب قبضۂ رسولؐ میں آگیا اور پھر آپؐ

کے بعد آپ کے سچے اور پکے متبع صحابہ کرام آپ کے جانشین بنے جنہوں نے خدا کی توحید کی طرف خلق خدا کو بلایا اور جو روڑا راہ میں آیا اسے الگ کیا اور جو خار چمن میں نظر پڑا اسے کاٹ ڈالا۔ گاؤں گاؤں شہر شہر ملک ملک دعوت اسلام پہنچا دی مشرق و مغرب میں اسلامی سلطنت پھیل گئی اور زمین پر اور زمین والوں کے جسموں ہی پر صحابہ کرام نے فتح حاصل نہیں کی بلکہ ان کے دلوں پر بھی فتح حاصل کی اور اسلامی نقوش دلوں میں جما دیئے اور دین محمدی نے زمین کے کونہ کونہ اور چپہ چپہ میں اپنی دعوت پہنچا دی الغرض منکرین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی پیشین گوئی فرما دی گئی کہ یہ جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں اور اتباع رسول سے انہیں عار آتا ہے اور خود اوروں ہی کو اپنا تابع بنانے کی ہوس رکھتے ہیں لیکن یہ بڑائی ان کو نصیب نہ ہوگی یا تو پیغمبر کے سامنے ان کا سر اطاعت جھکے گا یا پھر ذلیل وخوار ہوں گے۔

اخیر میں فرمایا کہ جب یہ خود بڑائی چاہتے ہیں تو آپ سے یہ حسد وعداوت سب کچھ کریں گے لیکن آپ اندیشہ نہ کیجئے بلکہ ان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے رہئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے اور حقیقت حال سے پورا واقف ہے۔

اب جن باتوں میں منکرین جھگڑتے تھے مثلاً مر کر دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت کے آنے میں اس کا رد اگلی آیات میں فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ہم کو اپنے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پکا اور سچا متبع بنا کر زندہ رکھیں اور اسی پر موت نصیب فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے دنیا میں بھی ہماری نصرت اور امداد فرمائیں اور آخرت میں بھی ہماری مغفرت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے وعدوں پر یقین نصیب فرمائیں اور ہم کو دین کے لئے مشقت اٹھانے میں صبر واستقلال نصیب فرمائیں اور اپنے گناہوں اور تقصیرات پر استغفار کرنا اور دائمی حق تعالیٰ کا ذکر وفکر اور تسبیح وتہلیل کرنا نصیب فرمائیں اور کبر اور بڑائی چاہنا جو کافروں کی خصلت ہے اس سے ہمارے قلوب کو پاک فرمادیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

بالیقین آسمانوں اور زمین کا (ابتداء) پیدا کرنا آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر آدمی (اتنی بات) نہیں سمجھتے

وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا

اور بینا نابینا اور (ایک) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور (دوسرے) بدکار باہم برابر نہیں ہوتے تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو۔

مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

قیامت تو ضرور ہی آکر رہے گی اس (کے آنے) میں کسی طرح کا شک ہے ہی نہیں مگر اکثر لوگ نہیں مانتے

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں۔

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع

وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

لَخَلْقُ یقینا پیدا کرنا	السَّمٰوٰتِ آسمانوں	وَالْاَرْضِ اور زمین	اَكْبَرُ بہت بڑا	مِنْ سے	خَلْقِ النَّاسِ لوگوں کو پیدا کرنا	وَلٰكِنَّ اور لیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ اکثر لوگ	لَا يَعْلَمُوْنَ جانتے (سمجھتے) نہیں	وَمَا يَسْتَوِى اور برابر نہیں	الْاَعْمٰى نابینا	وَالْبَصِيْرُ اور بینا		
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے اچھے عمل کئے	وَلَا الْمُسِيْٓءُ اور نہ بدکار	قَلِيْلًا بہت کم				
مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ جو تم غوروفکر کرتے ہو	اِنَّ بیشک	السَّاعَةَ قیامت	لَاٰتِيَةٌ ضرور آنے والی	لَّا رَيْبَ نہیں شک	فِيْهَا اس میں	وَلٰكِنَّ اور لیکن
اَكْثَرَ اکثر	النَّاسِ لوگ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں لاتے	وَقَالَ اور کہا	رَبُّكُمُ تمہارے رب نے	ادْعُوْنِيْٓ تم دعا کرو مجھ سے	
اَسْتَجِبْ میں قبول کروں گا	لَكُمْ تمہاری	اِنَّ بیشک	الَّذِيْنَ جو لوگ	يَسْتَكْبِرُوْنَ تکبر کرتے ہیں	عَنْ سے	عِبَادَتِيْ میری عبادت
سَيَدْخُلُوْنَ عنقریب وہ داخل ہوں گے	جَهَنَّمَ جہنم	دٰخِرِيْنَ خوار ہوکر				

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں منکرین حق کا ذکر ہوا تھا اور بتلایا گیا تھا کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں اوران پر ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں توان کے ایسا کرنے کی کوئی معقول وجہ ان کے پاس نہیں۔ وہ اپنے اس طور طریقہ کی کوئی دلیل پیش نہیں کرسکتے۔ ان پر فقط یہ خبط سوار ہے کہ ہم بڑے بن کر رہیں اور دوسروں کو اپنا تابع بنا کر رکھیں لیکن ان کو یہ بڑائی کبھی نصیب نہ ہوگی بلکہ جلدی ہی وہ ذلیل وخوار ہوں گے۔ اب آگے ان آیات میں ان امور میں منکرین کا رد فرمایا گیا جن امور میں وہ جھگڑتے تھے اور ان کو ماننے سے انکار کررہے تھے۔ مثلاً ان کا جھگڑا ایک تو بعث بعد الموت کے متعلق تھا یعنی مرکر پھر دوبارہ زندہ ہونے کو وہ نہیں مانتے تھے دوسرے قیامت کے متعلق وہ انکار کرتے تھے اور تیسرے توحید کے متعلق ان کا جدال تو مشہور تھا کہ وہ خدا کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے تھے آج بھی ایسے بے بہرہ اور کم فہم موجود ہیں کہ جن کی ساری معلومات حسی دائرہ کے اندر بند ہیں جو چیز ان کے حسی ادراک سے خارج ہو وہ ان کے لئے ناقابل قبول ہے اسی لئے وہ دوسری زندگی کے امکان کو

اچنبھے کی نظر سے دیکھتے ہیں اور قیامت اور اسکی جزا وسزا کو تو حقیقت واقعیہ نہیں جانتے اسی طرح غیر محسوس خدا کی ہستی کا اقرار ان کو بعید از فہم معلوم ہوتا ہے تو قدیم زمانہ کے کفار و مشرکین ہوں یا جدید وقت کے کمیونسٹ دہریئے بے دین ہوں ان کا سرمایہ جدال آخرت و قیامت کا انکار ہے اور بقول ان کے جب قیامت و آخرت کا امکان نہیں تو اخروی جزا و سزا کا کیا امکان اور جب جزا و سزا سے بے نیاز ہو گئے تو خیر و شر اور اچھے برے عمل کی کیا تمیز اور کیا ضرورت اور جب اعمال صالحہ اور فاسدہ کی تمیز ضروری نہیں تو رسالت اور کتب سماویہ اور شریعت الٰہیہ اور خود خدا کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ غرض اس طرح کوتاہ فہم انسان مطلق العنان اور باعث فساد جہان بن کر آزاد رہنا چاہتا ہے۔

الغرض اس وقت کے منکرین نے جو تخلیق ثانی یعنی آخرت کی زندگی اور قیامت کے منکر تھے اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت سے اعراض کر کے شرک کرتے تھے ان کے اس تمام خرافات کی تردید اور عقائد باطلہ کا بطلان ان آیات سے شروع کیا گیا ہے اور پورے اگلے رکوع میں بھی یہی مضمون بیان ہوتا چلا گیا ہے۔ پہلے امکان آخرت کی دلیل بیان فرمائی گئی کفار کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد پھر انسانوں کا دوبارہ جی اٹھنا غیر ممکن ہے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں وہ درحقیقت نادان ہیں۔ اگر عقل سے کام لیں تو یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہ ہو کہ جس خدا نے یہ عظیم الشان کائنات پیدا فرمائی ہے اس کے لئے ایک مرے ہوئے انسان کو دوبارہ پیدا کر دینا کیا مشکل بات ہے۔ انسان اگر غور کرے کہ جب یہ کائنات اور زمین و آسمان کچھ بھی نہ تھے تو پھر یہ سنسار کہاں سے آیا؟ کیسے آیا؟ کون اس کو لایا؟ اور کس طاقت کے ساتھ لایا؟ ان کا مادہ پہلے کیا تھا اور پھر کیا بنا دیا گیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ مادہ کو عدم سے وجود میں لا کر جب ایسی عظیم الشان کائنات کو اللہ نے پیدا کر دیا تو ایک انسان کے موجودہ مادہ کے پراگندہ ذرات کو اکٹھا کر کے جوڑنا اور جیتا جاگتا انسان دوبارہ بنا دینا کیا دشوار ہے یہ تو مشرکین عرب بھی تسلیم کرتے تھے کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خداوند قدوس ہے تو پھر جس نے اتنی بڑی مخلوق کو پیدا کیا جس کے سامنے مادی حیثیت سے انسان کی کیا حقیقت ہے تو انسانوں کا پہلی بار یا دوسری بار پیدا کر دینا کیا مشکل ہوگا۔ تعجب ہے کہ ایسی صاف بات کو بھی بہت سے لوگ نہیں سمجھتے۔

آگے ارشاد ہے کہ ایک اندھے کو جیسے حق کا سیدھا راستہ نہیں سوجھتا اور وہ خوبصورتی اور بدصورتی میں کوئی فرق نہیں کر سکتا اور سیدھا اور ٹیڑھا راستہ اس کی نظر میں ایک جیسا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ ٹیڑھے راستہ پر چل کر کہیں کھائی اور خندق میں گر کر ہلاک ہو جائے یا کوئی موذی جانور اس کو کاٹ لے یا کوئی درندہ اس کو پھاڑ لے اور ایک آنکھوں والا جو نہایت بصیرت کے ساتھ صراط مستقیم کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اور اچھے برے کی تمیز کرتا ہے خوبصورت خوش رنگ اور بدصورت بدرنگ میں امتیاز کر سکتا ہے تو کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح کیا ایک نیکوکار مومن اور بدکار کافر کا انجام یکساں ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو ضرور ایک دن چاہئے جب ان کا باہمی فرق کھلے اور دونوں کے علم و عمل کے ثمرات اپنی صورت میں ظاہر ہوں اور اسی کو یوم قیامت کہا جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ منکرین صرف عناد و شرارت سے وجود قیامت کا انکار کرتے ہیں آگے حق تعالیٰ خبر دیتے ہیں کہ قیامت تو ضرور ہی آ کر رہے گی۔ اس کے آنے میں کسی طرح کا شک ہے ہی نہیں۔ مگر اکثر لوگ اس کو نہیں مانتے اب قیامت و آخرت کے بعد توحید پر کلام شروع ہو رہا ہے کہ جس میں منکرین جدال اور نزاع کرتے تھے اور خدا کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے تھے اس کے متعلق ارشاد ہے کہ تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ غیروں کو حوائج کے لئے مت پکارو بلکہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست کو قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں جس میں مجھ سے دعا مانگنا بھی داخل ہے اور غیروں کو پکارتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں یعنی جو لوگ توحید سے اعراض کر کے شرک کرتے ہیں وہ عنقریب مرنے کے بعد ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے (نفع کے) لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اُسی نے دن کو (دیکھنے کیلئے) روشن بنایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ

بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی (ان نعمتوں کا) شکر نہیں کرتے یہ اللہ ہے تمہارا رب وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾

اسکے سوا کوئی لائق نہیں سو (بعد اثبات توحید کے) تم لوگ شرک کرکے کہاں الٹے چلے جارہے ہو۔ اسی طرح وہ (پہلے) لوگ بھی الٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

اللہ ہی ہے جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرار گاہ بنایا اور آسمان کو (مثل) چھت (کے) بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا۔

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ

اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں (پس) یہ اللہ ہے تمہارا رب سو بڑا عالی شان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ وہی زندہ رہنے والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں

اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾

سو تم (سب) خالص اعتقاد کرکے اس کو پکارا کرو۔ تمام خوبیاں اسی اللہ کیلئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہان کا

اَللّٰهُ اللہ	الَّذِيْ وہ جس نے	جَعَلَ بنائی	لَكُمُ تمہارے لئے	الَّيْلَ رات	لِتَسْكُنُوْا تاکہ تم سکون حاصل کرو	فِيْهِ اس میں	وَالنَّهَارَ اور دن
مُبْصِرًا دکھانے کو	اِنَّ بیشک	اللّٰهَ اللہ	لَذُوْ فَضْلٍ فضل والا	عَلَى النَّاسِ لوگوں پر	وَلٰكِنَّ اور لیکن	اَكْثَرَ النَّاسِ اکثر لوگ	
لَا يَشْكُرُوْنَ شکر نہیں کرتے	ذٰلِكُمُ یہ ہے	اللّٰهُ اللہ	رَبُّكُمْ تمہارا پروردگار	خَالِقُ پیدا کرنیوالا	كُلِّ شَيْءٍ ہر شے	لَا نہیں	اِلٰهَ کوئی معبود
اِلَّا هُوَ اس کے سوا	فَاَنّٰى تو کہاں	تُؤْفَكُوْنَ تم اُلٹے پھرے جاتے ہو	كَذٰلِكَ اسی طرح	يُؤْفَكُ اُلٹے پھر جاتے ہیں	الَّذِيْنَ وہ لوگ جو		
كَانُوْا تھے	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کی آیات سے۔کا	يَجْحَدُوْنَ وہ انکار کرتے	اَللّٰهُ اللہ	الَّذِيْ وہ جس نے	جَعَلَ اس کو بنایا	لَكُمُ تمہارے لئے	
الْاَرْضَ زمین	قَرَارًا قرار گاہ	وَّالسَّمَآءَ اور آسمان	بِنَآءً چھت	وَّصَوَّرَكُمْ اور تمہیں صورت دی	فَاَحْسَنَ تو بہت ہی حسین		
صُوَرَكُمْ تمہیں صورت دی	وَرَزَقَكُمْ اور تمہیں رزق دیا	مِّنَ سے	الطَّيِّبٰتِ پاکیزہ چیزیں	ذٰلِكُمُ یہ ہے	اللّٰهُ اللہ	رَبُّكُمْ تمہارا پروردگار	
فَتَبٰرَكَ سو برکت والا	اللّٰهُ اللہ	رَبُّ پروردگار	الْعٰلَمِيْنَ سارے جہان	هُوَ وہی	الْحَيُّ زندہ رہنے والا	لَا نہیں	اِلٰهَ کوئی معبود
اِلَّا هُوَ سوائے اس کے	فَادْعُوْهُ پس تم پکارو اسے	مُخْلِصِيْنَ خالص کرکے	لَهُ الدِّيْنَ اس کیلئے عبادت	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ کیلئے			
رَبِّ پروردگار	الْعٰلَمِيْنَ سارے جہان						

تفسیر وتشریح: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے لئے استحقاق الوہیت ثابت کرنے کے لئے جابجا اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات کا تذکرہ کرتا ہے اور اس کی شان الوہیت کو بیان فرما کر اس کی وحدت اور معبودیت پر استدلال کرتا ہے۔ یہاں ان آیات میں رات اور

دن کو دلیل توحید کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور دن و رات کے فوائد بیان فرما کر اپنی شان ربوبیت کا اظہار فرمایا چنانچہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے رات و دن بنائے اور ان کا باقاعدگی کے ساتھ آنا اور جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ زمین اور سورج پر ایک ہی خدا حکومت کر رہا ہے پھر یہ شب و روز اور لیل و نہار کا چکر اس نے کیوں بنایا؟ کیا اس سے کوئی اس کا ذاتی مفاد وابستہ ہے نہیں بلکہ اس سارے چکر کی غرض صرف یہ ہے کہ اس کی مخلوق انسان کو فائدہ پہنچے۔ رات کی ٹھنڈ اور تاریکی میں عموماً لوگ سوتے اور آرام کرتے ہیں اور جسمانی راحت حاصل کرتے ہیں۔ دل کو چین و سکون میسر ہوتا ہے بدن اور اعضاء کی تھکاوٹ دور ہوتی ہے اور جب دن ہوتا ہے تو تازہ دم ہو کر اس کے اجالے میں اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس وقت دیکھنے بھالنے اور چلنے پھرنے کے لئے مصنوعی روشنی کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ تو یہ رات اور دن کا الٹ پھیر انسان اور دوسری زمینی مخلوقات کے لئے نفع بخش اور فائدہ مند ہونا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اس خالق اور مالک اور منعم نے یہ سارا نظام کمال درجہ حکمت کے ساتھ اس طرح بنایا ہے کہ وہ اس کی مخلوقات کے لئے نافع ہو۔ تو منعم حقیقی کی حق شناسی یہ تھی کہ قول و فعل اور جان و دل سے اس کا شکر ادا کرتے اس کا احسان مانتے ۔ اس کی توحید قبول کرتے۔ نہ کہ الٹا اس سے بغاوت و سرکشی اور شرک و کفر کئے چلے جائیں۔ گویا خدا کے منکر اور اس کے ساتھ شرک کرنے والے انسان کو احساس دلایا گیا کہ خدا نے رات اور دن کی شکل میں یہ کتنی بڑی نعمت ان کو عطا کی ہے اور وہ کتنے بڑے ناشکرے ہیں کہ اس کی اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی کی عبدیت سے باہر قدم نکالتے ہیں اور اس کے سامنے سر نیاز نہیں جھکاتے اور تکبر اور غرور کے بلند دعوے کرتے ہیں آگے بتلایا جاتا ہے کہ وہی اللہ جس نے تمہارے لئے سب کچھ پیدا کیا ہے تمہارا رب ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے اور مالک و منعم ہے۔ رات اور دن کی سب نعمتیں اس کی طرف سے مانتے ہو تو بندگی بھی صرف اسی کی ہونی چاہئے۔ تم اس مقام پر پہنچ کر کہاں بھٹک جاتے ہو کہ مالک حقیقی تو کوئی ہو اور بندگی کسی کی کی جائے۔ تم کو یہ الٹی پٹی کون پڑھا رہا ہے کہ جو نہ خالق ہیں نہ پروردگار وہ تمہاری عبادت کے مستحق ہیں؟ اس ایک واحد ذات اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ مالک ہے تو اے اللہ کی توحید میں جدال کرنے والے بیوقوفو تمہارے یہ گمراہ کن پیشوا اور یہ نافہم لیڈر اور یہ کوتاہ بین سردار تمہاری زندگی کے رخ کو کس کی طرف گھما رہے ہیں اور تم کو کہاں لئے جا رہے ہیں۔ پہلے کے مشرکین بھی اسی طرح بہکے اور بے دلیل و حجت غیر خدا کی عبادت کرنے لگے۔ خواہش نفسانی کو سامنے رکھ کر دلائل الٰہیہ کی تکذیب کی اور جہالت کو آگے رکھ کر بہکتے اور بھٹکتے رہے۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تو ذات ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے قرارگاہ بنایا یعنی ٹھہری ہوئی اور فرش کی طرح بچھی ہوئی کہ اس پر تم اپنی زندگی گزارو آؤ جاؤ چلو پھرو پہاڑوں کو اس زمین پر میخوں کی طرح گاڑ کر اسے ہلنے جلنے سے محفوظ کر دیا پھر اسی زمین کے لئے آسمان کو مثل چھت کے بنا دیا جو ہر طرح محفوظ ہے۔ یعنی تمہارے پیدا کرنے سے پہلے تمہارے لئے کس قدر محفوظ اور پرامن جائے قیام مہیا کی پھر تمہیں پیدا کیا۔ تو اس طرح کہ بہترین صورت عطا فرمائی اور نہایت موزوں جسم اور اعضا عطا کئے۔ یہ سڈول بدن یہ خوبصورت چہرہ یہ موزوں قامت اور یہ مناسب اعضا یہ دیکھنے والی آنکھ یہ سننے والے کان یہ بولتی ہوئی زبان اور یہ بہترین صلاحیتوں کا دماغ تم خود بنا کر نہیں لے آئے تھے نہ تمہارے ماں باپ نے

3 انہیں بنایا تھا نہ کسی دیوی دیوتا اور تمہارے فرضی معبود میں یہ طاقت تھی کہ انہیں بنا تا ان کا بنانے والا وہی ایک حکیم ورحیم اور قادر مطلق ہے پھر تمہیں پیدا کر کے نفیس اور بہترین چیزیں کھانے پینے کو دیں یہ پانی یہ غلے یہ ترکاریاں یہ پھل یہ میوے یہ دودھ یہ گوشت یہ شہد یہ نمک اور مرچ مسالے اور یہ بے شمار اشیاء آخر یہ کس نے زمین پر مہیا کیں اور کس نے یہ انتظام کیا کہ غذا کے یہ بے حساب خزانے زمین سے پے در پے نکلتے چلے آئیں اور ان کا سلسلہ کبھی ٹوٹنے نہ پائے کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ تمہارا پیدا کرنے والا صرف خالق ہی نہیں رازق اور رب رحیم بھی ہے۔ تو پیدا اس نے کیا۔ بسایا اس نے کھلایا پلایا اس نے پہنایا اڑھایا اس نے ۔ پس صحیح معنیٰ میں خالق و رازق وہی رب العالمین ہے جو تمہارا بھی رب ہے اور سارے جہان کا رب بھی وہی ہے جو بابرکت ہے۔ بلندی پاکیزگی برتری اور بزرگی والا ہے۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ وہ زندہ ہے جس پر کبھی موت وفنا نہیں وہی اول اور آخر ظاہر و باطن ہے۔ اس کا کوئی وصف کسی دوسرے میں نہیں۔ اس کا نظیر اور عدیل کوئی نہیں تو تمہیں چاہیے کہ اس کی توحید کو مانتے ہوئے اس سے دعائیں کرتے رہو اس کی عبادت میں مشغول رہو۔ اپنی حاجات میں اسی کو پکارو۔ تمام تر تعریفوں اور حمدوں کا مالک و مستحق اللہ رب العالمین ہی ہے۔

غور کیجئے کہ مسئلہ توحید باری تعالیٰ کیسے موثر اور لاجواب عقلی دلائل سے ثابت فرمایا گیا ہے۔

دعا کیجئے

اللہ تعالیٰ توحید کی حقیقت ہم سب کو نصیب فرمائیں اور اپنی نعمتوں کی سچی قدر دانی اور صحیح شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائیں۔

یا اللہ کفران نعمت کی خصلت سے ہم سب کو بچائیے اور جو یہ جسم و جان و زندگی ہم کو جو آپ نے عطا فرمائی ہے اس کو اپنی مرضیات و طاعت و عبادت میں لگائے رکھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

یا اللہ بیشک ہمارے خالق و رازق اور مربی آپ ہی ہیں یا اللہ اپنا مطیع اور فرمانبردار بندہ بنا کر ہم کو زندہ رکھئے اور اسی پر ہم کو موت نصیب فرمایئے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ

آپ (ان مشرکوں کو سنانے کیلئے) کہہ دیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کردی گئی ہے کہ میں اُن (شرکاء) کی عبادت کروں جن کو خدا کے سوا تم پکارتے ہو۔ جبکہ میرے پاس

رَّبِّیْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

میرے رب کی نشانیاں آچکیں۔ اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں (صرف) رب العالمین کے سامنے گردن جھکاؤں۔ وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا

نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کرکے (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر تاکہ تم

شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

بوڑھے ہوجاؤ اور کوئی کوئی تم میں سے پہلے ہی مرجاتا ہے۔ اور تاکہ تم سب (اپنے اپنے) وقت مقرر تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم لوگ سمجھو۔

هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۶۸﴾

وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ پھر جب وہ کسی کام کو پورا کرنا چاہتا ہے سو بس اس کی نسبت فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہوجاتا ہے۔

قُلْ آپ فرمادیں	اِنِّیْ بیشک میں	نُهِیْتُ مجھے منع کردیا گیا ہے	اَنْ اَعْبُدَ کہ پرستش کروں میں	الَّذِیْنَ وہ جن کی
تَدْعُوْنَ تم پوجا کرتے ہو	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا	لَمَّا جب	جَآءَنِیَ وہ میرے پاس آگئیں	الْبَیِّنٰتُ کھلی نشانیاں
مِنْ رَّبِّیْ میرے رب سے	وَ اُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا	اَنْ اُسْلِمَ کہ میں اپنی گردن جھکا دوں	لِرَبِّ پروردگار کیلئے	الْعٰلَمِیْنَ تمام جہان
هُوَ الَّذِیْ وہ جس نے	خَلَقَكُمْ پیدا کیا تمہیں	مِنْ تُرَابٍ مٹی سے	ثُمَّ پھر	مِنْ نُّطْفَةٍ نطفہ سے
ثُمَّ پھر	مِنْ عَلَقَةٍ لوتھڑے سے	ثُمَّ پھر	یُخْرِجُكُمْ تمہیں نکالتا ہے وہ	طِفْلًا بچہ سا
ثُمَّ پھر	لِتَبْلُغُوْٓا تاکہ تم پہنچو	اَشُدَّكُمْ اپنی جوانی	ثُمَّ پھر	لِتَكُوْنُوْا تاکہ تم ہوجاؤ
شُیُوْخًا بوڑھے	وَ مِنْكُمْ اور تم میں سے	مَّنْ یُّتَوَفّٰى جو فوت ہوجاتا ہے	مِنْ قَبْلُ اس سے قبل	وَ لِتَبْلُغُوْٓا اور تاکہ پہنچو تم
اَجَلًا مُّسَمًّى وقتِ مقررہ	وَّ لَعَلَّكُمْ اور تاکہ تم	تَعْقِلُوْنَ سمجھو	هُوَ الَّذِیْ وہی ہے جو	یُحْیٖ زندگی عطا کرتا ہے
وَ یُمِیْتُ اور مارتا ہے	فَاِذَا پھر جب	قَضٰٓى وہ فیصلہ کرتا ہے	اَمْرًا کسی امر	فَاِنَّمَا تو اسکے سوا نہیں
یَقُوْلُ لَهٗ وہ کہتا ہے اس کیلئے	كُنْ تو ہوجا	فَیَكُوْنُ سو وہ ہوجاتا ہے		

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات سے اثبات توحید اور رد شرک کا مضمون بیان ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرمایا جاتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشرکین خود اپنے ہی شرک پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آپ کو بھی شرک کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ ان مشرکین سے صاف کہہ دیجئے کہ مجھے اس کی ممانعت کردی گئی ہے کہ میں ان چیزوں کی پرستش کروں جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے اس معاملہ میں صاف احکام اور دلائل عقلیہ ونقلیہ آچکے ہیں اور مجھے شرک سے قطعاً ممانعت کردی گئی ہے اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں صرف پروردگار عالم رب العالمین کی عبادت کروں اور اسی کے سامنے اپنے سر کو جھکاؤں لہٰذا میں تمہاری درخواست کسی طرح منظور نہیں کرسکتا۔ اے شرک کی دعوت دینے

والو! دیکھو میرا خدا تو وہ ہے جس نے اول تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور پھر آگے ان کی نسل کو نطفہ سے چلایا جو رحم مادر میں جا کر خون کے لوتھڑے میں تبدیل ہو جاتا ہے اور پھر تم کو ماں کے پیٹ سے بچہ ہونے کی حالت میں نکالتا ہے پھر وہ تم کو بڑھاتا ہے تاکہ تم اپنی پوری قوت کو پہنچ جاؤ گویا بچپن سے جوان بناتا ہے پھر تم کو اور زندہ رکھ کر بڑھاتا ہے یہاں تک کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو اور کچھ تم میں سے وہ بھی ہوتے ہیں جو اس سے پہلے ہی لے لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ کسی کو جوانی میں موت آ جاتی ہے اور کسی کو بچپن میں۔ بہرحال سب کو ایک مدت معین اور لکھے ہوئے وعدہ تک پہنچنا ہے تاکہ اس میعاد معین پر پہنچ کر تم کو موت دے دی جائے اس میعاد معین سے پہلے ساری دنیا بھی مل کر کسی کو مارنا چاہے تو نہیں مار سکتی اور مقررہ وقت آ جانے کے بعد دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی کسی کو زندہ رکھنا چاہیں تو نہیں کر سکتیں اور یہ سب کچھ اس لئے کیا اور زندگی کے مختلف مراحل سے تم کو گزارا کہ تم ان امور میں غور کر کے خدا تعالیٰ کی توحید کو سمجھو کہ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تمہاری حیات و ممات کا سر رشتہ اسی قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے۔ تو جب تمہاری موت و حیات پر کوئی اور حکمران نہیں تو بندگی و عبادت کا مستحق کوئی دوسرا کیسے ہو گیا۔ پھر مارنے اور جلانے ہی پر کچھ منحصر نہیں وہ ہر کام کو جب وہ کوئی بات طے کر چکتا ہے تو بس اس کی نسبت اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے یعنی کسی کام کے ہونے میں صرف اس کے ارادہ کی دیر ہے جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو وہ فوراً ہو جاتا ہے اس کے لئے اس کو کوئی انتظام اور اہتمام نہیں کرنا پڑتا۔ پس جبکہ خدا کی یہ صفت ہے اور یہ صفات کسی اور میں نہیں تو تمہیں کب زیبا ہے کہ تم اس کے لئے شریک ٹھہراؤ اور خود بھی شرک کرو اور دوسروں کو بھی شرک کی دعوت دو۔ یہ ہرگز زیبا نہیں تو گویا یہاں انسان کو خود اس کی اپنی پیدائش اور موت و حیات کو جتلا کر توحید باری تعالیٰ کی طرف دعوت دی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی پیدائش اور موت و حیات کا مسئلہ اللہ کی قدرت کی کھلی ہوئی نشانیوں میں سے ہے۔ انسان اگر عقل سے کام لے تو اس نشانی کے ذریعہ اللہ کو پہچان سکتا ہے اور اس کی توحید کا مقر اور معترف ہو سکتا ہے۔ صحیح احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ صرف انسان کی پیدائش ہی میں خدا کی قدرت کے اس قدر نمونے ہیں کہ اور مخلوقات کے سوا انسان اپنی ہی پیدائش کو نظر غور سے دیکھے تو خدا کی ذات اور قدرت کا پورا یقین ہو سکتا ہے اگر غور کیا جائے تو فقط نطفہ کے رحم میں ٹھہرنے سے بچہ کے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تک ایسے قدرت کے نمونے ہیں جن کا بیان انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ نطفہ سے خون بننا اور پھر خون کا گوشت پھر اس گوشت سے ہڈیاں پھر ان ہڈیوں کے اوپر گوشت کا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ چار مہینہ میں یہ سب کچھ ہو کر اس پتلے میں اللہ کے حکم سے روح پھونکی جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے عورت کے رحم پر جو فرشتہ تعینات ہے وہ نطفہ سے خون اور خون سے گوشت بننے کے وقت تک اللہ کا حکم حاصل کرتا رہتا ہے اگر حکم ہوتا ہے تو پورا پتلا تیار ہوتا ہے ورنہ حمل ساقط ہو جاتا ہے گوشت سے جب پتلا بننے لگتا ہے تو فرشتہ یہ بھی پوچھتا ہے کہ یا اللہ لڑکے کا پتلا تیار ہو گا یا لڑکی کا۔ خدا کے حکم کے موافق وہ فرشتہ عمل کرتا ہے اسی وقت یہ چار باتیں بھی لکھی جاتی ہیں کہ اس بچہ کی عمر کتنی ہو گی تمام عمر کتنا رزق ملے گا اور وہ رزق کس طرح حاصل کرے گا اور تمام عمر کیسے عمل کرے گا اور پھر خاتمہ کس طرح کے عمل پر ہو گا۔ اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ اسی کے موافق مرنے کے وقت آدمی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اب باوجود اس طرح سمجھانے کے پھر بھی مشرک اگر اپنی ہٹ دھرمی سے شرک پر قائم رہے تو پھر اس کو اس جرم کی کیا سزا ملے گی یہ اگلی آیات میں ظاہر فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہو گا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ

کیا آپ نے ان لوگوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں۔ (حق سے) کہاں پھرے چلے جا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے اس کتاب (یعنی قرآن) کو جھٹلایا

وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ

اور اس چیز کو بھی جو ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا تھا سو ان کو ابھی (یعنی قیامت میں جو قریب ہے) معلوم ہوا جاتا ہے۔ جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے

يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

اور زنجیریں ان کو گھسیٹتے ہوئے۔ کھولتے پانی میں لے جاویں گے پھر یہ آگ میں جھونک دیے جاویں گے پھر ان سے پوچھا جاوے گا کہ (وہ معبود) غیر اللہ کہاں گئے جن کو تم

تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ

شریک (خدائی) ٹھہراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ وہ تو سب ہم سے غائب ہوگئے بلکہ ہم اس کے قبل کسی کو نہیں پوجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح

يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ

کافروں کو غلطی میں پھنسانے رکھتا ہے۔ یہ (سزا) اس کے بدلہ میں ہے کہ تم دنیا میں ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اس کے بدلہ میں تم اتراتے تھے۔

تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ

جہنم کے دروازوں میں گھسو (اور) ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہو سو متکبرین کا وہ برا ٹھکانہ ہے۔ تو آپ (چندے) صبر کیجئے

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا

بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (اس کے نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دیدیں سو ہمارے ہی

يُرْجَعُونَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم

پاس ان کو آنا ہوگا۔ اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے جن میں سے بعضے تو وہ ہیں کہ ان کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعضے وہ ہیں

مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ

جن کا ہم نے آپ سے قصہ بیان نہیں کیا۔ اور کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ بدون اذن الٰہی کے ظاہر کر سکے۔

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٧٨﴾

پھر جس وقت اللہ کا حکم آویگا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جاوے گا۔ اور اس وقت اہل باطل خسارہ میں رہ جاویں گے۔

اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا تم نے	اِلٰی طرف	اَلَّذِیْنَ جو لوگ	یُجَادِلُوْنَ جھگڑتے ہیں	فِیْ میں	اٰیٰتِ اللّٰہِ اللہ کی آیات	اَنّٰی کہاں

يُصْرَفُوْنَ پھرے جاتے ہیں | اَلَّذِيْنَ جو لوگوں نے | كَذَّبُوْا جھٹلایا | بِالْكِتٰبِ کتاب کو | وَبِمَآ اور اس کو جو | اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا | بِهٖ اس کے ساتھ
رُسُلَنَا اپنے رسول | فَسَوْفَ پس جلد | يَعْلَمُوْنَ وہ جان لیں گے | اِذِ جب | الْاَغْلٰلُ طوق (جمع) | فِيْ اَعْنَاقِهِمْ ان کی گردنوں میں
وَ اور | السَّلٰسِلُ زنجیریں | يُسْحَبُوْنَ وہ گھسیٹے جائیں گے | فِي الْحَمِيْمِ کھولتے ہوئے پانی میں | ثُمَّ پھر | فِي النَّارِ آگ میں
يُسْجَرُوْنَ وہ جھونک دیے جائیں گے | ثُمَّ پھر | قِيْلَ کہا جائے گا | لَهُمْ ان کو | اَيْنَ کہاں | مَا كُنْتُمْ جن کو تم تھے | تُشْرِكُوْنَ شریک کرتے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا | قَالُوْا وہ کہیں گے | ضَلُّوْا وہ گم ہوگئے | عَنَّا ہم سے | بَلْ بلکہ | لَمْ نہیں | نَكُنْ نَّدْعُوْا پکارتے تھے ہم
مِنْ قَبْلُ اس سے قبل | شَيْئًا کوئی چیز | كَذٰلِكَ اسی طرح | يُضِلُّ گمراہ کرتا ہے | اللّٰهُ اللہ | الْكٰفِرِيْنَ کافروں | ذٰلِكُمْ یہ | بِمَا اس کا بدلہ جو
كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ تم خوش ہوتے تھے | فِي الْاَرْضِ زمین میں | بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق | وَبِمَا اور بدلہ اس کا جو | كُنْتُمْ تم تھے | تَمْرَحُوْنَ اتراتے
اُدْخُلُوْا تم داخل ہوجاؤ | اَبْوَابَ دروازے | جَهَنَّمَ جہنم | خٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہنے کو | فِيْهَا اس میں | فَبِئْسَ سو برا | مَثْوَى ٹھکانا
الْمُتَكَبِّرِيْنَ تکبر کرنے (بڑا بننے) والوں کا | فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں | اِنَّ بیشک | وَعْدَ اللّٰهِ اللہ کا وعدہ | حَقٌّ سچا | فَاِمَّا پس اگر
نُرِيَنَّكَ ہم آپکو دکھادیں | بَعْضَ بعض (کچھ حصہ) | الَّذِيْ وہ جو | نَعِدُهُمْ ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں | اَوْ یا | نَتَوَفَّيَنَّكَ ہم آپکو وفات دیدیں
فَاِلَيْنَا پس ہماری طرف | يُرْجَعُوْنَ وہ لوٹائے جائیں گے | وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور تحقیق ہم نے بھیجے | رُسُلًا بہت سے رسول | مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے
مِنْهُمْ ان میں سے | مَنْ جو۔جن | قَصَصْنَا ہم نے حال بیان کیا | عَلَيْكَ آپ پر۔سے | وَمِنْهُمْ اور ان میں سے | مَنْ جو۔جن
لَمْ نَقْصُصْ ہم نے حال نہیں بیان کیا | عَلَيْكَ آپ پر۔سے | وَمَا كَانَ اور نہ تھا | لِرَسُوْلٍ کسی رسول کیلئے | اَنْ کہ | يَّاْتِيَ وہ لائے
بِاٰيَةٍ کوئی نشانی | اِلَّا مگر۔بغیر | بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ کے حکم سے | فَاِذَا سو جب | جَآءَ آگیا | اَمْرُ اللّٰهِ اللہ کا حکم | قُضِيَ فیصلہ کردیا گیا
بِالْحَقِّ حق کے ساتھ | وَ اور | خَسِرَ گھاٹے میں رہ گئے | هُنَالِكَ اس وقت | الْمُبْطِلُوْنَ اہل باطل

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں انسان کی پیدائش اور اس کی موت وحیات کو سمجھا کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اثبات اور شرک کا رد فرمایا گیا تھا۔ اب باوجود ایسی صاف اور صریح دعوت کے اور دلائل توحید باری تعالیٰ کے جو لوگ راہ حق سے فرار اختیار کرتے ہیں اور توحید کو قبول نہ کرکے کفر وشرک پر جمے رہتے ہیں اور اللہ کے کلام میں ناحق حجتیں نکالتے ہیں اور اللہ کے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو ان کی اس تکذیب کا نتیجہ اور ان کا انجام ان آیات میں ظاہر فرمایا جاتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ یہ مدعی شرک اور منکرین توحید جو خود بھی شرک کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی شرک کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ لوگ کہاں اور کیسے برے راستہ کی طرف پھرے جارہے ہیں کہ جو کتب الٰہیہ کو جھٹلاتے ہیں اور جو پیغام وتعلیم اللہ کے رسول لائے اس کا بھی انکار کرتے ہیں تو اس سرکشی اور انکار کا نتیجہ ان کو آگے چل کر معلوم ہوجائے گا جبکہ طوق ان کی گردنوں میں پڑے ہوں گے اور ان میں زنجیریں بندھی ہوں گی جو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوں گی جو ان مجرمین ومکذبین کو گھسیٹے گھسیٹے پھر رہے ہوں گے اور کبھی حمیم میں اور کبھی جحیم میں گرم کھولتے ہوئے پانی میں سے گھسیٹے جائیں گے اور آگ جہنم میں جھلسائے جائیں گے اور طرح طرح کے عذاب دیئے جائیں گے پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ آج تمہارے وہ معبود اور دیوتا کہاں گئے جنہیں تم اللہ کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے اب وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے وہ مشرکین جواب دیں گے کہ وہ تو ہم سے سب غائب ہوگئے بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ ہم اس سے قبل جو دنیا میں بتوں کو پوجتے تھے تو اب معلوم ہوا کہ وہ درحقیقت لاشی محض تھے اور ہم دراصل کسی کو بھی نہ پوجتے تھے یہ کہنا ان کا ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی شخص تجارت میں نقصان اٹھادے اور اس سے پوچھا جائے کہ تم فلاں مال کی تجارت کیا کرتے

ہو اور وہ کہے کہ میں تو کہیں کی تجارت نہیں کرتا یعنی اس کا ثمرہ حاصل نہ ہو تو یوں سمجھنا چاہئے کہ گویا وہ عمل ہی نہ ہوا۔ اس پر آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کافروں کو اللہ تعالیٰ اسی طرح غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے کہ جس چیز کے لاشئی اور غیر نافع ہونے کا وہاں یعنی قیامت میں خود مشرکین اقرار کریں گے آج یہاں دنیا میں ان کی عبادت میں مشغول ہیں الغرض ان مشرکین و منکرین و مکذبین سے کہا جائے گا کہ تم جو زمین پر ناجائز طور پر خوشیاں مناتے تھے اور اترایا کرتے تھے اور بلاوجہ اینڈتے اور اکڑتے پھرتے تھے تو دیکھ لو یہ ہے اس ناحق کی شیخی غرور اور تکبر کا انجام۔ لو اب جہنم میں پڑے رہو اور تم جیسے اینٹھنے والوں کی یہی بدمنزل اور بری جائے قرار ہے۔ جس قدر دنیا میں تکبر کیا تھا اتنا ہی ذلیل و خوار آج بنو گے اور اس جگہ سے تم کو کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

اب جب اللہ اور رسول اور قرآن کے نہ ماننے والوں کا حشر اور ان کا انجام بدسنا دیا گیا تو اب کلام کا رخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہا جاتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کی ڈھٹائی کا یہ حال ہے کہ لاکھ سناؤ ایک نہیں سنتے تو آپ صبر کیجئے خدا کا وعدہ ضرور سچا ہے اور جو کچھ اس نے کہہ دیا ہے کہ وہ ضرور ہو کر رہے گا اور ان منکرین کو ضرور سزا دے گا اور ان پر عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اب خواہ یہ وعدہ آپ کی حیاۃ اور موجودگی میں پورا ہو یا آپ کی وفات کے بعد بہرحال یہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتے سب کا انجام ہمارے ہاتھ میں ہے۔ سب کو ہمیں سے واسطہ پڑتا ہے۔ مر کر بھی ہمارے ہی پاس آئیں گے۔ چھٹکارا کسی صورت سے نہیں۔ پھر مشرکین و مکذبین یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ اگر آپ سچے ہیں اور جس عذاب کی دھمکیاں آپ دیتے ہیں تو آپ اس عذاب کو لے کیوں نہیں آتے؟ اس کے جواب میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے اور خطاب ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول دنیا میں بھیجے ہیں جن میں سے بعض کا تفصیلی یا اجمالی حال آپ سے بیان کر دیا اور بعض کا نہیں تو ان تمام رسولوں میں کسی رسول کو یہ بات حاصل نہ تھی کہ وہ کوئی نشانی عذاب ہو یا غیر عذاب از خود لے آئے اور امت کی ہر فرمائش پوری کر سکے ہاں جو نشانیاں رسول لائے تھے خدا کے حکم اور اجازت سے لائے تھے تو آپ تسلی رکھئے جس وقت خدا کا حکم یعنی عذاب آئے گا اس وقت صحیح فیصلہ ہو جائے گا اور اس موقع پر اہل باطل سراسر گھاٹے میں رہیں گے۔ کیونکہ اس وقت انہیں اپنے زعم باطل کی غلطی معلوم ہو گی مگر اس کی تلافی پر ان کو قدرت نہ ہوگی تو مقصد یہ کہ لوگوں کو چاہئے کہ اس وقت سے پہلے ہی اپنے خیالات اور اوہام باطلہ کی اصلاح کر لیں اور خسارہ سے بچ جائیں۔

اب آگے خاتمہ کی آیات میں پھر توحید کی دلیل اور پھر اس کے انکار پر توبیخ اور پھر مشرکین امم سابقہ کا حال یاد دلا کر تہدید فرمائی گئی ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

ہم کو جو کچھ احکام الٰہیہ اور پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر ایمان و یقین کے ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائیں اپنی اور اپنے رسول پاک کی نافرمانی سے ہم کو بچالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں توحید کی حقیقت کے ساتھ زندہ رکھیں اور اسی پر موت نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آخرت کی ناکامی اور خسارہ سے ہم سب کو اور امت مسلمہ کو بچائیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (۷۹) وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے مواشی بنائے تا کہ ان میں بعض سے سواری لو اور ان میں بعض (ایسے ہیں کہ اُن) کو کھاتے بھی ہو۔ اور تمہارے لئے اُن میں اور بھی بہت فائدے ہیں

وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ (۸۰) وَ یُرِیْكُمْ

اور (اس لئے بنائے) تا کہ تم ان پر اپنے مطلب تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور ان پر (بھی) اور کشتی پر (بھی) لدے لدے پھرتے ہو اور تم کو اپنی اور

اٰیٰتِهٖ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ (۸۱) اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ

بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے سو تم اللہ تعالیٰ کی کون کونسی نشانیوں کا انکار کروگے۔ کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (مشرک) لوگ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ

ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا کیسا انجام ہوا (حالانکہ) وہ لوگ ان سے زیادہ تھے اور قوت میں اور نشانیوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں

فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (۸۲) فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا

بڑھے ہوئے تھے سو ان کی کمائی ان کے کچھ بھی کام نہ آئی۔ غرض جب ان کے پیغمبران کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے (اس) علم (معاش) پر

عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (۸۳) فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا

بڑے نازاں ہوئے جو ان کو حاصل تھا۔ اور ان پر وہ عذاب آپڑا جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا

قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِیْنَ (۸۴) فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ

تو کہنے لگے (اب) ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور ان سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے جن کو ہم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے سو اُن کو ان کا یہ ایمان لانا نافع نہ ہوا

لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ (۸۵)

جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اس کے بندوں میں پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے۔

اَللّٰهُ اللہ	الَّذِیْ وہ جس نے	جَعَلَ بنائے	لَكُمُ تمہارے لئے	الْاَنْعَامَ چوپائے	لِتَرْكَبُوْا تا کہ تم سوار ہو	مِنْهَا ان سے	وَمِنْهَا اور ان سے
تَاْكُلُوْنَ تم کھاتے ہو	وَلَكُمْ اور تمہارے لئے	فِیْهَا ان میں	مَنَافِعُ بہت سے فائدے	وَلِتَبْلُغُوْا اور تا کہ تم پہنچو	عَلَیْهَا ان پر	حَاجَةً حاجت	
فِیْ صُدُوْرِكُمْ تمہارے سینوں (دلوں) میں	وَعَلَیْهَا اور ان پر	وَ اور	عَلَى الْفُلْكِ کشتیوں پر	تُحْمَلُوْنَ لدے پھرتے ہو			
وَیُرِیْكُمْ اور وہ دکھاتا ہے تمہیں	اٰیٰتِهٖ اپنی نشانیاں	فَاَیَّ تو کن کن	اٰیٰتِ اللّٰهِ اللہ کی نشانیوں کا	تُنْكِرُوْنَ تم انکار کروگے			
اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا پس کیا وہ چلے پھرے نہیں	فِی الْاَرْضِ زمین میں	فَیَنْظُرُوْا تو وہ دیکھتے	كَیْفَ کیسا	كَانَ ہوا	عَاقِبَةُ انجام		
الَّذِیْنَ ان لوگوں کا جو	مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے قبل	كَانُوْا وہ تھے	اَكْثَرَ بہت زیادہ	مِنْهُمْ اُن سے	وَاَشَدَّ اور بہت زیادہ	قُوَّةً قوت	
وَّاٰثَارًا اور آثار	فِی الْاَرْضِ زمین میں	فَمَا سو نہ	اَغْنٰى وہ کام آیا	عَنْهُمْ اُن کے پاس	مَا جو	كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ وہ کماتے (کرتے) تھے	

فَلَمَّا پھر جب	جَآءَتْهُمْ انکے پاس آئے	رُسُلُهُمْ انکے رسول	بِالْبَيِّنٰتِ کھلی نشانیوں کیساتھ	فَرِحُوْا بِمَا خوش ہوئے (اترانے لگے اس پر جو)			
عِنْدَهُمْ ان کے پاس	مِّنَ الْعِلْمِ علم سے	وَحَاقَ اور گھیر لیا	بِهِمْ انہیں	مَّا جو وہ	كَانُوْا تھے	بِهٖ اس کا	يَسْتَهْزِءُوْنَ مذاق اڑاتے
فَلَمَّا پھر جب	رَاَوْا انہوں نے دیکھا	بَاْسَنَا ہمارا عذاب	قَالُوْا وہ کہنے لگے	اٰمَنَّا ہم ایمان لائے	بِاللّٰهِ اللہ پر	وَحْدَهٗ وہ واحد	
وَكَفَرْنَا اور ہم منکر ہوئے	بِمَا وہ جس	كُنَّا ہم تھے	بِهٖ اس کے ساتھ	مُشْرِكِيْنَ شریک کرتے	فَلَمْ يَكُ تو نہ ہوا	يَنْفَعُهُمْ ان کو نفع دیتا	
اِيْمَانُهُمْ ان کا ایمان	لَمَّا رَاَوْا جب انہوں نے دیکھ لیا	بَاْسَنَا ہمارا عذاب	سُنَّتَ اللّٰهِ اللہ کا دستور	الَّتِيْ وہ جو	قَدْ خَلَتْ گزر چکا ہے		
	فِيْ عِبَادِهٖ اس کے بندوں میں	وَخَسِرَ اور گھاٹے میں رہ گئے	هُنَالِكَ اس وقت	الْكٰفِرُوْنَ کافر (جمع)			

تفسیر وتشریح: یہ سورۂ مومن کی آخری آیات ہیں گذشتہ سے اثبات توحید اور رد شرک کا مضمون بیان ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ان آیات میں بھی پہلے توحید کی دلیل دی گئی۔ پھر اس کے انکار پر ڈرایا گیا اور گذشتہ امتوں کے منکرین ومکذبین کا حال بیان فرما کر موجودہ منکرین کو اس انجام بد سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ چنانچہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ دیکھو خدا وہ ہے کہ جس نے انسانوں کے لئے مویشی بنائے جن سے انسان طرح طرح کے کام اور نفع حاصل کرتے ہیں۔ سواریوں کے کام میں بھی آتے ہیں۔ ان کے گوشت بھی کھائے جاتے ہیں۔ مثلاً اونٹ سواری کا کام بھی دیتا ہے بار برداری بھی کرتا ہے اور اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور دودھ بھی پیا جاتا ہے گائے بیل گوشت کھانے کے کام میں بھی آتے ہیں دودھ بھی دیتے ہیں۔ ہل میں بھی جوتے جاتے ہیں۔ بھیڑ بکری کا دودھ بھی پیا جاتا ہے۔ گوشت بھی کھایا جاتا ہے پھر اور بھی بیسیوں کام اور فائدے ان سے حاصل ہوتے ہیں مثلاً دودھ سے دہی گھی مکھن کھویا پنیر وغیرہ بناتے کھاتے اور فروخت کرتے ہیں۔ علاوہ گوشت کے چربی اون بال کھال وغیرہ سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہڈی اور سینگوں وغیرہ سے مختلف چیزیں بناتے ہیں۔ تو انسانوں کی بے شمار ضروریات ان جانوروں سے پوری ہوتی ہیں۔ پھر جس طرح خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر لدے پھندے سفر کرتے ہو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتے ہو اسی طرح پانی میں کشتیوں پر لدے پھرتے ہو تو یہ خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی بے شمار نشانیاں ہیں جنہیں وہ انسانوں کو دکھلاتا ہے۔ تو اس قدر کھلے ہوئے نشانات دیکھنے پر بھی آدمی کہاں تک انکار ہی کرتا چلا جائے گا۔ مطلب یہ تم خدا کی نشانیوں کا انکار نہیں کر سکتے تو پھر اس کی ذات اور توحید کا انکار سراسر ہٹ دھرمی نہیں تو کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کی ان گنت نشانیوں میں سے ایک کا بھی کوئی شخص صحیح معنیٰ میں انکاری نہیں ہوسکتا یہ اور بات ہے کہ کوئی اپنے دیدہ ہی پھوڑ لے اور آنکھوں پر پٹی باندھ لے۔ انسان کو اللہ نے عقل دی ہے اور اس کا پہلا کام یہ ہے کہ دنیا کے حالات واقعات اور اس کے عجیب وغریب انتظام پر نظر کر کے اس کے بنانے والے کو پہچانے اور اللہ کو پہچان کر اس کا شکر ادا کرے اس کا احسان مانے اور اس کی توحید قبول کر کے اس کی فرمانبرداری اختیار کرے۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ اللہ کے نعمتوں اور احسانات کی ناقدری اور ناسپاسی اور ناشکری اور اس کی نافرمانی کی سزا دنیا میں بھی ملا کرتی ہے انسان اس روئے زمین پر چل پھر کر دیکھے کہ پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں جو ان منکرین اور مشرکین مکہ سے زیادہ زور اور قوت والی تھیں اور جتھے اور تعداد میں بھی زیادہ تھیں اور انہوں نے ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر اپنی یادگاریں اور نشانیاں قائم کر رکھی تھیں۔ بڑی بڑی عمارات رکھنے والے تھے اور بڑے مال دار تھے۔ لیکن ان پر جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور وطاقت اور ساز وسامان کچھ بھی کام نہ آ سکا۔ یونہی تباہ وبرباد ہو کر رہ گئے۔ کسی سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو نہ دفع کرتے بنا۔ نہ ٹال سکے۔ نہ کم کر سکے۔ آگے بتلایا

جاتا ہے کہ وہ تھے ہی غارت کئے جانے کے قابل کیونکہ جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صاف صاف دلیلیں روشن حجتیں اور کھلے معجزات اور پاکیزہ تعلیمات لے کر آئے تو انہوں نے آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھا اور جن مادی ترقیات کا علم ان کے پاس تھا اور جن غلط عقیدوں پر دل جمائے ہوئے تھے۔ اسی پر اتراتے رہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے علوم وہدایات کو حقیر سمجھ کر مذاق اڑاتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ ہم ہی زیادہ عالم ہیں۔ یہ حساب کتاب عذاب ثواب جنت دوزخ کوئی چیز نہیں۔ سب من گھڑت خیالات ہیں۔ آخر ایک وقت آیا جب ان کو اپنی ہنسی مذاق کی حقیقت کھلی جب خدا کا وہ عذاب کہ جسے جھٹلاتے تھے آیا تو ان کے بنائے کچھ نہ بنی۔ جس عذاب پر ناک بھوں چڑھاتے تھے اور جسے مذاق میں اڑاتے تھے اسی نے انہیں تہس نہس کر دیا۔ بھر کس نکال ڈالا۔ تہہ وبالا کر دیا۔ روئی کی طرح دھن دیا اور بھوسی کی طرح اڑا دیا جس وقت آفت آنکھوں کے سامنے آ گئی اور عذاب الٰہی کا معائنہ ہونے لگا تب ہوش آیا اور اس وقت ایمان اور توبہ کی سوجھی اب پتہ چلا کہ اکیلے خدائے بزرگ ہی سے کام چلتا ہے جن ہستیوں کو خدائی کا درجہ دے رکھا تھا سب عاجز اور بیکار ہیں لیکن معائنہ عذاب کے وقت پچھتانے اور تقصیر کا اعتراف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ایمان اور توبہ کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ عذاب دیکھ لینے پر تو ہر کسی کو بے اختیار یقین آ جاتا ہے مگر اس وقت کا یقین اور ایمان کا اقرار اور توحید کی تسلیم موجب نجات نہیں۔ فرعون جیسے متکبر نے بھی غرق ہوتے ہوئے کہا تھا کہ میرا اس خدا پر ایمان ہے جس پر بنی اسرائیل کا ایمان ہے اور میں اس کے سوا کسی کو لائق عبادت نہیں سمجھتا مگر خدا کی طرف سے اسے جواب ملا تھا کہ اب ایمان لانا بے سود ہے ساری زندگی تو نافرمانی اور شرانگیزی میں لگا رہا اب عذاب الیم دیکھ کر ایمان لاتا ہے تو یہاں بھی یہی ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ عذابوں کا معائنہ کرنے پر ایمان کی قبولیت نے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ ہمیشہ سے یونہی ہوتا رہا ہے کہ لوگ اول انکار اور استہزاء سے پیش آتے ہیں۔ پھر جب عذاب میں پکڑے جاتے ہیں اس وقت واویلا مچاتے ہیں اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں لیکن اللہ کی عادت یہ ہے کہ اس بے وقت کی توبہ کو قبول نہیں فرماتا۔ آخر منکرین اپنے جرائم کی پاداش میں خراب و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں اور اس موقع پر کافر سراسر نقصان اور گھاٹے ہی میں رہے کہ عذاب ابدی میں مبتلا ہوئے اللہ تعالیٰ اس خسران اور اپنے عذاب وناراضگی سے دین ودنیا دونوں جہان میں ہم کو اپنی پناہ میں رکھیں۔

یہاں سے فقہا نے یہ مسئلہ نکالا کہ جب کافر کو عذاب آخرت وملائکہ عذاب نظر آ جاویں تو پھر اس وقت کا ایمان مقبول نہیں اور مسلمان کے لئے حدیث شریف میں ہے کہ غرغرہ سے پہلے تک کی توبہ قبول ہے۔ جب دم سینہ میں اٹکا روح حلقوم تک پہنچ گئی فرشتوں کو دیکھ لیا تو اس کے بعد کوئی توبہ نہیں۔

دعا کیجئے

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہم کو جو نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں ان کی شکر گزاری کی توفیق بھی عطا فرمائیں اور ہم کو اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائیں۔ کائنات اور دنیا کے واقعات وحالات میں جو عبرتیں اور اللہ پاک کی نشانیاں موجود ہیں ان کو سمجھنے اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور جو علم ونصیحت ہم کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے پہنچی ہے اس کو اپنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ

حٰم یہ کلام رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی ہے ایسے لوگوں کیلئے ہے

يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ

جو دانشمند ہیں۔ بشارت دینے والا ہے اور ڈرانے والا ہے سو اکثر لوگوں نے روگردانی کی پھر وہ سنتے ہی نہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہم کو بلاتے ہیں ہمارے دل

مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝۵

اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کئے جایئے۔ ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

حٰمٓ حٰم	تَنْزِيْلٌ نازل کیا ہوا	مِنَ سے	الرَّحْمٰنِ نہایت رحم کرنیوالا	الرَّحِيْمِ مہربان	كِتٰبٌ ایک کتاب	فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ جدا جدا (واضح) کردی گئیں اسکی آیتیں
قُرْاٰنًا قرآن	عَرَبِيًّا عربی (زبان) میں	لِّقَوْمٍ ان لوگوں کیلئے	يَّعْلَمُوْنَ وہ جانتے ہیں	بَشِيْرًا خوشخبری دینے والا	وَّنَذِيْرًا اور ڈرسنانے والا	
فَاَعْرَضَ سو منہ پھیرلیا	اَكْثَرُهُمْ ان میں سے اکثر	فَهُمْ پس وہ	لَا يَسْمَعُوْنَ وہ سنتے نہیں	وَقَالُوْا اور انہوں نے کہا	قُلُوْبُنَا ہمارے دل	
فِيْٓ اَكِنَّةٍ پردوں میں	مِمَّا اس سے جو	تَدْعُوْنَآ تم بلاتے ہو ہمیں	اِلَيْهِ اس کی طرف	وَ اور	فِيْٓ اٰذَانِنَا ہمارے کانوں میں	وَقْرٌ بوجھ۔گرانی
وَمِنْۢ بَيْنِنَا اور ہمارے درمیان	وَبَيْنِكَ اور تمہارے درمیان	حِجَابٌ ایک پردہ	فَاعْمَلْ سو تم کام کرو	اِنَّنَا بیشک ہم	عٰمِلُوْنَ کام کرتے ہیں	

تفسیر وتشریح: الحمدللہ اب چوبیسویں پارہ کی سورۃ حٰم سجدۃ کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ اس سورۃ کو سورۃ سجدہ اور سورۃ فصلت بھی کہتے ہی۔ یہ اس سورۃ کی ابتدائی آیات ہیں جن کی تشریح سے پہلے اس سورۃ کی وجہ تسمیہ' مقام و زمانہ نزول' خلاصہ مضامین تعداد آیات و رکوعات وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں۔

گذشتہ سورۂ مومن کی طرح یہ سورۃ بھی حروف مقطعات حٰم سے شروع ہوئی ہے۔ اور چونکہ اس سورۃ میں ایک جگہ سجدۂ تلاوت آیا ہے۔ اس لئے بطور علامت اس کا نام حٰم سجدہ مقرر ہوا۔ قرآن پاک کی حٰم سے شروع ہونے والی سات سورتوں میں سے یہ دوسری سورۃ ہے۔ گذشتہ سورۂ مومن میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حٰم سات ہیں یعنی حٰم سے شروع ہونے والی سات سورتیں ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازہ ہیں۔ ہر حٰم جہنم کے کسی ایک دروازہ پر ہو گی اور کہے گی یا اللہ جس نے مجھے پڑھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کو اس دروازہ سے نہ داخل کریو۔ یہ ساتوں سورتیں مکی ہیں۔ موجودہ ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن پاک کی ۴۱ ویں سورۃ ہے مگر بحساب نزول اس کا شمار ۷۱ ہے۔ یعنی ۷۰ سورتیں اس سے قبل نازل ہو چکی تھیں۔ اور ۴۳ سورتیں اس کے بعد نازل ہوئیں۔ اس سورۃ میں ۵۴ آیات ۶ رکوعات ۸۰۹ کلمات اور ۳۴۰۶ حروف ہونا بیان کئے گئے ہیں چونکہ یہ بھی مکی سورۃ ہے اس لئے اس میں بھی عقائد ہی سے متعلق مضامین ہیں یعنی توحید و رسالت قرآن و آخرت قیامت حشر و نشر جزا و سزا جنت و جہنم وغیرہ کا بیان ہے۔

اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جو اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے انسانوں کو ہدایت کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے اگر اس کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا تو یہ اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے پڑ جاتا اور شیطان اس کو بہکا کر ادھر ادھر لئے پھرتا اسی لئے یہ ہدایت نامہ نازل کیا گیا۔ اس میں انسانوں کو نیک و بد، بھلے اور برے، صحیح و غلط، حق و باطل کاموں میں فرق کرنا خوب کھول کر واضح طریقہ پر سمجھایا گیا ہے اس میں خوشخبری بھی دی گئی ہے ڈراوا بھی دیا گیا ہے تاکہ علم اور عقل رکھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ اس کی باتوں سے کتراتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہ قرآن انسانوں کے پاس بھیجا گیا اور آپ کے ذریعہ سے بتلایا گیا کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ اسی کی طرف منہ سیدھا کر کے چلو۔ اسی سے اپنے گناہوں اور خطاؤں کی مغفرت طلب کرتے رہو۔ جو لوگ ایک اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں ان کا انجام بہت برا ہوگا۔ ان کی خیر نہیں۔ ان پر شیطان کا قابو چل گیا ہے کہ جو احکام الٰہیہ سے منہ موڑتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ بھلائی صرف انہی کی ہے جو اللہ پر ایمان لا کر اچھے اعمال کریں گے اور وہ اس کی بدولت ہمیشہ آرام سے زندگی بسر کرنے کی نعمت و راحت حاصل کریں گے۔ پھر توحید کے مضمون کو سمجھایا گیا کہ آخر تم اللہ کو کیوں نہیں مانتے؟ آسمان اور زمین میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں پھیلی ہوئی پڑی ہیں زمین اسی نے بنائی۔ آسمان اس نے بنائے پھر آسمانوں کو ستاروں سے اسی نے مزین کیا۔ ان سب کا خالق وہی ایک

زبردست یکتا ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔ اگر اس کو نہ مانا تو یاد رکھو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو تم سے پہلے لوگوں کا ہوا۔ جنہوں نے اس کے رسول کی باتیں نہ سنی اور ضد و عناد سے اپنے کفر و شرک پر جمے رہے۔ ان پر طرح طرح کی آفتیں مثلاً طوفان، زلزلہ، کڑک، وغیرہ آئیں اور وہ تباہ و برباد ہوئے اور صرف وہی بچے کہ جو ایماندار اور پرہیزگار اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ منکرین و مکذبین کو اپنی قوت و طاقت اور ساز و سامان پر غرور تھا یہ نہ سمجھا کہ اللہ ان سے زیادہ طاقتور ہے یاد رکھو کہ اللہ کے دشمن قیامت کے دن آگ میں ڈال دیئے جائیں گے جہاں وہ طرح طرح کے عذاب بھگتیں گے اور ان کے برے کاموں کی گواہی خود ان کے ہاتھ پیر دیں گے اس لئے اپنے دنیا میں کئے ہوئے اعمال سے مکرنا کسی سے ممکن نہ ہوگا اس لئے اس نار جہنم سے جسے بچنا ہے دنیا ہی میں بچ لے اور بچنے کا ذریعہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی اللہ کے حکموں کے موافق گزارے اور وہ احکام اس قرآن کریم میں موجود ہیں اور ان پر عمل کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھا دیا ہے۔ اب تم میں اچھا اور بہتر وہی ہے جو دوسروں کو بھی اللہ کی طرف بلائے۔ اپنی عادتیں اور اخلاق بھی درست کرے نیک کام اختیار کرے تاکہ دوسرے بھی اسے دیکھ کر ویسا ہی کریں۔ جو لوگ اللہ کے حکموں کو ٹھکرا رہے ہیں ان کا رتی اور رائی حال اللہ کو معلوم ہے۔ اچھے لوگوں کو بھی وہ خوب جانتا ہے۔ انجام میں بروں کو سزا اور اچھوں کو جزا دے گا آخیر میں عام انسانوں کی خصلت بیان کی گئی کہ انسان کا بھی عجب حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں عطا کرتے ہیں اور وہ خوش حال اور مالدار

ہو جاتا ہے تو ہماری طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اور دوسری طرف کی کروٹ بدل لیتا ہے ہمارے حکموں کی پروانہیں کرتا اور جب کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو پھر اللہ کے سامنے لمبی چوڑی دعائیں مانگنے بیٹھ جاتا ہے پھر تمام انسانوں کو دعوت دی گئی کہ تم نے کبھی یہ سوچا بھی کہ اگر یہ قرآن سچ مچ انسان کی ہدایت کے لئے اللہ کی طرف سے آیا ہے جیسا کہ وہ حقیقت میں آیا ہے تو اس کے انکار کرنے والوں اوراس کی ہدایات کو نہ ماننے والوں کی کیا گت بنے گی۔ کیا کوئی اس سے زیادہ گمراہ ہوسکتا ہے جو اس کی باتوں سے دور ہو اور نافرمانی میں دن بدن بڑھتا ہی چلا جائے۔ خاتمہ پر بتلایا گیا کہ سمجھ لو قرآن جو کچھ کہتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ جنہوں نے اس کی سچائی سنتے ہی مان لی وہ بڑے سمجھ دار ہیں ورنہ رفتہ رفتہ اس کی سچائی بعد میں آنے والے واقعات سے ظاہر ہوتی چلی جائے گی۔ عجب حال ہے کہ اس قرآن کی سچائی پر لوگ اللہ کی گواہی کو کافی نہیں سمجھتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کی حقیقت معلوم ہے اور وہ سب کا حال جانتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کو یہ دھوکہ لگ گیا ہے کہ انہیں اللہ کے سامنے حاضر نہیں ہونا۔ یاد رکھو کہ اللہ کی قدرت کے اندر ہر چیز گھری ہوئی ہے اور اس کائنات کا ایک ایک ذرہ اللہ کے بس میں ہے اور سب کو اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ یہ ہے مختصر خلاصہ اس تمام سورۃ کا جس کی تفصیلات انشاء اللہ آئندہ درسوں میں آپ کے سامنے آویں گی۔

اب ان آیات کی تشریح ملاحظہ ہو۔ سورۃ کی ابتدا حٰمٓ حروف مقطعات سے فرمائی گئی جس کی صحیح تفسیر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کے حقیقی معنیٰ سے واقف ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو گا اگر چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اظہار نہیں فرمایا اس کے بعد بطور تمہید کے فرمایا گیا کہ یہ قرآن رحمٰن اور رحیم کی طرف سے اتارا گیا یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی مہربانی اور رحمت بندوں پر ہے جو ان کی ہدایت کے لئے ایسی عظیم الشان اور بے مثال کتاب نازل فرمائی۔ آگے قرآن کریم کی ایک صفت بیان فرمائی گئی فصلت ایٰتہ' یعنی جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں۔ یعنی اس میں کوئی ایسی پیچیدہ بات نہیں کہ کوئی شخص اس بنا پر اسے قبول کرنے سے اپنی معذوری ظاہر کر دے کہ اس کی سمجھ میں اس کتاب کی باتیں اور مضامین آتے ہی نہیں۔ اس میں تو صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا۔ صحیح عقائد کیا ہیں اور غلط کیا ہیں۔ اچھے اخلاق کیا ہیں اور برے اخلاق کیا ہیں۔ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے۔ کن باتوں میں نجات ہے اور کن میں ہلاکت ہے۔ کس طریقہ میں انسان کا نفع ہے اور کس میں نقصان ہے۔ کیا جائز ہے کیا ناجائز۔ کیا حلال ہے اور کیا حرام۔ کیا کھرا ہے اور کیا کھوٹا غرضیکہ اس کی ہدایات صاف اور کھلی ہوئی ہیں۔ پھر بتلایا گیا ہے کہ یہ قرآن کریم اعلیٰ درجہ کی صاف شستہ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے جو اس کے مخاطبین اولین کی مادری زبان تھی تا کہ ان لوگوں کو اس کے سمجھنے میں دقت نہ ہو خود سمجھ کر دوسروں کو پوری طرح سمجھا سکیں مگر اس کے باوجود بھی ظاہر ہے کہ وہی لوگ اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں جو سمجھ رکھتے ہوں۔ نا سمجھ جاہل کو اس نعمت عظمیٰ کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ پھر یہ کتاب بشارت دینے والی بھی ہے اور ڈرانے والی بھی ہے۔ مومنوں اور فرمانبرداروں کو بشارت دینے والی ہے منکروں اور نافرمانوں کو ڈرانے والی ہے۔

قرآن اپنے ماننے والوں کو نجات و فلاح کی خوشخبری سناتا ہے اور منکروں کو ان کے برے انجام سے ڈراتا ہے پھر بھی بہت سے لوگ اس کتاب کی بیش قیمت ہدایات و تعلیمات پر دھیان نہیں کرتے اور جب ادھر دھیان ہی نہیں تو سننا کیوں چاہیں گے اور اگر ان ظاہری کانوں سے سن بھی لیں مگر دل کے کانوں سے نہ سنا اور قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی اور سن کر اثر نہ لیا تو سنا ان سنا برابر ہے اور پھر اسی قدر نہیں کہ ان قرآنی نصیحتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے یا کان نہیں دھرتے بلکہ ایسی الٹی باتیں کرتے ہیں کہ جن کو سن کر ناصح بالکلیہ مایوس ہو جائے اور آئندہ نصیحت سنانے کا ارادہ بھی ترک کر دے مثلاً یہ منکرین کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر تو تمہاری باتوں کی طرف سے غلاف چڑھا ہوا ہے۔ یعنی ہمارے دل تمہاری دعوت کی طرف توجہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے ہم تمہاری بات سنتے ہی نہیں۔ تمہاری آواز ہمارے کانوں میں پہنچ ہی نہیں سکتی۔ اور ہمارے تمہارے درمیان ایک حجاب حائل ہے اور پردہ پڑا ہوا ہے۔ یعنی دشمنی بغض اور عداوت کی ایک دیوار ہمارے اور تمہارے درمیان کھڑی ہے۔

غرض علم کے تین ہی ذریعہ ہیں۔ دل سے سوچنا، کانوں سے سننا اور آنکھوں سے دیکھنا تو ان منکرین نے تینوں علمی ذرائع کی نفی کر دی نہ حقانیت کو آنکھوں سے دیکھا نہ کانوں سے سنا اور نہ دل سے سوچا۔ اس لئے کہتے ہیں کہ تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کئے جائیں یعنی تم اپنے دین پر عمل کرو ہم اپنے مذہب پر عمل کر رہے ہیں مراد یہ کہ ہمارے مذہب سے ہمارے معبودوں سے کچھ تعرض مت کرو۔

منکرین کے ان اقوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دینے کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے تلقین فرمایا گیا یہ اگلی آیات میں ظاہر کیا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ اس کلام پاک جیسی نعمت عظمیٰ کی قدر دانی ہم کو نصیب فرماویں اور اس کی ہدایات و تعلیمات سے ہمارے قلوب کو منور فرمائیں اور اس کے احکام و قوانین پر ہم کو عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ کفار نے تو اس سے روگردانی کی ہی تھی لیکن آج اس پر ایمان رکھنے والوں نے بھی اس کے احکام کو بالائے طاق رکھ دیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنا چھوڑ دیا ہے یا اللہ ہمیں دین کی سمجھ اور فہم عطا فرما دے اور قرآن پاک کی ناقدری اور نافرمانی سے بچا لے۔

یا اللہ اپنے اس کلام پاک کی سچی محبت و عظمت عطا فرما دے اور اس کی محبت کے ساتھ اس کا اتباع بھی نصیب فرما دے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ

آپ فرمادیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو اس کی طرف سیدھے بندھے رہو اور اس سے معافی مانگو،

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّ

اور ایسے مشرکوں کیلئے بڑی خرابی ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لے آئے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۧ﴿۸﴾ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ

اور انہوں نے نیک کام کئے ان کیلئے ایسا اجر ہے جو موقوف ہونے والا نہیں۔ آپ فرمایئے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا کا انکار کرتے ہو جس نے

خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ﴿۹﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا

زمین کو دو روز میں پیدا کردیا اور تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو، یہی سارے جہانوں کا رب ہے۔ اور اُس نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنادیئے

رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ﴿۱۰﴾

اور اس (زمین) میں فائدہ کی چیزیں رکھ دیں اور اس میں اس (کے رہنے والوں) کی غذائیں تجویز کردیں چار دن میں پوچھنے والوں کیلئے جواب پورا ہوا۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ

پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ دھواں سا تھا سو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی سے، دونوں نے عرض کیا

اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا

کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں۔ سو دو روز میں اس کے سات آسمان بنادیئے اور آسمان میں اس کے مناسب اپنا حکم (فرشتوں کو) بھیج دیا اور ہم نے

السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾

اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور اس کی حفاظت کی، یہ تجویز ہے (خدائے) زبردست واقف الکل کی۔

قُلْ فرمادیں	اِنَّمَا اسکے سوانہیں	اَنَا بَشَرٌ کہ میں ایک بشر	مِثْلُكُمْ تم جیسا	يُوْحٰى وحی کی جاتی ہے	اِلَيَّ میری طرف	اَنَّمَا یہ کہ	اِلٰهُكُمْ تمہارا معبود
اِلٰهٌ معبود	وَّاحِدٌ یکتا	فَاسْتَقِيْمُوْٓا پس سیدھے رہو	اِلَيْهِ اسکی طرف (اس کے حضور)	وَاسْتَغْفِرُوْهُ اور اس سے مغفرت مانگو	وَوَيْلٌ اور خرابی		
لِّلْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں کیلئے	الَّذِيْنَ وہ جو	لَا يُؤْتُوْنَ نہیں دیتے	الزَّكٰوةَ زکوٰۃ	وَهُمْ اور وہ	بِالْاٰخِرَةِ آخرت کا	هُمْ وہ	كٰفِرُوْنَ منکر ہیں
اِنَّ بیشک	الَّذِيْنَ جو لوگ	اٰمَنُوْا ایمان لائے	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کئے اچھے	لَهُمْ ان کیلئے	اَجْرٌ اجر	غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ختم نہ ہونیوالا	
قُلْ فرمادیں	اَئِنَّكُمْ کیا تم	لَتَكْفُرُوْنَ انکار کرتے ہو	بِالَّذِيْ اس کا جس نے	خَلَقَ پیدا کیا	الْاَرْضَ زمین	فِيْ يَوْمَيْنِ دو دنوں میں	
وَتَجْعَلُوْنَ اور تم ٹھہراتے ہو	لَهٗٓ اس کے	اَنْدَادًا شریک (جمع)	ذٰلِكَ یہ	رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ سارے جہانوں کا رب	وَجَعَلَ اور اس نے بنائے	فِيْهَا اس میں	
رَوَاسِيَ پہاڑ	مِنْ فَوْقِهَا اسکے اوپر	وَبٰرَكَ اور برکت رکھی	فِيْهَا اس میں	وَقَدَّرَ اور مقرر کیں	فِيْهَآ اس میں	اَقْوَاتَهَا انکی خوراکیں	فِيْ میں

اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ چار دن (جمع)	سَوَآءً یکساں	لِلسَّآئِلِيْنَ تمام سوال کرنیوالوں کیلئے	ثُمَّ اسْتَوٰٓى پھر اس نے توجہ فرمائی	اِلَى السَّمَآءِ آسمان کی طرف				
وَهِيَ اور وہ	دُخَانٌ ایک دھواں	فَقَالَ تو اس نے کہا	لَهَا اس سے	وَلِلْاَرْضِ اور زمین سے	ائْتِيَا تم دونوں آؤ	طَوْعًا خوشی سے	اَوْ یا	كَرْهًا ناخوشی سے
قَالَتَآ ان دونوں نے کہا	اَتَيْنَا ہم دونوں آئے (حاضر ہیں)	طَآئِعِيْنَ خوشی سے	فَقَضٰهُنَّ پھر اس نے بنائے	سَبْعَ سَمٰوَاتٍ سات آسمان				
فِيْ يَوْمَيْنِ دو دنوں میں	وَاَوْحٰى اور وحی کردی	فِيْ میں	كُلِّ سَمَآءٍ ہر آسمان	اَمْرَهَا اس کا کام	وَزَيَّنَّا اور ہم نے زینت دی	السَّمَآءَ آسمان		
الدُّنْيَا دنیا	بِمَصَابِيْحَ چراغوں (ستاروں) سے	وَحِفْظًا اور حفاظت کیلئے	ذٰلِكَ یہ	تَقْدِيْرُ اندازہ (فیصلہ)	الْعَزِيْزِ غالب	الْعَلِيْمِ علم والا		

تفسیر وتشریح: گذشتہ ابتدائی آیات میں بتلایا گیا تھا کہ یہ قرآن کریم رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس کے الفاظ اور مضامین خوب کھلے ہوئے اور واضح ہیں۔ مومنوں کو بشارت دینے والا اور کافروں کو ڈرانے والا ہے لیکن اکثر لوگوں کی یہ کم نصیبی ہے کہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس کے سننے تک سے انکار کرتے ہیں اور یہ منکرین کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں یعنی رسول کی دعوت پر ان کے دل توجہ کرنے کے لئے تیار نہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے یعنی دعوت رسول کی طرف سے ہمارے کان بہرے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک حجاب حائل ہے اور پردہ پڑا ہوا ہے۔ کافروں کے ان اقوال کے جواب میں جیسا کہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمائی جاتی ہے کہ آپ ان منکرین سے جواب میں کہہ دیں کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں تمہاری نوع اور جنس ہی کا ایک انسان ہوں اس لئے ہم جنس کی بنا پر میری بات تو آسانی سے تمہاری سمجھ میں آ جانا چاہئے اور بات بھی بالکل صاف ہے اس کے سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے بذریعہ وحی یہ حکم ملا ہے کہ سوائے ایک اللہ کے اور کوئی اس قابل نہیں کہ اس کی بندگی کی جائے۔ بس تم سب کا معبود اور حاکم ایک ہی ہے۔ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ لہٰذا سب کو لازم ہے کہ اسی خدائے واحد کی طرف رخ کر کے چلیں۔ اس کے راستہ سے ذرا ادھر ادھر قدم نہ ہٹائیں اور اگر پہلے غلط راستہ پر چل چکے ہیں تو اپنے پروردگار سے اس کی معافی چاہیں اور پچھلے گناہوں کو بخشوائیں اور یہ بھی سن رکھو کہ ان لوگوں کی بڑی شامت آئے گی جن لوگوں کا معاملہ اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ عاجز مخلوق کو اس کی بندگی میں شریک کرتے ہیں اور بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ صدقہ اور خیرات کا پیسہ کسی محتاج مسکین پر خرچ کرنے کے روادار نہیں ساتھ ہی انجام کی طرف سے بالکل غافل اور بے فکر ہیں کیونکہ انہیں یہ تسلیم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے اور اچھے برے کا حساب بھی ہوگا۔ ایسوں کا مستقبل بجز ہلاکت اور خرابی اور بربادی کے کیا ہونا ہے۔

یہاں آیت میں زکوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی بڑی کمبختی ہے مشرکین کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے تو یہاں زکوٰۃ فقہی اصطلاح میں نہیں۔ بلکہ لفظی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے یعنی نیک راہ میں خرچ کرنا کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ کے احکام مدینہ منورہ میں نازل ہوئے بعض مفسرین نے یہاں زکوٰۃ کے معنیٰ پاکی کے لئے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ مشرکین اپنے آپ کو نجاست شرک اور اپنے نفس کو عقائد فاسدہ سے پاک اور صاف نہیں کرتے۔ برخلاف ان کے جو لوگ ایمان لائیں اور اچھے کام کریں ان کو ہمیشہ رہنے والا اجر ملے گا جو کبھی منقطع نہ ہوگا اور ابدالآباد تک جاری رہے گا۔ چنانچہ جنت میں مومنین کو پہنچ کر نہ ان کو فنا نہ ان کے اجر وثواب کو آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے توحید کا مضمون بیان کرنے کی تلقین کی جاتی ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منکرین سے کہئے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا کی توحید کا انکار کرتے ہو جس

نے زمین کو باوجود اتنی وسعت کے دو روز کی مقدار کے وقت میں پیدا کر دیا۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ رب العالمین کی وحدانیت اور صفات عالیہ کا انکار کرتے ہو اور دوسری چیزوں کو اس کے برابر سمجھتے ہو جو ایک ذرہ بھی پیدا کرنے کا اختیار نہیں رکھتیں اور پھر اس خدا نے اس زمین کو پیدا کرنے کے بعد اس کے اوپر پہاڑ قائم کیے جس سے کہ زمین کو قرار اور ٹھہراؤ دیا گیا کہ اب وہ ہل جل نہیں سکتی پھر اس زمین کو پیدا کر کے یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کے اندر ایسی برکت رکھی کہ زمین پر بسنے والوں کی ضروریات کا سلسلہ برابر پورا ہوتا چلا جا رہا ہے چنانچہ ہر اقلیم اور ہر ملک میں وہاں کے باشندوں کی طبائع اور خصوصیات کے موافق قدرت نے ان کا رزق اور خوراک مہیا کر رکھا ہے اور یہ سب کام چار دن میں قدرت نے کر دیا دو روز میں زمین پیدا کی اور دو روز میں اس کے متعلقات کا بندوبست ہوا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ زمین اور آسمان کی پیدائش کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال پیش کیا گیا تھا اور اس کا جواب قرآن پاک نے یہاں دیا اس کے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ زمین اور اس کے متعلقات کو چار دن کے وقفہ میں پیدا کر چکا تو اللہ عزوجل نے آسمان کی طرف توجہ کی جو اس وقت سارا ایک دھوئیں کی طرح تھا۔ اس سے سات آسمان دو دن میں بنا دیئے جیسا کہ آگے بتلایا جاتا ہے پس زمین بناتے وقت زمین سے اور آسمان بناتے وقت آسمان سے فرمایا گیا کہ تم دونوں کو ہمارے حکم کی طرف آنا تو ضرور پڑے گا اب تم کو اختیار ہے خواہ خوشی سے آؤ یا زبردستی سے مطلب یہ ہے کہ ہمارے احکام تکوینیہ تم دونوں میں جاری ہوا کریں گے اور قیامت تک زمین میں بے انتہا تغیرات ہوتے چلے جاویں گے۔ سو تم دیکھ لو کہ تم ہمارے ان احکام پر راضی رہو گے یا کراہت رکھو گے۔ دونوں زمین و آسمان نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے ان احکام کے لئے حاضر ہیں سو دو روز میں اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنا دیئے اور ہر ایک آسمان کا انتظام جو اس کے مناسب تھا مقرر کر دیا۔ اور زمین سے قریب کے آسمان کو چمکدار اور روشن ستاروں سے مزین کر دیا اور ان میں حفاظت کے بھی سامان کر دیئے کہ کسی کی وہاں تک دست رس نہیں۔ فرشتوں کے وہاں پہرے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی طاقت اس نظام محکم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتی کیونکہ وہ سب سے زبردست اور باخبر ہستی کا پیدا کیا ہوا ہے۔

سورۂ یونس گیارہویں پارہ میں فرمایا کہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا۔ ایسے ہی سورۂ ہود بارہویں پارہ میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ ایسا ہے کہ سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا تو اس چھ دن کی تفصیل ان آیات سے معلوم ہوئی کہ دو دن میں زمین پیدا کی گئی اور دو دن میں زمین سے متعلقات اور دو دن میں آسمان اس طرح زمین و آسمان کی خلقت چھ دن میں ہوئی۔

ان آیات سے متعلق حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ایک تنبیہ لکھی ہے کہ یہاں ''دنوں'' سے مراد ظاہر ہے معروف و متبادر دن (یعنی ۲۴ گھنٹے دن رات) نہیں ہو سکتے کیونکہ زمین اور سورج وغیرہ کی پیدائش سے قبل ان کا وجود متصور ہی نہیں۔ لامحالہ ان دنوں کی مقدار کچھ اور مراد ہو گی یا وہ دن مراد ہو جس کی نسبت سترہویں پارہ سورۂ حج میں فرمایا و ان یوماً عند ربک کالف سنة مما تعدون اور ایک دن تمہارے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو تم گنتے ہو۔ واللہ اعلم بالصواب.

آگے کفار مکہ کو وعید سنائی جاتی ہے کہ اگر ایسی عظیم الشان آیات سننے کے بعد بھی نصیحت قبول کرنے اور توحید و اسلام کی راہ اختیار کرنے سے اعراض ہی کرتے رہے تو پھر ان کا انجام بد ہو گا۔ یہ اگلی آیات میں ظاہر فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہو گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ

پھر اگر یہ لوگ (توحید سے) اعراض کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر آفت آئی تھی۔ جب کہ ان کے پاس

الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا

اُن کے آگے سے بھی اور اُن کے پیچھے سے بھی پیغمبر آئے کہ بجز اللہ کے اور کسی کی عبادت مت کرو، انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے پروردگار کو منظور ہوتا

لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

تو فرشتوں کو بھیجتا سو ہم اس (توحید) سے منکر ہیں جس کو دیکر (بزعم خود تم) بھیجے گئے ہو۔ پھر وہ جو عاد کے لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق کا تکبر کرنے لگے

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

اور کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے کیا ان کو یہ نظر نہ آیا کہ جس خدا نے اُن کو پیدا کیا وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے،

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ

اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ تو ہم نے ان پر ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو منحوس تھے تاکہ ہم ان کو اس دنیوی حیات میں

عَذَابَ الْخِزْيِ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے اور اُن کو مدد نہ پہنچے گی۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ

اور وہ جو ثمود تھے تو ہم نے ان کو راستہ بتلایا سو انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا پس ان کو عذاب سراپا ذلت کی آفت نے پکڑ لیا

الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾

اُن کی بدکرداریوں کی وجہ سے۔ اور ہم نے اُن کو نجات دی جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے۔

فَاِنْ پھر اگر	اَعْرَضُوْا وہ منہ موڑلیں	فَقُلْ تو فرمادیں	اَنْذَرْتُكُمْ میں ڈراتا ہوں تمہیں	صٰعِقَةً ایک چنگھاڑ	مِثْلَ جیسی	صٰعِقَةِ چنگھاڑ		
عَادٍ وَّثَمُوْدَ عاد اور ثمود	اِذْ جَآءَتْهُمُ جب آئے انکے پاس	الرُّسُلُ رسول	مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ انکے آگے سے	وَمِنْ خَلْفِهِمْ اور انکے پیچھے سے				
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا کہ تم نہ عبادت کرو	اِلَّا اللّٰهَ سوائے اللہ	قَالُوْا انہوں نے جواب دیا	لَوْ شَآءَ اگر چاہتا	رَبُّنَا ہمارا رب	لَاَنْزَلَ تو ضرور اتارتا			
مَلٰٓئِكَةً فرشتے	فَاِنَّا پس بیشک	بِمَآ اس کا جو	اُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے ہو	بِهٖ اس کے ساتھ	كٰفِرُوْنَ منکر ہیں	فَاَمَّا پھر جو	عَادٌ عاد	
فَاسْتَكْبَرُوْا تو وہ تکبر (غرور) کرنے لگے	فِی الْاَرْضِ زمین (ملک) میں	بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق	وَقَالُوْا اور وہ کہنے لگے	مَنْ کون	اَشَدُّ بہت زیادہ			
مِنَّا ہم سے	قُوَّةً قوت	اَوَ کیا	لَمْ يَرَوْا وہ نہیں دیکھتے	اَنَّ اللّٰهَ کہ اللہ	الَّذِيْ وہ جس نے	خَلَقَهُمْ پیدا کیا انہیں	هُوَ وہ	اَشَدُّ بہت زیادہ
مِنْهُمْ ان سے	قُوَّةً قوت	وَكَانُوْا اور وہ تھے	بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کا	يَجْحَدُوْنَ انکار کرتے	فَاَرْسَلْنَا پس ہم نے بھیجی	عَلَيْهِمْ ان پر		

رِیْحًا ہوا	صَرْصَرًا تند و تیز	فِیْٓ اَیَّامٍ دنوں میں	نَّحِسَاتٍ نحوست	لِّنُذِیْقَهُمْ تا کہ ہم چکھائیں انہیں	عَذَابَ عذاب	الْخِزْیِ رسوائی
فِی میں	الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی	وَلَعَذَابُ اور البتہ عذاب	الْاٰخِرَةِ آخرت	اَخْزٰی زیادہ رسوا کرنیوالا	وَهُمْ اور وہ	
لَا یُنْصَرُوْنَ مدد نہ کئے جائیں گے	وَاَمَّا اور رہے	ثَمُوْدُ ثمود	فَهَدَیْنٰهُمْ سو ہم نے راستہ دکھایا انہیں	فَاسْتَحَبُّوْا تو انہوں نے پسند کیا		
الْعَمٰی اندھا رہنا	عَلَی الْهُدٰی ہدایت پر	فَاَخَذَتْهُمْ تو انہیں آ پکڑا	صٰعِقَةُ چنگھاڑ	الْعَذَابِ عذاب	الْهُوْنِ ذلت	بِمَا اکی سزا میں جو
كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ وہ کماتے (کرتے تھے)	وَنَجَّیْنَا اور ہم نے بچالیا	الَّذِیْنَ وہ لوگ جو	اٰمَنُوْا ایمان لائے	وَ اور	كَانُوْا یَتَّقُوْنَ وہ پرہیزگاری کرتے تھے	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں زمین وآسمان کی پیدائش کا ذکر فرما کر حق تعالیٰ کی وحدانیت والوہیت پر استدلال فرمایا گیا تھا اور بتلایا گیا تھا کہ خدائی کے لائق وہ ہے کہ جس نے دو دن کے وقفہ میں زمین اور دو دن کے وقفہ میں زمین سے متعلق تمام چیزوں کو پیدا کیا اور پھر دو دن کے وقفہ میں آسمانوں کو پیدا کیا گویا چھ دن میں آسمانوں زمین اور زمین سے متعلق چیزوں کو پیدا کر دیا اور مشرکین جن کو خدائی میں شریک اور حصہ دار بناتے ہیں۔ وہ نہ ایک ذرہ پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس عالم کی پیدائش اور نظام میں ان کا کچھ دخل واختیار ہے تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ جو زمین وآسمان کا خالق ہے وہی معبود اور الٰہ بھی ہے۔ اب آگے ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمائی جاتی ہے کہ یہ کفار ومشرکین اگر ایسے واضح دلائل سننے کے بعد بھی نصیحت قبول کرنے سے انکار ہی کرتے ہیں اور توحید و اسلام کی راہ سے اعراض ہی برتتے ہیں اور اس بات کو نہیں مانتے کہ خدا اور معبود بس وہی ایک ہے جس نے یہ زمین اور ساری کائنات بنائی ہے اور اپنی جہالت پر اصرار ہی کئے چلے جاتے ہیں تو فرما دیجئے کہ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تمہارا انجام بھی عاد وثمود وغیرہ اقوام معذبین کی طرح ہو سکتا ہے۔ جن کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے اور ان کو ماضی ومستقبل کی باتیں سمجھائیں اور کوئی جہت اور پہلو نصیحت وفہمائش کا نہیں چھوڑا اور انہوں نے یہی سمجھایا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت وبندگی مت کرو جس کا جواب ان منکرین نے پیغمبروں کو یہی دیا کہ خدا کا رسول بشر کیسے ہو سکتا ہے اگر خدا کو واقعی اپنا رسول بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتا تم چونکہ فرشتے نہیں بلکہ ہم ہی جیسے انسان ہو اس لئے ہم یہ نہیں مانتے کہ تم کو خدا نے بھیجا ہے۔ اس لئے تم اپنے زعم کے موافق جو باتیں خدا کی طرف سے لائے ہو ہم ان کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ پھر اللہ کے رسولوں نے جو عذاب کی دھمکی دی تو اس کے جواب میں کہا کہ ہم سے زیادہ کون زور آور اور قوت والا ہے کہ جس سے ہم خوف کھائیں قوم عاد کے لوگ چونکہ بڑے جسیم اور تندومند تھے تو انہوں نے اپنے بدن کی قوت پر غرور کیا اور شیخی بگھارنے لگے کہ ہم سے زیادہ زور والا کون ہے۔ اس پر حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نادان اتنا نہ سمجھے کہ اللہ ان سے زیادہ قوت والا ہے جس نے انہیں پیدا کیا اور لگے جان بوجھ کر اللہ کی نشانیوں کا انکار کرنے تو ان کے غرور توڑنے کو اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ہوا کو ان پر مسلط کر دیا اور سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان چلتا رہا اور سب کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔ یہ تو ان کو اس دنیا میں رسوائی کا عذاب چکھنا پڑا اور آخرت کا عذاب اور رسوائی تو بہت بڑی چیز ہے جو نہ کسی کے ٹالے ٹلے گا اور نہ وہاں کوئی مدد کر سکے گا یہ تو انجام ہوا عاد کا اور جو قوم ثمود والے تھے ان کی یہ کیفیت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی زبانی جو انہیں سیدھی راہ بتائی اور نجات کا راستہ دکھایا اس سے تو آنکھیں بند کر لیں اور راہ حق سے اندھا ہی رہنے کو پسند کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی پسند کی ہوئی حالت میں چھوڑ دیا اور ان کا

انجام یہ ہوا کہ سخت زلزلہ آیا اور اس کے ساتھ سخت ہیبت ناک کڑک سنائی دی جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور سب اوندھے منہ گر کر ہلاک ہو گئے اور ساری اکڑفوں دم بھر میں جاتی رہی پھر خدا کی قدرت اور اس کی امداد وحمایت کا حال دیکھو کہ انہی بستیوں میں جو لوگ ایمان لائے۔ جنہوں نے اللہ کی وحدانیت کو قبول کیا۔ اور اللہ کے رسول کو مان کر ان کا اتباع اختیار کیا اور تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی اختیار کی۔ ان کو اللہ نے صاف بچا لیا اور نزول عذاب کے وقت ان پر ذرا آنچ بھی نہ آئی۔

یہاں آیت میں جو یہ فرمایا گیا **فارسلنا علیھم ریحاً صرصراً فیٓ ایام نحسات** تو ہم نے ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو منحوس تھے۔ تو شریعت اسلامیہ کے اصول کی بنا پر جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کوئی دن یا رات اپنی ذات میں منحوس نہیں ہے۔ تو یہاں قوم عاد پر ہوا کے طوفان کے ایام کو نحسات یعنی منحوس فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایام قوم عاد کے حق میں ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے سبب منحوس ہو گئے تھے جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ایام سب کے لئے منحوس ہوں۔ کیونکہ یہی ایام قوم عاد کے ایمانداروں کے لئے باعث نجات تھے اور ان پر اس طوفانی ہوا کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ اس لئے کسی دن یا رات کو اپنی ذات میں منحوس نہیں کہا جا سکتا۔ ہوسکتا ہے کہ وہی دن یا رات کسی کی بداعمالی کی بنا پر اس کے حق میں منحوس ہو اور کسی کے نیک عمل کی وجہ سے وہی دن رات اس کے لئے باعث سعادت و خیر ہو۔ یہ بات چونکہ عقیدہ سے تعلق رکھتی ہے اس لئے ضروری تشریح کی گئی۔

الغرض یہاں تک تو عذاب دنیوی کا ذکر تھا اب آگے عذاب آخرت کا ذکر ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم کو ہدایت کے راستہ پر مستقیم رکھیں اور اعراض عن الحق سے بچائیں اور جو تعلیمات وہدایات ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پہنچی ہیں ان پر ہم کو دل وجان سے عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں اور دین میں حجت بازی سے ہم کو بچائیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور ایمان کی بدولت ہم کو دین ودنیا دونوں جہاں میں نجات وعافیت عطا فرمائیں اور دنیا کی رسوائی اور عذاب آخرت سے بالکلیہ بچائیں۔ یا اللہ آپ نافرمانوں کی تنبیہ کے لئے گاہے بگاہے عذاب اور پکڑ کے نمونے دنیا میں دکھاتے رہتے ہیں تاکہ لوگ آپ کی نافرمانی سے باز آجائیں اور صراط مستقیم کو اختیار کرلیں اور اپنی بداعمالیوں کو ترک کردیں اور اپنی اصلاح کرلیں۔ یا اللہ اب امت مسلمہ میں بھی منکرات اور ممنوعات پھیلتے جا رہے ہیں اور طرح طرح کے دینی ودنیوی فتنے پیدا ہو رہے ہیں اور عافیت سلب ہوتی جارہی ہے۔

یا اللہ ہم کو دین اسلام مضبوطی سے تھام لینے کی توفیق عطا فرما اور ہر حال میں اپنی طرف رجوع ہونے کی توفیق نصیب فرما۔ سچی توبہ واستغفار سے آپ کو راضی کرلینے کی سعادت عطا فرما تاکہ ہم کو دنیا وآخرت کی عافیت نصیب ہو۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ

اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کرکے لائے جاویں گے، پھر وہ روکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے قریب آجاویں گے تو ان کے

سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ

کان اور آنکھیں اور اُن کی کھالیں اُن پر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اور (اس وقت) وہ لوگ اپنے اعضا سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی،

عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾

وہ (اعضا) جواب دیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے گویائی دی جس نے ہر (گویا) چیز کو گویائی دی، اور اُسی نے تم کو اوّل بار پیدا کیا تھا

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ

اور اسی کے پاس پھر لائے گئے ہو۔ اور تم (دنیا میں) اس بات سے تو اپنے آپ کو چھپا ہی نہ سکتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں تمہارے خلاف میں گواہی دیں

وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ

ولیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں۔ اور تمہارے اسی گمان نے جو کہ تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا

ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ؕ

تم کو برباد کیا پھر تم (ابدی) خسارہ میں پڑ گئے۔ سو یہ لوگ صبر کریں تب بھی دوزخ ہی اُن کا ٹھکانہ ہے،

وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ

اور اگر وہ عذر کرنا چاہیں گے تو بھی مقبول نہ ہوگا۔ اور ہم نے (دنیا میں) ان کیلئے کچھ ساتھ رہنے والے شیاطین مقرر کر رکھے تھے

مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

سو انہوں نے اُن کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نظر میں مستحسن کر رکھے تھے اور ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ع

جن و انسان (کفار) ہو گذرے ہیں، بے شک وہ (سب) بھی خسارہ میں رہے۔

وَيَوْمَ اور جس دن	يُحْشَرُ جمع کیے جائینگے	اَعْدَآءُ اللّٰهِ اللہ کے دشمن	اِلَى النَّارِ جہنم کی طرف	فَهُمْ تو وہ	يُوْزَعُوْنَ گروہ گروہ کیے جائیں گے
حَتّٰى یہانتک کہ	اِذَا جب	مَا جَآءُوْهَا وہ آئینگے اسکے پاس	شَهِدَ گواہی دیں گے	عَلَيْهِمْ ان پر	سَمْعُهُمْ ان کے کان
وَاَبْصَارُهُمْ اور ان کی آنکھیں	وَجُلُوْدُهُمْ اور انکی جلدیں (گوشت پوست)	بِمَا اس پر	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ جو وہ کرتے تھے	وَقَالُوْا اور وہ کہیں گے	
لِجُلُوْدِهِمْ اپنی جلدوں (گوشت پوست) سے	لِمَ کیوں	شَهِدْتُّمْ تم نے گواہی دی	عَلَيْنَا ہم پر (ہمارے خلاف)	قَالُوْا وہ جواب دیں گے	

اَنْطَقَنَا ہمیں گویائی دی	اللّٰهُ اللہ	الَّذِیْٓ وہ جس نے	اَنْطَقَ گویا فرمایا	كُلَّ شَیْءٍ ہر شے	وَهُوَ اور وہ۔اس	خَلَقَكُمْ تمہیں پیدا کیا	
اَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی بار	وَ اور	اِلَيْهِ اسی کی طرف	تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے	وَمَا اور جو	كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ تم چھپاتے تھے		
اَنْ يَّشْهَدَ کہ گواہی دیں گے	عَلَيْكُمْ تم پر تمہارے خلاف	سَمْعُكُمْ تمہارے کان	وَلَآ اَبْصَارُكُمْ اور نہ تمہاری آنکھیں				
وَلَا جُلُوْدُكُمْ اور نہ تمہاری جلدیں (گوشت پوست)	وَلٰكِنْ اور لیکن (بلکہ)	ظَنَنْتُمْ تم نے گمان کرلیا تھا	اَنَّ اللّٰهَ کہ اللہ	لَا يَعْلَمُ نہیں جانتا			
كَثِيْرًا بہت کچھ	مِّمَّا اس کے	تَعْمَلُوْنَ تم کرتے ہو	وَذٰلِكُمْ اور اس	ظَنُّكُمُ تمہارا گمان	الَّذِیْ وہ جو	ظَنَنْتُمْ تم نے گمان کیا تھا	
بِرَبِّكُمْ اپنے پروردگار کے متعلق	اَرْدٰىكُمْ ہلاک کیا تمہیں	فَاَصْبَحْتُمْ سو تم ہوگئے	مِّنَ سے	الْخٰسِرِيْنَ خسارہ پانیوالے	فَاِنْ پھر اگر	يَّصْبِرُوْا وہ صبر کریں	
فَالنَّارُ تو جہنم	مَثْوًى ٹھکانہ	لَّهُمْ ان کیلئے	وَاِنْ اور اگر	يَّسْتَعْتِبُوْا وہ معافی چاہیں	فَمَا هُمْ تو نہ وہ	مِّنَ سے	الْمُعْتَبِيْنَ معافی قبول کئے جانیوالے
وَقَيَّضْنَا اور ہم نے مقرر کئے	لَهُمْ ان کیلئے	قُرَنَآءَ کچھ ہم نشین	فَزَيَّنُوْا لَهُمْ تو انہوں نے آراستہ کردکھایا ان کیلئے	مَّا جو	بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ انکے آگے		
وَ اور	مَا خَلْفَهُمْ جو اُن کے پیچھے	وَحَقَّ اور پورا ہوگیا	عَلَيْهِمُ ان پر	الْقَوْلُ قول	فِیْٓ اُمَمٍ ان اُمتوں میں	قَدْ خَلَتْ جو گزر چکیں	
مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے قبل	مِّنَ الْجِنِّ جنات میں سے۔کی	وَالْاِنْسِ اور انسان	اِنَّهُمْ بیشک وہ	كَانُوْا خٰسِرِيْنَ خسارہ پانے والے تھے			

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں عاد وثمود نافرمان قوموں کا ذکر ہوا تھا کہ وہ اپنی نافرمانی وسرکشی اور تکذیب انبیاء اور کفرو شرک کی بدولت اسی دنیا میں گرفتار عذاب ہوئیں اور اپنے اعمال کی سزا میں تباہ وبرباد ہوئیں۔ اب آگے ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ دنیا میں جو سزا ان کفار ومشرکین کو ملی وہ تو ملی ہی لیکن آخرت کی سزا جو کہیں زیادہ سخت اور سارے اہل محشر کی نظر میں ہونے کے باعث زیادہ رسوا کن ہوگی اس کا حال بتلایا جاتا ہے کہ اللہ کے دشمنوں کو قیامت کے دن فرشتے جہنم کی طرف ہنکا کر لے جائیں گے اور ان مجرموں کی ان کے جرموں کے مطابق الگ الگ جماعتیں بنادی جائیں گی اور یہ سب جماعتیں ایک دوسرے کے انتظار میں جہنم کے قریب روکی جائیں گی۔ اور جب سب اگلے پچھلے جمع ہو جائیں گے تو فیصلہ اور عدالت کا کام شروع ہوگا پرسش جرائم ہوگی تو وہ انکار کریں گے اعمال ناموں کی شہادت تسلیم نہ کریں گے پڑوسیوں اور گھر والوں کی گواہی کی بھی تکذیب کریں گے۔ فرشتوں کی شہادت بھی ان کے لئے قابل قبول نہ ہوگی۔ صحاح کی حدیث ہے حضرت انسؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یا ہنس دیئے اور کسی کو جرات نہ ہوئی کہ ہنسی کا سبب دریافت کرتا خود ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کی۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ حضور کی ہنسی کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس بات پر تعجب کر کے مسکرایا کہ قیامت کے دن کافر بندہ اپنے رب سے جھگڑے گا اور کہے گا پروردگار تو نے وعدہ کرلیا ہے کہ ظلم نہ ہوگا ارشاد ہوگا بیشک ظلم نہ ہو گا تو بندہ کہے گا کہ آج میں اپنے خلاف سوائے اپنی شہادت کے کسی کی شہادت قبول نہیں کرسکتا ارشاد ہوگا کہ کیا میری اور میرے ملائکہ کی شہادت کافی نہیں۔ بندہ بار بار اپنی وہی بات کہے جائے گا آخر اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضاء اور جوارح اس کی بداعمالیاں بیان کرنے لگیں گے۔ جو کچھ اس نے کیا ہوگا ایک ایک کر کے بیان کردیں گے پھر جب اس کا منہ کھلے گا تو وہ اپنے اعضا سے کہے گا کہ کم بختو تم پر خدا کی لعنت تمہاری ہی طرف سے تو میں جھگڑ رہا تھا (مسلم ونسائی وغیرہ) حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ایک وقت تو وہ ہوگا کہ نہ کسی کو بولنے کی اجازت ہوگی نہ عذر معذرت کی۔ پھر جب اجازت ہوگی تو بولنے لگیں گے اور

جھگڑے کریں گے یہاں تک کہ مشرک اپنے شرک ہی سے انکار کر جائیں گے اور جھوٹی قسمیں کھا جائیں گے آخر ان کی زبانیں بند ہو جائیں گی اور خود اعضائے بدن ان کے ہاتھ پاؤں آنکھ کان ان کے افعال پر شہادت دیں گے پھر جب ان کا منہ کھول دیا جائے گا تو وہ اپنے اعضاء سے لڑنے لگیں گے آخر کار انکار کے بعد اقرار ہوگا۔ اسی کے متعلق یہاں آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان مجرمین کے کان اور آنکھیں اور ان کی کھالیں ان پر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے اور اس وقت وہ لوگ متعجب ہو کر اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی۔ ہم تو دنیا میں تمہارے ہی لئے سب کچھ کرتے تھے جب میں زبان سے انکار کر رہا تھا تو تم پر کیا مصیبت پڑی تھی کہ خوامخواہ سب کچھ بتلانا شروع کر دیا۔ آخر یہ بولنا تم کو کس نے سکھلایا؟ وہ اعضاء جواب دیں گے کہ جس کی قدرت نے ہر بولنے والی چیز کو بولنے کی قدرت دی آج اسی نے ہم کو بھی گویا کر دیا اور بولنے کی قوت دی۔ اور نہ بولتے اور بتلاتے تو کیا کرتے جب وہ قادر مطلق بلوانا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ نہ بولے۔ اسی قادر مطلق نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس پھر دوبارہ زندہ کر کے لائے گئے ہو۔ گو تم اس کے منکر تھے پس جو خدا ایسا قادر اور عظیم الشان ہو اس کے سامنے اس کے حکم پر ہم حق کو کیسے چھپا سکتے تھے۔ اس لئے ہم نے صاف صاف اور سچی گواہی دے دی۔ آگے حق تعالیٰ ان منکروں کو خطاب فرمائیں گے کہ تم غیروں سے چھپ کر گناہ کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ خود اپنے ہاتھ پاؤں بتلا دیں گے ان سے بھی پردہ کریں اور کرنا بھی چاہتے تو اس کی قدرت کہاں تھی۔ اصل میں تمہارے طرز عمل سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا تم کو خدا تعالیٰ کے علم محیط کا یقین ہی نہ تھا۔ سمجھتے تھے کہ جو چاہو کرتے رہو کون دیکھ بھال کرتا ہوگا۔ اگر پوری طرح یقین ہوتا کہ خدا ہماری تمام حرکات سے باخبر ہے اور اس کے ہاں ہمارا پورا ریکارڈ موجود ہے تو ہرگز ایسی شرارتیں نہ کرتے۔ تم کو تو یہی یقین تھا کہ اللہ تمہاری بداعمالیوں کو نہیں جانتا اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے متعلق کر رکھا تھا تم کو تباہ کیا اور تم ابدی خسارہ اور نقصان میں پڑ گئے اب صبر کرو یا نہ کرو ٹھکانا تمہارا یہی جہنم ہے۔ اب اگر گناہوں کی تم معافی چاہو اور کیسے ہی عذر معذرت کرو یا خوشامد درآمد کرو سب بیکار ہے اس کا وقت گیا آگے بتلایا جاتا ہے کہ دنیا میں ان پر شیاطین تعینات تھے کہ ان کو برے کام بھلے کر کے دکھائیں اور تباہ کن ماضی اور مستقبل کو خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کریں اور یہ شیطانوں کا تعینات کیا جانا بھی ان کے اعراض عن الحق کا نتیجہ تھا تو ان کے رفیقوں نے ان کے دلوں میں بری باتیں رچا دیں اور ان کے حق میں بھی اللہ کا قول یعنی وعدہ عذاب پورا ہو کر رہا۔ اور یقیناً یہ خسارہ میں رہے۔

اللہ تعالیٰ آخرت کے خسارہ سے ہم سب کو بچائیں۔ ایک حدیث میں جو حضرت معقل بن یسارؓ سے مروی ہے آخرت کے خسارہ سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر آنے والا دن انسان کو یہ ندا دیتا ہے کہ میں نیا دن ہوں اور جو کچھ تو میرے اندر عمل کرے گا قیامت میں میں اس پر گواہی دوں گا اس لئے اے انسان تجھے چاہئے کہ میرے ختم ہونے سے پہلے پہلے نیک عمل کر لے کہ میں اس کی قیامت میں گواہی دوں۔ اور اگر میں ختم ہو گیا اور چلا گیا تو پھر تو مجھے کبھی نہ پائے گا اسی دن کی طرح ہر رات بھی انسان کو یہی ندا دیتی ہے۔

اب آگے کفار مکہ اور منکرین قرآن و رسالت کی مذمت اور ان کے اعراض عن الحق کو ظاہر کیا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور یہ کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور (اگر پیغمبر سنانے لگیں تو) اس کے بیچ میں غل مچا دیا کرو، شاید تم ہی غالب رہو،

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا

سو ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے، اور ان کو ان کے بُرے بُرے کاموں کی سزا دیں گے۔

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءً

یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی یعنی دوزخ، ان کیلئے وہاں ہمیشگی کا مقام ہوگا، اس بات کے بدلہ میں کہ وہ

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ

ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور وہ کفار کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ دونوں شیطان اور انسان

اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ

دکھا دیجئے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ہم اُن کو اپنے پیروں کے تلے مل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں۔ جن لوگوں نے

الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا

اقرار کرلیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے، اُن پر فرشتے اُتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم

تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ اور ہم تمہارے رفیق تھے دُنیوی زندگی میں بھی

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ ؕ

اورآخرت میں بھی رہیں گے، اورتمہارے لئے اس (جنت) میں جس چیز کوتمہارا جی چاہے گا موجود ہے اورنیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ ع

یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے۔

وَقَالَ اور کہا	الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جو	كَفَرُوْا انہوں نے کفر کیا	لَا تَسْمَعُوْا تم مت سنو	لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن کو	وَالْغَوْا اور غل مچاؤ		
فِيْهِ اس میں	لَعَلَّكُمْ شاید کہ تم	تَغْلِبُوْنَ تم غالب آجاؤ	فَلَنُذِيْقَنَّ پس ہم ضرور چکھائیں گے	الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا (کافر)			
عَذَابًا شَدِيْدًا سخت عذاب	وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اور ہم انہیں ضرور بدلہ دیں گے	اَسْوَاَ بدترین	الَّذِيْ وہ جو	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ کرتے تھے (اعمال)			
ذٰلِكَ یہ	جَزَآءُ بدلہ	اَعْدَآءِ اللّٰهِ اللہ کے دشمن (جمع)	النَّارُ جہنم	لَهُمْ ان کیلئے	فِيْهَا اس میں	دَارُ الْخُلْدِ ہمیشگی کا گھر	جَزَآءً بدلہ

بِمَا اسکا جو	کَانُوْا وہ تھے	بِاٰیٰتِنَا ہماری آیتوں کا	یَجْحَدُوْنَ انکار کرتے	وَقَالَ اور کہیں گے	الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (کافر)	
رَبَّنَا اے ہمارے رب	اَرِنَا ہمیں دکھا دے	الَّذَیْنِ وہ دونوں	اَضَلّٰنَا جنہوں نے گمراہ کیا ہمیں	مِنَ الْجِنِّ جنات میں سے	وَ اور	
الْاِنْسِ انسانوں	نَجْعَلْهُمَا ہم ان دونوں کو ڈالیں	تَحْتَ تلے	اَقْدَامِنَا اپنے پاؤں	لِیَکُوْنَا تاکہ وہ ہوں	مِنَ سے	الْاَسْفَلِیْنَ انتہائی ذلیل (جمع)
اِنَّ بیشک	الَّذِیْنَ وہ جنہوں نے	قَالُوْا انہوں نے کہا	رَبُّنَا اللّٰهُ ہمارا رب اللہ	ثُمَّ پھر	اسْتَقَامُوْا وہ ثابت قدم رہے	تَتَنَزَّلُ اترتے ہیں
عَلَیْهِمُ ان پر	الْمَلٰٓئِکَةُ فرشتے	اَلَّا تَخَافُوْا کہ نہ تم خوف کھاؤ	وَلَا تَحْزَنُوْا اور نہ غمگین ہو	وَاَبْشِرُوْا اور تم خوش رہو	بِالْجَنَّةِ جنت پر	الَّتِیْ وہ جو
کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا	نَحْنُ ہم	اَوْلِیٰٓؤُکُمْ تمہارے رفیق	فِی الْحَیٰوةِ زندگی میں	الدُّنْیَا دنیا	وَفِی الْاٰخِرَةِ اور آخرت میں	
وَلَکُمْ اور تمہارے لئے	فِیْهَا اس میں	مَا تَشْتَهِیْٓ جو چاہیں	اَنْفُسُکُمْ تمہارے دل	وَلَکُمْ اور تمہارے لئے	فِیْهَا اسمیں	مَا جو
	تَدَّعُوْنَ تم مانگو گے	نُزُلًا ضیافت	مِنْ سے	غَفُوْرٍ بخشنے والا	رَحِیْمٍ مہربان	

تفسیر و تشریح: گذشتہ آیات میں کفار و مشرکین کا حال قیامت کے روز بوقت حساب کتاب بیان فرمایا گیا تھا کہ جب محشر میں کفار اپنے جرائم کا زبان سے انکار کریں گے اس وقت حکم ہوگا کہ ان کے اعضاء کی شہادت پیش کی جائے جن کے ذریعہ سے گناہ کئے تھے۔ چنانچہ ہر ایک عضو مجرم کے خلاف سچی اور صحیح شہادت دے گا اور بالآخر کفار و مشرکین کو اپنے جرائم کا اقرار کرنا پڑے گا اور جہنم ان کا ٹھکانہ بنایا جائے گا۔ اب آگے ان آیات میں کفار مکہ کا ایک طرز عمل بیان فرما کر ان کی مذمت کی جاتی ہے۔ کفار مکہ نے جب دیکھا کہ قرآن سن کر لوگوں کے دل ادھر کھنچتے ہیں اور دل متاثر ہوتے ہیں تو اس کی تدبیر کفار نے یہ نکالی اور آپس میں طے کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھا کریں تو اس وقت قرآن نہ خود سنو اور نہ کسی اور کو سننے دو اس قدر شور و غل مچاؤ اور تالیاں اور سیٹیاں بجاؤ کہ قرآن کی آواز کسی کے کان میں پہنچنے ہی نہ پائے۔ جب قرآن لوگ نہ سن سکیں گے تو ان کا میلان بھی اس طرف نہ ہوگا اور اس طرح ہماری بک بک سے قرآن کی آواز دب جائے گی۔ اہل باطل کے پاس حق کے مقابلہ میں جب کوئی دلیل باقی نہیں رہتی اور ان کو اپنی مغلوبیت نظر آتی ہے تو وہ لوگوں کو حق سے روکنے کے لئے جاہلانہ تدبیریں کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ کوئی حق کی آواز ہی نہ سن سکے لیکن حق و صداقت کی کڑک مچھروں اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے کہاں مغلوب ہو سکتی ہے تو کفار مکہ نے آپس میں مشورہ کر کے اس پر اتفاق کیا کہ نہ خود وہ قرآن کو سنیں گے نہ دوسروں کو سننے دیں گے اور جب قرآن پڑھا جائے تو خوب شور و غل کرو سیٹیاں اور تالیاں بجاؤ چنانچہ کفار دین کی دشمنی میں یہی کرتے تھے اور اس تدبیر کو اپنے غلبہ کا باعث جانتے تھے اور یہ حال کفار مکہ ہی کا نہیں بلکہ ہر جاہل کا فر کا رہا ہے کہ اسے قرآن کا سننا اچھا نہیں لگتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کفار کی اس حالت کے برخلاف مومنوں کو حکم فرمایا ہے **واذاقری القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون** جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ تلاوت قرآن کے وقت غور و فکر کرے دل نرم رکھے اگر کوئی دوسرا پڑھتا ہو تو خاموشی اور ادب کے ساتھ سنے۔ کان لگائے رکھے۔ ایسی کوئی بات یا حرکت نہ کرے کہ پڑھنے والے کے پڑھنے میں کوئی خرابی آئے اور اس کی توجہ ہٹے۔ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس موقع پر اپنی تفسیر میں لکھا ہے:۔

"کہ تلاوت قرآن میں خلل ڈالنے کی نیت سے شور و غل کرنا تو کفر کی علامت ہے اور خاموش ہو کر سننا واجب اور ایمان کی علامت ہے۔ آج کل ریڈیو پر تلاوت قرآن نے ایسی صورت

اختیار کر لی ہے کہ ہر ہوٹل اور مجمع کے مواقع میں ریڈیو کو کھولا جاتا ہے جس میں قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو اور ہوٹل والے خود اپنے دھندوں میں لگے رہتے ہیں اور کھانے پینے والے اپنے شغل میں اس کی صورت وہ بن جاتی ہے جو کفار کی علامت تھی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرماویں کہ یا تو ایسے مواقع میں تلاوت قرآن کے لئے ریڈیو نہ کھولیں اور اگر کھولنا ہے اور برکت حاصل کرنا ہے تو چند منٹ سب کام بند کر کے خود بھی اس طرف متوجہ ہو کر سنیں۔ دوسروں کو بھی اس کا موقع دیں''۔

تو ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ برا کام کونسا ہوگا خود نصیحت کی بات نہ سنے اور دوسروں کو بھی سننے نہ دے اس لئے کفار کو ان کی اس حرکت پر وعید سنائی جا رہی ہے کہ قرآن کریم سے مخالفت کرنے کی بنا پر انہیں سخت سزا دی جائے گی۔ اور ان کی اس بدعملی کا مزہ انہیں ضرور چکھایا جائے گا۔ ایسے دشمنان خدا کا بدلہ جہنم کی آگ ہے جس میں ان کے لئے ہمیشگی کا گھر ہے اور وہ سدا اسی میں رہیں گے اور یہ سزا اس کا بدلہ ہوگا کہ وہ جان بوجھ کر اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے تمام نشانیاں ان سے یہ کہہ رہی تھیں کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ بشر ایسا کلام ہرگز نہیں بنا سکتا اور دل میں یہ کفار بھی یہی سمجھتے تھے لیکن ضد تعصب اور عناد سے انکار ہی کرتے رہتے تھے آگے بتلایا جاتا ہے کہ جب یہ کفار جہنم میں مبتلائے عذاب ہوں گے تو انتہائی جھنجلاہٹ اور جوش غضب میں یہی چاہیں گے کہ اپنے گمراہ کرنے والے لیڈروں اور پیشواؤں اور فریب دینے والے شیاطین کو اپنے قریب موجود پائیں تو اپنے پیروں سے روند اور کچل کر رکھ دیں چنانچہ جہنمی دعا کریں گے کہ اے ہمارے رب ہم تو آفت اور مصیبت میں پھنسے ہی ہیں لیکن انسانوں اور شیاطین جنات میں سے جن شیطانوں نے ہم کو بہکا بہکا کر اس آفت میں گرفتار کرایا ہے ذرا انہیں ہمارے سامنے کر دیجئے کہ ان کو ہم اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں اور نہایت ذلت وخواری کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے

کے طبقہ میں دھکیل دیں تا کہ انتقام لے کر ہمارا دل تو کچھ ٹھنڈا ہو۔

غور کیجئے کہ وہی گمراہ عوام جو آج دنیا میں اپنے گمراہ لیڈروں اور پیشواؤں اور فریب دینے والے شیاطین کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں کل جب قیامت میں اس گمراہی کی سزا میں گرفتار ہوں گے اور انہیں پتہ چلے گا کہ ان کے رہنماؤں نے انہیں اس آفت میں گرفتار کرایا ہے تو یہی عوام انہیں کوسیں گے اور چاہیں گے کہ وہ ان کے ہاتھ آ جائیں تو پیروں تلے روند ڈالیں۔ اب یہاں تک تو کفار کی بدحالی اور بدانجامی مذکور تھی اور ان کو وعید سنائی گئی تھی آگے اہل ایمان کو ان کی خوش انجامی کی بشارت دی جاتی ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کو اپنا رب کہا اور اس کی ربوبیت اور الوہیت کا دل سے اقرار کیا اور اس یقین واقرار سے مرتے دم تک نہ ہٹے اس کے خلاف کوئی دوسرا عقیدہ اختیار نہ کیا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کے مقتضا پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا جو عمل کیا خالص اس کی خوشنودی اور شکر گزاری کے لئے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق وفرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اسکے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں جو تسکین وتسلی دیتے ہیں اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیائے فانی کے سب فکر وغم ختم ہوئے اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی وروحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے اور جنت کے جو وعدے اللہ کے پیغمبر کی زبانی کئے گئے تھے وہ اب تم سے پورے کئے جانے والے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی روح سے فرشتے کہتے ہیں کہ اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی

چل خدا کی بخشش انعام اور اس کی نعمت کی طرف چل اس خدا کے پاس جو تجھ پر ناراض نہیں۔ الحاصل موت کے وقت قبر میں قبر سے اٹھتے ہوئے ہر جگہ ملائکہ رحمت مومن کے ساتھ رہیں گے اور ہر جگہ بشارتیں سناتے رہیں گے۔ اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ متقین اور ابرار پر اس دنیوی زندگی میں بھی ایک قسم کا نزول فرشتوں کا ہوتا ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے دینی اور دنیوی امور میں بہتری کی باتیں الہام کرتے ہوں جو ان کے شرح صدر اور تسکین واطمینان کا موجب ہو جاتا ہے جیسا کہ انہی آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتے مومنین سے یہ کہیں گے کہ ہم دنیا کی زندگانی میں بھی تمہارے رفیق اور ساتھی تھے۔ تمہیں نیکی کی راہ سمجھاتے تھے خیر کی رہنمائی کرتے تھے ٹھیک اسی طرح آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔ تمہاری وحشت اور دہشت دور کرتے رہیں گے اور تمہاری شفاعت اعزاز واکرام کا انتظام کریں گے یہاں تک کہ نعمتوں والی جنت میں پہنچا دینے تک تم سے الگ نہ ہوں گے اور جنت میں پہنچ کر جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا۔ جو خواہش ورغبت دل یا زبان سے کرو گے سب کچھ ملے گا۔ اور یہ مہمانی یہ عطا اور یہ انعام یہ ضیافت اس خدا کی طرف سے ہوگی جو غفور الرحیم ہے جو بڑا بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے جس کا لطف وکرم اور بخشش ورحم بہت وسیع ہے۔ یہ تو اہل ایمان کی تسلی وتسکین کا بیان ہوا اس کے بعد ان کو اصل کام یعنی حسن اعمال کی طرف ترغیب دلائی جا رہی ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو قرآن پاک کی دولت عطا فرمائی ہے اس کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق بھی نصیب فرمائیں اور اس کے خلاف چلنے اور قدم اٹھانے سے ہم کو بچائیں۔

یا اللہ دنیا میں انسانوں اور شیطانوں کی گمراہی سے ہماری کامل طور پر حفاظت فرمائیے اور ہم کو اسلام اور ایمان پر استقامت نصیب فرمائیے۔

یا اللہ ہمیں بھی اپنے ان مومن بندوں میں شامل فرمالیجئے جن پر ملائکہ کا نزول ہوگا اور جنت کی خوشخبری اور بشارت سنیں گے۔

یا اللہ اپنے کرم سے ہمیں بھی مومنین کاملین کے طفیل میں ان کے ساتھ جنت کی مہمانی نصیب فرمائیے اور اپنی مغفرت ورحمت سے نواز دیجئے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں سے ہوں۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ

اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، آپ نیک برتاؤ سے (بدی کو) ٹال دیا کیجئے، پھر یکایک آپ میں

وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَآ

اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہوجاوے گا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے، اور یہ بات انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل مزاج ہیں، اور یہ بات اُسی کو نصیب ہوتی ہے

اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ

جو بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے،

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

بلاشبہ وہ خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے۔

وَمَنْ اور کس	اَحْسَنُ بہترین	قَوْلًا قول	مِّمَّنْ اس سے جو	دَعَآ بلائے	اِلَی اللّٰهِ اللہ کی طرف	وَعَمِلَ اور عمل کرے	صَالِحًا اچھے	
وَقَالَ اور وہ کہے	اِنَّنِیْ بیشک میں	مِنَ سے	الْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں	وَلَا تَسْتَوِی اور برابر نہیں ہوتی	الْحَسَنَةُ نیکی	وَلَا السَّیِّئَةُ اور نہ برائی		
اِدْفَعْ دور کردیں آپ	بِالَّتِیْ اس سے جو	هِیَ وہ	اَحْسَنُ بہترین	فَاِذَا تو یکایک	الَّذِیْ وہ جو شخص	بَیْنَكَ آپکے درمیان	وَ اور	بَیْنَهٗ اس کے درمیان
عَدَاوَةٌ عداوت	كَاَنَّهٗ گویا کہ وہ	وَلِیٌّ دوست	حَمِیْمٌ قرابتی (جگری)	وَمَا یُلَقّٰىهَا اور نہیں ملتی یہ	اِلَّا مگر	الَّذِیْنَ وہ جنہوں نے	صَبَرُوْا صبر کیا	
وَمَا اور نہیں	یُلَقّٰىهَا ملتی یہ	اِلَّا مگر	ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ بڑے نصیب والے	وَاِمَّا اور اگر	یَنْزَغَنَّكَ تمہیں وسوسہ آئے	مِنَ سے		
الشَّیْطٰنِ شیطان	نَزْغٌ کوئی وسوسہ	فَاسْتَعِذْ تو پناہ چاہیں	بِاللّٰهِ اللہ کی	اِنَّهٗ بیشک وہ	هُوَ وہی	السَّمِیْعُ سننے والا	الْعَلِیْمُ جاننے والا	

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں کفار ومشرکین کے مقابلہ میں ان مخصوص بندوں یعنی اہل ایمان کا ذکر ہوا تھا جنہوں نے صرف ایک اللہ کی ربوبیت پر اعتقاد جما کر اپنی استقامت کا ثبوت دیا۔ ایسے بندوں کے لئے اللہ کے فرشتوں کی رفاقت و حمایت کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری سنائی گئی تھی اور جنت جو دائمی آرام وراحت اور چین وسکون کی جگہ ہے اس کی بشارت دی گئی تھی اب آگے ان آیات میں انہی اہل ایمان کے ایک اعلیٰ مقام اور بہترین عمل کا ذکر فرمایا جاتا ہے اور اس کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے چنانچہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ

بہترین شخص وہ ہے جو خود اللہ کا ہو رہے اور خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بلائے۔ اسی کی حکم برداری کا اعلان کرے۔ اسی کی پسندیدہ روش پر چلے اور دنیا کو اسی کی طرف آنے کی دعوت دے۔ اس کا قول وفعل بندوں کو خدا کی طرف کھینچنے میں موثر ہو۔ جس نیکی کی طرف لوگوں کو بلائے بذات خود بھی اس پر عامل ہو۔ خدا کی نسبت اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا اعلان کرنے سے کسی موقع پر اور کسی وقت نہ جھجکے اس کا طغرائے قومیت صرف مذہب اسلام ہو اور ہر قسم کی ملکی اور قومی اور فرقہ وارانہ نسبتوں سے یکسو ہو کر اپنے مسلم خالص ہونے کی منادی کرے اور اسی اعلیٰ مقام کی طرف لوگوں کو

بلائے جس کی دعوت دینے کے لئے خاتم الانبیاء نبی آخرالزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے تو اگر چہ یہ آیت و من احسن قولاً ممن دعآ الی اللہ و عمل صالحاً و قال اننی من المسلمین عام ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے لوگوں کو اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اس لئے سب سے اولیٰ طور پر اس آیت کے مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ پھر حضرات صحابہ کرامؓ اس شرف سے ممتاز ہوئے۔ پھر درجہ بدرجہ آنے والے لوگوں کو یہ نیابت حاصل ہوئی۔ اس آیت کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے اس ماحول کو بھی نظر میں رکھنا چاہئے جس ماحول میں کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے اس وقت مکہ کے حالات یہ تھے کہ جو شخص بھی اپنا دین اسلام اور اپنے کو مسلمان ہونا ظاہر کرتا تو گویا وہ اپنے کو دشمنوں کے درمیان گھرا ہوا پاتا ان حالات میں فرمایا گیا کہ کمال درجہ کی نیکی یہ ہے کہ اللہ کی توحید اور بندگی کی طرف خلق خدا کو دعوت دے اور بے دھڑک اٹھ کر کہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس دعوت الی اللہ کے کام کو کرتے ہوئے اپنا عمل اور اخلاق اتنا صاف اور پاکیزہ رکھے کہ کسی کو اسلام اور اس کے علمبرداروں پر حرف رکھنے کی گنجائش نہ ملے۔ یہاں آیت میں دعآ الی اللہ فرمایا ہے یعنی جو اللہ کی طرف بلائے۔ ان ظاہر الفاظ سے بعض علماء نے اشارہ اذان کی طرف سمجھا ہے اور اس سے عمل اذان کی فضیلت پر استدلال کیا ہے تو اس میں شک نہیں کہ اذان جو اللہ کی طرف بلانے کی دعوت ہے اس کی فضیلت اپنی جگہ بالکل مسلم ہے۔ احادیث میں موذن کے لئے یہ بشارت آچکی ہے کہ اللہ نے اس کا گوشت پوست آگ پر حرام کر دیا ہے۔ مگر یہ فضیلت اسی کے لئے ہے جو اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے اذان دے۔ اجرت و معاوضہ پیش نظر نہ ہو۔ صحیح مسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن موذن سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں موذن ہوتا تو پھر مجھے حج و عمرے اور جہاد کی اتنی زیادہ پرواہ نہ رہتی۔ (ابن کثیر) اور حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ اگر میں موذن ہوتا تو میری آرزو پوری ہو جاتی۔ اور میں رات کے نفلی قیام کی اور دن کے نفلی روزوں کی اس قدر تنگ و دو نہ کرتا میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے تین بار موذنوں کی بخشش کی دعا مانگی (ابن کثیر) حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں موذنوں کی بھی تعریف ہے کیونکہ اس کا حی علی الصلوٰۃ کہنا خدا کی طرف بلانا ہے لیکن عام علمائے مفسرین کا کہنا یہی ہے کہ اس آیت کا مفہوم دعا الی اللہ عام ہے اور ہر داعی الی اللہ اس کے تحت میں آجاتا ہے خواہ وہ حاکم عادل ہو یا فوجی مجاہد ہو یا مدرسہ کا معلم و مدرس ہو۔ یا واعظ ہو یا شیخ طریقت ہو یا دینی کتابوں کا مصنف و مولف ہو۔ اسی آیت سے فقہا نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بہترین قولی عبادت دعوت الی اللہ ہی ہے اور اسی سے بعض علماء نے یہ بھی مرتب کیا ہے کہ دعوت الی اللہ فرض ہے ورنہ اگر یہ فرض نہ ہو بلکہ صرف نفل ہو تو نفل کا فرض سے بہتر ہونا لازم آتا ہے الغرض یہ آیت صاف ظاہر کر رہی ہے کہ دعوت ایمانی اور تبلیغ اعمال صالحہ اللہ کی نظر میں بہت پسندیدہ ہے۔ لیکن داعی الی اللہ کے لئے بھی ایک شرط وعمل صالحاً کی فرمائی گئی ہے یعنی جہاں دوسروں کو دعوت دی جائے وہاں اپنے اعمال کو بھی صالحہ بنایا جائے اس آیت کا آخری فقرہ وقال اننی من المسلمین اور کہے کہ میں مسلمان ہوں یہ ظاہر کر رہا ہے کہ داعی الی اللہ کا طغرائے قومیت صرف اسلام اور مسلمان ہونا ہو اور وہ اپنے مسلم ہونے کی منادی کرے۔ اس قرآنی ہدایت اور وصف کے خلاف آج امت مسلمہ میں کہیں عربی اور غیر عربی کا دعویٰ بلند کیا جارہا ہے تو کہیں پاکستانی اور غیر پاکستانی کا یا بنگالی سندھی پنجابی بلوچی اور دوسرے فرقہ وارانہ نسبتوں کی طرف اپنے کو منسوب کرنا فخر سمجھا جارہا ہے جو سراسر قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ قرآن یہ کہتا ہے کہ ایک کلمہ گو کا طغرائے امتیاز ''مسلمان'' ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام عالم کے اہل اسلام کو اس طغرائے امتیاز کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

شاعر مشرق مرحوم علامہ اقبال نے اسی کے متعلق کیا خوب کہا ہے:۔

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں
منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانہ میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں "مسلم" موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلماں بھی ہو
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

آگے ایک سچے داعی الی اللہ کو جس حسن و اخلاق کی ضرورت ہے اس کی تعلیم دی جاتی اور سمجھایا جاتا ہے کہ خوب سمجھ لو نیکی بدی کے اور بدی کے برابر نہیں ہو سکتی۔ دونوں کی تاثیر جداگانہ ہے لہٰذا ایک مسلم و مومن اور خصوصاً ایک داعی الی اللہ کا مسلک یہ ہونا چاہئے کہ برائی کا جواب برائی سے نہ دے بلکہ جہاں تک گنجائش ہو برائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئے اس طرز عمل کے نتیجہ میں سخت سے سخت دشمن بھی ڈھیلا پڑ جائے گا۔ گو دل سے دوست نہ بنے تاہم ایک وقت آئے گا جب وہ ظاہر میں ایک گہرے اور گرم جوش دوست کی طرح تم سے برتاؤ کرنے لگے گا بلکہ ممکن ہے کہ کچھ دنوں کے بعد سچے دل سے دوست بن جائے دشمنی اور عداوت کے خیالات یکسر قلب سے نکل جائیں ہاں کسی شخص کی طبیعت سانپ اور بچھوؤں کی طرح ہے کہ کوئی نرم خوئی اور خوش اخلاقی اس پر اثر نہ کرے وہ دوسری بات ہے مگر ایسے افراد بہت کم ہوتے ہیں بہرحال دعوت الی اللہ کے منصب پر فائز ہونے والوں کو بہت زیادہ صبر و استقلال اور حسن خلق کی ضرورت ہے۔ یعنی بہت بڑا حوصلہ چاہئے کہ بری بات سہار کر بھلائی سے جواب دے۔ یہ اخلاق اور اعلیٰ خصلت اللہ کے یہاں سے بڑے قسمت والے خوش نصیب اقبال مندوں کو ملتی ہے یہاں تک اس مقابل اور دشمن کے ساتھ معاملہ کرنا سکھلایا گیا جو حسن معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو سکتا ہو۔ لیکن ایک دشمن وہ ہے جو کسی حال میں اور کسی نہج سے دشمنی نہیں چھوڑ سکتا۔ تم کتنی ہی خوشامد نرمی برتو اس کا نصب العین یہی ہو کہ تم کو ہر طرح نقصان پہنچائے تو ایسے پکے دشمن سے محفوظ رہنے کے لئے تدبیر آگے تلقین فرمائی جاتی ہے۔ اور بتلایا جاتا ہے کہ ایسے شیطان کے مقابلہ میں نرمی اور عفو و درگزر سے کام نہیں چلتا اور اس سے بچنے کے لئے ایک ہی تدبیر ہے کہ خداوند قدوس کی پناہ میں آ جاؤ یہ وہ مضبوط قلعہ ہے جہاں پر شیطان کی رسائی نہیں اگر تم واقعی اخلاص اور تضرع سے اللہ کو پکارو گے تو وہ تم کو ضرور پناہ دے گا کیونکہ وہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور خوب سنتا ہے کہ کس نے اس کو کتنے اخلاص اور تضرع سے پکارا ہے۔

یہاں ان آیات میں جس حسن اخلاق کی تعلیم دی گئی اس کی بہترین تفسیر ایک وہ واقعہ ہے جو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر

صدیقؓ کو بے تحاشا برا بھلا کہنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموشی کے ساتھ اس کا سب وشتم سنتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکراتے رہے۔ آخرکار جناب صدیقؓ کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا تو آپ نے بھی اسے جواب میں ایک سخت بات کہہ دی۔ ان کی زبان سے وہ بات نکلتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید انقباض طاری ہوا جو چہرۂ مبارک پر نمایاں ہونے لگا اور آپ فوراً اٹھ کر تشریف لے چلے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اٹھ کر آپؐ کے پیچھے ہولئے اور راستہ میں عرض کیا کہ حضور وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا اور آپؐ خاموش مسکراتے رہے جب میں نے اسے ایک جواب دیا تو آپ ناراض ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم خاموش تھے تو ایک فرشتہ تمہارے ساتھ رہا اور تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا اور جب تم بول پڑے تو فرشتہ کی جگہ شیطان آ گیا۔ میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کریم کا تو کیا ہی کہنا اس لئے گو خطاب یہاں آپ کی طرف ہے مگر مقصود عام تعلیم ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس قرآنی اخلاق کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے اعلیٰ مظہر ہوکر چکے اور جدھر گئے غیر مسلموں کو اپنے اخلاق سے متاثر کیا اور ان کے اعلیٰ اخلاق تبلیغ اسلام کا ذریعہ بنتے تھے۔ افسوس ہے کہ آج بھی وہی قرآن موجود ہے مگر اس وقت کا مسلمان قرآنی اخلاق سے اتنا دور ہوگیا ہے الا ماشاءاللہ کہ آج ہم اپنی بدخلقی اور بداطواری سے اسلام کو بدنام کرنے والے ثابت ہو رہے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

الغرض دعوت الی اللہ کی فضیلت کے ساتھ داعی الی اللہ کو جس حسن اخلاق کی ضرورت ہے اس کو بیان فرما کر آگے جس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلایا جاتا ہے اس کی شان عظمت و قدرت اور وحدانیت کو ظاہر فرمایا جاتا ہے جس کا بیان اگلی آیات میں ان شاءاللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ہم کو بھی اور تمام امت مسلمہ کو قرآنی ہدایات وتعلیمات کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

حق تعالیٰ ہم کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں داعی الی اللہ کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت عطا فرمائیں ہم کو بھی یا اللہ اپنے راستہ پر چلنا نصیب فرما اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی چلانا نصیب فرما۔

یا اللہ ہمیں قرآنی اخلاق سے مزین فرما اور شیطانی وساوس سے ہماری حفاظت فرما اور اپنی پناہ میں داخل فرما۔

یا اللہ! سلف صالحین کے قرآنی اخلاق تبلیغ اسلام کا ذریعہ بنتے تھے۔ لیکن آج ہم اپنی بدخلقی اور بداعمالی سے بدنام کنندۂ اسلام ثابت ہورہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یا اللہ ہماری اور تمام امت مسلمہ کی حالت اس وقت قابل رحم ہے۔ آپ ہی کے فضل وکرم سے آپ ہی کی تائید وتوفیق سے آپ ہی کی نصرت وحمایت سے ہماری حالت بدل سکتی ہے۔

یا اللہ ہم آپ کے کرم ورحم کے طالب ہیں۔ آپ ہی کی طرف رجوع ہوکر آپ سے ہدایت کے بھکاری ہیں۔ آپ ہی سے توفیق حسن کے خواستگار ہیں۔ آپ کے بندے ہیں۔ آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ آپ ہی ہماری مدد فرمائیں اور ہمارے منجدھار میں ڈوبتے ہوئے بیڑے کو پار لگادیں اور ہمیں پھر سے اسلام کا وفادار اور جانثار بنادیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

اور منجملہ اس کی (قدرت وتوحید کی) نشانیوں کے رات اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے، (پس) تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۳۷ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا

اور (صرف) اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان (سب) نشانیوں کو پیدا کیا اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ تکبر کریں

فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔـمُوْنَ ۝۳۸ وَمِنْ

تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ شب وروز اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ (اس سے ذرا) نہیں اکتاتے۔ اور منجملہ اس کی (قدرت وتوحید کی)

اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ

نشانیوں کے ایک یہ ہے (کہ اے مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی ہے اور پھولتی ہے، (اس سے ثابت ہوا کہ)

اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

جس نے اس زمین کو زندہ کردیا وہی مردوں کو زندہ کردے گا، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں

لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا

وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں ہیں، سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز امن وامان کے ساتھ (جنت میں) آئے، جو جی چاہے کرلو،

شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴۰

وہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے۔

وَمِنْ اور سے	اٰيٰتِهِ اسکی نشانیاں	الَّيْلُ رات	وَالنَّهَارُ اور دن	وَالشَّمْسُ اور سورج	وَالْقَمَرُ اور چاند	لَا تَسْجُدُوْا تم نہ سجدہ کرو	لِلشَّمْسِ سورج کو	
وَلَا اور نہ	لِلْقَمَرِ چاند کو	وَاسْجُدُوْا اور تم سجدہ کرو	لِلّٰهِ اللہ کو	الَّذِيْ وہ جس نے	خَلَقَهُنَّ پیدا کیا انہیں	اِنْ اگر	كُنْتُمْ تم ہو	
اِيَّاهُ صرف اسکی	تَعْبُدُوْنَ عبادت کرتے	فَاِنِ پس اگر وہ	اسْتَكْبَرُوْا تکبر کریں	فَالَّذِيْنَ سو وہ جو	عِنْدَ رَبِّكَ آپ کے رب کے نزدیک			
يُسَبِّحُوْنَ وہ تسبیح کرتے ہیں	لَهٗ اسکی	بِالَّيْلِ رات	وَالنَّهَارِ اور دن	وَهُمْ اور وہ	لَا يَسْـَٔـمُوْنَ نہیں اکتاتے	وَ اور	مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اسکی نشانیوں میں سے	
اَنَّكَ کہ تو	تَرَى تو دیکھتا ہے	الْاَرْضَ زمین	خَاشِعَةً دبی ہوئی سنسان	فَاِذَآ پھر جب	اَنْزَلْنَا ہم نے اتارا	عَلَيْهَا اس پر	الْمَاۗءَ پانی	
اهْتَزَّتْ وہ لہلہانے لگتی ہے	وَرَبَتْ اور پھولتی ہے	اِنَّ بیشک	الَّذِيْٓ وہ جس نے	اَحْيَاهَا اس کو زندہ کیا	لَمُحْيِ الْمَوْتٰى البتہ زندہ کرنیوالا مُردوں کو			
اِنَّهٗ بیشک وہ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ ہر شے پر	قَدِيْرٌ قدرت رکھنے والا	اِنَّ بیشک	الَّذِيْنَ جو لوگ	يُلْحِدُوْنَ کج روی کرتے ہیں	فِيْٓ اٰيٰتِنَا ہماری آیات میں		
لَا يَخْفَوْنَ وہ پوشیدہ نہیں	عَلَيْنَا ہم پر	اَفَمَنْ تو کیا جو	يُّلْقٰى ڈالا جائے	فِي النَّارِ آگ میں	خَيْرٌ بہتر	اَمْ مَّنْ یا جو	يَّاْتِيْٓ آئے	اٰمِنًا امن کیساتھ
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ روز قیامت	اِعْمَلُوْا تم کرو	مَا شِئْتُمْ جو تم چاہو	اِنَّهٗ بیشک وہ	بِمَا تَعْمَلُوْنَ جو تم کرتے ہو	بَصِيْرٌ دیکھنے والا			

تفسیر وتشریح: گذشتہ آیات میں دعوت الی اللہ کی فضیلت کے ساتھ داعی الی اللہ کو جس حسن اخلاق کی ضرورت ہے اس کا بیان فرمایا گیا تھا۔ اب یہاں سے آگے اللہ تعالیٰ کی عظمت و وحدانیت اور بعث بعد الموت وغیرہ کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ گویا اس میں یہ اشارہ بھی ہو گیا کہ ایک طرف خدا کے مخصوص بندے اپنے قول وفعل سے خدا کی طرف بلا رہے ہیں اور دوسری جانب چاند سورج اور آسمان وزمین کا عظیم الشان نظم سوچنے اور سمجھنے والوں کو اسی خدائے واحد کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ ان تکوینی نشانیوں میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ جیسے بہت سی قومیں انہی میں الجھ کر رہ گئی ہیں۔ بلکہ لازم ہے کہ اس لامحدود قدرت والے مالک کے سامنے سر جھکائے جس کی یہ سب نشانیاں ہیں اور جس کے حکم سے یہ نشانیاں یعنی دن رات اور چاند اور سورج ایک مقررہ نظام میں جکڑے ہوئے ہیں۔ تو ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ سورج اور چاند اور دن اور رات اس کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں رات کو اس کے اندھیروں سمیت اور دن کو اس کے اجالے سمیت اسی نے بنایا ہے جو یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہیں چونکہ آسمان اور زمین میں زیادہ خوبصورت اور منور سورج اور چاند تھا اس لئے اسی خصوصیت سے اپنا مخلوق ہونا فرمایا اور فرمایا کہ اگر خدا کے بندے ہو تو سورج اور چاند کے آگے ماتھا نہ ٹیکنا اس لئے کہ وہ مخلوق ہیں اور مخلوق سجدہ کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ سجدہ کئے جانے کے لائق وہی ایک خدا ہے۔ جو سب کا خالق ہے پس تم صرف خدا کی عبادت کئے جاؤ سورج اور چاند وغیرہ کے پوجنے والے بھی زبان سے یہی کہتے تھے کہ ہماری غرض ان چیزوں کی پرستش سے اللہ کی پرستش ہے۔ اس لئے یہاں بتلا دیا گیا کہ یہ چیزیں پرستش کے لائق نہیں عبادت کا مستحق صرف ایک خدا ہے جو لوگ صرف اس کی عبادت نہیں کرتے اور غرور اور تکبر حق کے قبول کرنے سے مانع ہے۔ اور باوجود واضح دلائل کے توحید الٰہی کی طرف آنا نہیں چاہتے تو نہ آئیں اپنا ہی نقصان کریں گے اللہ کو ان کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے جس کی بڑائی اور بزرگی اور عظمت اور جبروت کا یہ حال ہو کہ بے شمار ملائکہ مقربین شب و روز اس کی عبادت اور تسبیح وتقدیس میں مشغول رہتے ہیں نہ کبھی تھکتے ہیں اور نہ کبھی اکتاتے ہیں۔ تو ایسے بزرگ اور مقدس فرشتوں کے سامنے یہ مشرکین بے چارے کیا چیز ہیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے۔ خوامخواہ کی جھوٹی شیخی کر کے اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ آگے ارشاد ہوتا ہے کہ زمین کو دیکھو بے چاری کیسی چپ چاپ ذلیل وخوار بوجھ میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے۔ خشکی کے وقت ہر طرف خاک اڑتی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیکن جہاں آسمانی بارش کا ایک چھینٹا پڑا پھر اس کی تروتازگی رونق اور ابھار قابل دید ہو جاتی ہے۔ کھیتیاں، سبزے، گھاس، پات، پھل، پھول وغیرہ اُگ آتے ہیں اور وہ ایک عجیب انداز سے اپنے سبزے کے ساتھ لہلہانے لگتی ہے۔ آخر یہ انقلاب کس کے دست قدرت کے تصرف کا نتیجہ ہے؟ جس خدا نے اس مردہ زمین کو زندہ کر دیا کیا وہ مرے ہوئے انسانوں کے بدن میں دوبارہ جان نہیں ڈال سکتا۔ بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے اس کی قدرت کے سامنے کوئی مانع ومزاحم نہیں۔ تو قدرت کی ان نشانیوں کو دیکھ کر اور اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے اللہ کی آیات سن کر بھی جو لوگ کجروی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں میں واہی تباہی شبہات کو پیدا کر کے ٹیڑھی بناتے ہیں یا خوامخواہ توڑ مروڑ کر ان کا مطلب غلط لیتے ہیں یا یونہی جھوٹ موٹ کے عذر اور بہانے تراش کر آیات اور احکام الٰہیہ کے ماننے میں ہیر پھیر کرتے ہیں ایسی ٹیڑھی چال چلنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے اور خدا سے ان کی کوئی چال پوشیدہ نہیں جس وقت سامنے جائیں گے نتیجہ دیکھ لیں گے فی الحال اس نے ڈھیل دے رکھی

3 ہے کہ مجرم کو ایک دم نہیں پکڑتا۔ یہ سب کچھ سمجھانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اب جو تمہاری سمجھ میں آئے کئے جاؤ۔ مگر یہ یاد رہے کہ تمہاری سب حرکات اس کی نظر میں ہیں۔ ایک دن ان کا اکٹھا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اب خود سوچ لو اور سمجھ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی آگ میں گرے اور ایک جو اپنی شرافت اور سلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن وچین سے رہے دونوں میں کون بہتر ہے؟

ان آیات سے ایک بات یہ ثابت ہوئی جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ”سجدہ صرف حق تعالیٰ خالق کائنات کا حق ہے اس کے سوا کسی ستارے یا انسان وغیرہ کو سجدہ کرنا حرام ہے خواہ وہ عبادت کی نیت سے ہو یا محض تعظیم وتکریم کی نیت سے دونوں صورتیں اب باجماع امت حرام ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جو عبادت کی نیت سے کسی کو سجدہ کرے گا وہ کافر ہو جاوے گا اور جس نے محض تعظیم وتکریم کے لئے سجدہ کیا اس کو کافر نہ کہیں گے مگر ارتکاب حرام کا مجرم اور فاسق کہا جائے گا۔ سجدۂ عبادت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کسی امت وشریعت میں حلال نہیں رہا کیونکہ وہ شرک میں داخل ہے اور شرک تمام شرائع انبیاء میں حرام رہا ہے البتہ کسی کو تعظیماً سجدہ کرنا یہ پچھلی شریعتوں میں جائز تھا دنیا میں آنے سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سب فرشتوں کو سجدۂ تعظیمی کا حکم ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو ان کے والد اور بھائیوں نے سجدہ کیا جس کا ذکر قرآن کریم میں سورۂ یوسف میں موجود ہے مگر باتفاق فقہائے امت یہ حکم ان شریعتوں میں تھا۔ اسلام میں منسوخ قرار دیا گیا اور غیر اللہ کو سجدہ مطلقاً حرام قرار دیا گیا“۔ (معارف القرآن)

افسوس ہے کہ بعض جاہل پیروں اور مریدوں میں یہ سجدہ بازی کی رسم اب بھی پائی جاتی ہے اور بزرگان دین کی قبروں کو سجدہ کرنا تو اس ملک پاکستان اور ہندوستان میں تو اکثر صاحبان نے دیکھا ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ اور فہم عطا فرمائیں اور ہر طرح کے منکرات سے بچا کر دین خالص پر ہم کو استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

اب آگے قرآن کریم جو حق تعالیٰ حکیم وحمید کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کی حقانیت اور شان عظمت کو بیان کیا جاتا ہے۔ جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

ان تلاوت کردہ آیات میں چونکہ آیت سجدہ بھی تلاوت کی گئی ہے اس لئے پڑھنے اور سننے والوں پر ایک سجدہ تلاوت واجب ہوگیا ہے۔ جس کو ادا کرلیا جائے۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ جس نے اپنے فضل سے ہم کو توحید کی دولت عطا فرمائی۔ یا اللہ ہمیں شب وروز اپنی عبادت اور اپنی پاکی وبڑائی بیان کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ اور قیامت وآخرت پر ہم کو ایسا یقین کامل نصیب فرما کہ ہم آخرت سے کسی لمحہ غافل نہ ہوں۔ یا اللہ اپنے کرم سے قیامت کے دن نار سے ہم کو بچایئے اور اپنی امن وامان والی جنت میں ہمیں داخل ہونا نصیب فرمایئے یا اللہ! ہم کفار ومشرکین کی کیا حکایت وشکایت کریں جو قیامت وآخرت کے منکر ہیں۔ اب تو ہمیں رونا بعض اہل اسلام ہی کے لئے ہے کہ جو دنیا میں من مانی اور دل چاہی زندگی بسر کر رہے ہیں اور قیامت وآخرت سے بالکل بے پرواہ ہوکر ممنوعات ومنکرات شرعیہ میں گرفتار ہیں آپ کے احکام سے انحراف واعراض برت رہے ہیں۔

یا اللہ! اس غفلت وجہالت کو اہل اسلام سے دور فرما دے اور ہم کو اپنا وفادار فرمانبردار بندہ بن کر زندہ رہنا اور اسی حالت پر مرنا نصیب فرما دے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَإِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ

جولوگ اس قرآن کا جب کہ وہ ان کے پاس پہنچتا ہے انکار کرتے ہیں، اور یہ (قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے۔جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے

بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۖ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ

اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔آپ کو وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں

قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَّذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ

آپ کا رب بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے۔ اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے

قُرْاٰنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۖ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا

تو یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں، یہ کیا بات کہ عجمی کتاب اور عربی رسول، آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کیلئے

هُدًى وَّشِفَآءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولٰٓئِكَ

تو راہ نما اور شفا ہے، اور جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں ڈاٹ ہے، اور وہ قرآن ان کے حق میں نابینائی ہے، یہ لوگ (ایسے ہیں کہ گویا)

يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۗ وَلَوْ

کسی بڑی دور جگہ سے پکارے جارہے ہیں۔ اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی سو اس میں بھی اختلاف ہوا، اور اگر ایک بات نہ ہوتی

لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿٤٥﴾

جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا عذاب آخرت میں ملے گا) تو ان کا فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا، اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۖ وَمَنْ أَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾

جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے، جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کیلئے اور جو شخص برا عمل کرتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑے گا، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں،

إِنَّ بیشک	الَّذِينَ وہ جنہوں نے	كَفَرُوا انکار کیا	بِالذِّكْرِ ذکر (قرآن) کا	لَمَّا جب	جَآءَهُمْ وہ آیا ان کے پاس	وَإِنَّهٗ اور بیشک یہ
لَكِتٰبٌ البتہ کتاب ہے	عَزِيزٌ گرامی قدر	لَا يَأْتِيهِ اسکے پاس نہیں آتا	الْبَاطِلُ باطل	مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اس کے سامنے سے	وَلَا اور نہ	
مِنْ خَلْفِهٖ اس کے پیچھے سے	تَنْزِيلٌ نازل کیا گیا	مِّنْ سے	حَكِيمٍ حکمت والے	حَمِيدٍ سزاوار	مَا يُقَالُ نہیں کہا جاتا	لَكَ آپ کو
إِلَّا سوائے	مَا قَدْ قِيلَ جو کہا جاچکا ہے	لِلرُّسُلِ رسولوں کو	مِنْ قَبْلِكَ آپ سے قبل	إِنَّ بیشک	رَبَّكَ آپ کا رب	لَذُو مَغْفِرَةٍ بڑی مغفرت والا
وَذُو عِقَابٍ اور سزا دینے والا	أَلِيمٍ دردناک	وَلَوْ جَعَلْنٰهُ اور اگر ہم بناتے اُسے	قُرْاٰنًا قرآن کو	أَعْجَمِيًّا عجمی زبان کا	لَّقَالُوا تو وہ کہتے	
لَوْ کیوں	لَا فُصِّلَتْ نہ صاف بیان کی گئیں	اٰيٰتُهٗ اسکی آیتیں	ءَاَعْجَمِيٌّ کیا عجمی (کتاب)	وَّعَرَبِيٌّ اور عربی (رسول)	قُلْ فرمادیں	
هُوَ وہ۔یہ	لِلَّذِينَ ان لوگوں کیلئے جو	اٰمَنُوا ایمان لائے	هُدًى ہدایت	وَّشِفَآءٌ اور شفاء	وَالَّذِينَ اور جو لوگ	لَا يُؤْمِنُونَ ایمان نہیں لائے

فِیْۤ اٰذَانِهِمْ ان کے کانوں میں	وَقْرٌ گرانی	وَهُوَ اور وہ۔یہ	عَلَیْهِمْ ان پر	عَمًى اندھاپن	اُولٰٓىِٕكَ یہ لوگ	یُنَادَوْنَ پکارے جاتے ہیں
مِنْ سے	مَّكَانٍ کسی جگہ	بَعِیْدٍ دور	وَلَقَدْ اٰتَیْنَا اور تحقیق ہم نے دی	مُوْسَى موسیٰ	الْكِتٰبَ کتاب	فَاخْتُلِفَ تو اختلاف کیا گیا
فِیْهِ اس میں	وَلَوْ اور اگر	لَا كَلِمَةٌ نہ ہوتی ایک بات	سَبَقَتْ پہلے ٹھہر چکی	مِنْ رَّبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے	لَقُضِیَ تو فیصلہ ہو چکا ہوتا	
بَیْنَهُمْ ان کے درمیان	وَاِنَّهُمْ اور بیشک وہ	لَفِیْ شَكٍّ ضرور شک میں	مِّنْهُ اس سے	مُرِیْبٍ تردّد میں ڈالنے والے شک میں		
مَنْ جو۔جس	عَمِلَ عمل کئے	صَالِحًا اچھے	فَلِنَفْسِهٖ تو اپنی ذات کیلئے	وَمَنْ اور جس	اَسَآءَ برائی کی	فَعَلَیْهَا تو اس پر اس کا وبال
	وَمَا اور نہیں	رَبُّكَ آپ کا رب	بِظَلَّامٍ مطلق ظلم کرنے والا	لِّلْعَبِیْدِ اپنے بندوں پر		

تفسیر وتشریح: گزشتہ آیات میں ان لوگوں کو جو اللہ کی نشانیاں دیکھ کر اس کو نہیں پہچانتے۔ اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات الٰہیہ سن کر ان کو نہیں مانتے اور سیدھی سادھی دین کی باتوں میں شک وشبہات کرتے ہیں اور عذر و بہانہ تراش کر احکام خداوندی ماننے سے انکار کرتے ہیں ان کو جتلایا گیا تھا کہ تم جو چاہے کئے جاؤ اللہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے ایک دن ان کا خمیازہ اکٹھا بھگتنا ہوگا اور پوچھا گیا تھا کہ بتلاؤ قیامت کے دن نار جہنم میں پڑنے والا اچھا ہے یا وہ جو خوش اور بے غم ہو کر امن وامان حاصل کرنے والا ہے۔

اب آگے ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ جو لوگ خواہ مخواہ اپنی کجروی سے نصیحت کی بات میں شبہات پیدا کر دیتے ہیں اور بھولی ہوئی نیک باتوں کے یاد دلانے والے تذکرہ سے منہ موڑتے ہیں وہ بڑا غضب کر رہے ہیں یہ تذکرہ تو ایک بڑی عزت اور شان والی کتاب ہے جس کے پیچھے جھوٹ کہیں پھٹک بھی نہیں سکتا اور جس میں جھوٹ کی کسی طرف سے کوئی گنجائش ہی نہیں تو ایسی صاف واضح اور محکم کتاب کا انکار ایک احمق یا شریر آدمی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ کتاب تو اس کی اتاری ہوئی ہے جو ساری حقیقتوں سے واقف اور تمام کا مالک ہے تو باطل کی کیا مجال ہے کہ جو اس کتاب کے پاس بھی پھٹک سکے۔ آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے کہ منکرین کا جو معاملہ آپ کے ساتھ ہے یہی رویہ ہر زمانے کے منکرین کا اپنے پیغمبروں کے ساتھ رہا ہے۔ پیغمبروں نے ہمیشہ خیر خواہی کی ہے لیکن منکرین نے اس کے جواب میں ہر طرح کی اذیت اور تکلیفیں پہنچائیں۔ پھر جس طرح گزشتہ پیغمبروں نے سختیوں پر صبر کیا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی صبر کرتے رہئے۔ نتیجہ یہی ہوگا کہ کچھ لوگ توبہ کر کے راہ راست پر آ جائیں گے اور کچھ اپنی کجروی اور ضد پر قائم رہیں گے جو آپ کی بات مان لیں گے اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے گا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اور جو نہ مانے گا وہ سزا پائے گا کیونکہ اللہ سزا بھی سخت دینے والا ہے۔

آگے کفار مکہ کے ایک خاص حیلے بہانے کے متعلق بتلایا جاتا ہے کہ جو یہ کہتے تھے کہ عربی پیغمبر کا معجزہ تو ہم اس وقت سمجھتے جب قرآن عربی کے سوا کسی اور زبان میں آتا۔ عربی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مادری زبان ہے۔ یہ جو عربی میں قرآن پیش کرتے ہیں تو کیسے یقین کیا جائے کہ یہ انہوں نے خود اپنی طرف سے نہیں گھڑ لیا (العیاذ باللہ تعالیٰ) ہاں اگر کسی دوسری زبان میں جس کو یہ نہیں جانتے خدا کا کلام پیش کیا ہوتا تو اس وقت مانا جا سکتا تھا کہ یہ ان کا اپنا بنایا ہوا نہیں ہے۔ اس کا جواب حق تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے کہ جسے ایک بات نہ ماننا ہو تو ہزار حیلے بہانے نکال سکتا ہے اب تو کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ عربی کے سوا اور کسی زبان میں قرآن آتا تو ہم مان لیتے کہ یہ معجزہ ہے لیکن فرض کرو اگر ایسا ہوتا تو اس وقت ان کو یہ اعتراض ہوتا کہ عربوں کے لئے عربی زبان میں یہ کلام کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ بھلا یہ کیسی بے جوڑ بات کہ رسول عربی اور اس کی قوم جو اولین مخاطب ہے عرب اور کتاب بھیجی جائے ایسی

زبان میں جس کا ایک حرف بھی عرب لوگ نہ سمجھ سکیں۔ تو منکرین ومعاندین کے یہ لغو اور بیہودہ شبہات تو کبھی ختم نہ ہوں گے۔ ہاں اس قدر تجربہ ہر ایک آدمی کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مقدس اپنے اوپر ایمان لانے اور عمل کرنے والوں کو کیسی عجیب اور نافع ہدایات اور بصیرت اور سوجھ بوجھ عطا کرتی ہے کہ ان کے قرنوں اور صدیوں کے روگ مٹا کر کس طرح بھلا چنگا کر دیتی ہے اور کیسی بداخلاقیوں اور بدکرداریوں سے نکال کر حسن اخلاق اور نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف لے آتی ہے۔ اس پر بھی ان منکرین کو اگر قرآن کی روشنی میں کچھ نظر نہیں آتا تو اس میں قرآن کا کیا قصور ہے۔ ان منکروں کو چاہئے کہ اپنی نگاہ کا ضعف وقصور محسوس کر کے اپنی آنکھوں کا علاج کریں جیسے کسی کو دور سے آواز دی جائے تو وہ نہیں سنتا اور اگر سنے بھی تو اچھی طرح سمجھتا نہیں اسی طرح منکرین قرآن بھی صداقت اور منبع صداقت سے اس قدر دور پڑے ہوئے ہیں کہ حق کی آواز ان کے دل کے کانوں تک نہیں پہنچتی اور کبھی کچھ پہنچتی ہے تو اس کا ٹھیک مطلب نہیں سمجھتے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید تسلی کے لئے فرمایا جاتا ہے کہ جیسے آج قرآن کے ماننے اور نہ ماننے والوں میں اختلاف پڑ رہا ہے پہلے توریت کے متعلق جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی ایسا ہی اختلاف پڑ چکا ہے بعض نے مانا بعض نے نہ مانا۔ پھر دیکھ لو کہ وہاں نہ ماننے والوں کا انجام کیا ہوا تھا۔ پس اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ان کے اختلافات سے متاثر نہ ہو جایئے اور یہ سب اختلافات محض اس وجہ سے ہیں کہ انہیں مہلت دی جا رہی ہے اور مہلت اس وجہ سے دی جا رہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی طے کر چکے ہیں کہ وہ کسی کو پورے طور پر اتمام حجت سے پہلے سزا نہ دیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ کا یہ حکم جاری نہ ہو چکا ہوتا تو اب تک ان منکرین کے درمیان کبھی کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا اور یقیناً یہ لوگ اس فیصلہ کی جانب سے بھی ایسے شک میں مبتلا ہیں جو ان کو خلجان اور تردد میں مبتلا کئے ہوئے ہے کہ ان کو عذاب کا یقین ہی نہیں آتا حالانکہ وہ فیصلہ ضرور واقع ہوگا اور اس فیصلہ کا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی اچھا اور نیک کام کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے یعنی وہ اسی کا نفع اور ثواب پاوے گا اور جو شخص برا کرتا ہے اس کا وبال اس پر پڑے گا اور اس کو سزا دی جائے گی اللہ کے ہاں بندوں پر کوئی ظلم وستم نہیں کہ وہ کسی کو ناحق سزا دے گا بلکہ جس کو سزا دے گا وہ خود اس کے کرتوتوں پر دے گا پس اگر کسی کو سزا سے بچنا ہے تو وہ اپنی حالت درست کر کے بچ سکتا ہے۔

اب یہاں ان آیات میں جو یہ فرمایا گیا **لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ** یعنی اس قرآن کریم میں باطل یعنی غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آ سکتی ہے نہ اس کے پیچھے کی طرف سے اس میں صاف تصریح ہے کہ شیطان یا باطل کا کوئی تصرف اور تدبیر اس کتاب میں نہیں چل سکتی کہ وہ اس کتاب میں کمی بیشی یا کوئی تحریف کر سکے کسی اہل باطل کی مجال نہیں کہ سامنے آ کر اس کتاب میں کوئی تغیر یا تبدل کر سکے اور نہ اس کی یہ مجال ہے کہ پیچھے سے چھپ کر اس کے الفاظ یا معانی میں تحریف اور الحاد کر سکے۔ یعنی یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی باعزت اور باوقعت ہے کہ نہ اس کے الفاظ میں کمی بیشی کی کسی کو قدرت ہے نہ معانی میں تحریف کر کے اس کے احکام بدل دینے کی مجال ہے جب بھی کسی بدبخت ملعون نے اس کا ارادہ کیا وہ ہمیشہ رسوا اور ذلیل ہوا۔ اور قرآن اس کی ناپاک تدبیر و تحریف وغیرہ سے پاک رہا۔ دنیا اس کا کھلا ہوا مشاہدہ کر چکی ہے۔

الحمد للہ اس درس پر ۲۴ واں پارہ ختم ہوا۔ اب آئندہ سے انشاء اللہ ۲۵ واں پارہ شروع ہوگا اب چونکہ نیکی وبدی کا پورا بدلہ قیامت کے دن ملے گا تو کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آوے گی اس لئے آگے اسی کا جواب ارشاد فرمایا گیا ہے جس کا بیان انشاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ